

لعنت اللہ علی الکاذبین

### لعنت کا دیانی برکادیا نی

نمبر ۱۷ جلد ۱

## لعنت اللہ علی الظالمین الکاذبین المقترین علی اللہ رب العالمین

(بجواب شہادت یک ہزار دو ہزار و تین ہزار و چار ہزار و سب سے انوار کا دیانی -)

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ فَازَىٰ عَلَىٰ اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ ۚ  
 إِنَّ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَعَجَّوْا وَهُمْ بِالْآخِرَةِ كَافِرُونَ ۝

فَيَحْلِلُ اللَّهُ عَلَى الكاذبين ۝

لعنت لعنت لعنت تسما ہزار بحث شمار صفحہ ۱۱۸ النہایت ۱۲۲ رسالہ روزگار دیا نی لکھنؤ

این میں کسیر؟

صاحبو! کذاب مظلوم - افک - مقتری علی اللہ کا دیانی پر -

او ہو۔ کس کی طرف سے

صاحبو! خدا تعالیٰ کی طرف سے اور عام لعنت کریمہ اللہ فرشتوں مسلمانوں اور عام لوگوں کی طرف سے اور خود کا دیانی کی اپنی طرف سے -

خدا تعالیٰ کی طرف سے اور عام لعنت کریمہ اللہ فرشتوں مسلمانوں اور عام لوگوں کی طرف سے لعنت ہو گا کیا صاحبو! خدا کی طرف سے اس پر لعنت ہو گیا ہے وہ آیات قرآن میں جنکو عرب منوان ضمنوں کیا گیا ہے -

انہیں صاف تصریح ہے کہ خدا تعالیٰ پر افسوس کر نیوالے اور نزول وحی کا چوٹا دعویٰ کر نیوالے سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں ہے اور ظالموں پر خدا کی لعنت ہو جو خدا کی راہ سے روکتے ہیں - اور وہ قیامت کے دن کہیں - اور چھوٹے

پر لعنت کریں - اور یہاں باتفاق فریقین مسلم ہے کہ کا دیانی اپنے اور نزول وحی کا دعویٰ کرتا ہے (دیکھو توضیح مرام ص ۱۷) اور یہاں باتفاق جمہور اہل اسلام ثابت و مسلم ہے کہ کا دیانی اس دعویٰ میں جہو ٹلے ہے - اور

وہ لوگوں کو خدا کے دین روکتا ہے اور اپنے لئے دین پر چلانا چاہتا ہے - اور وہ قیامت کا منکر ہے -

فرشتوں مسلمانوں اور عام لوگوں کی طرف سے اس پر لعنت ہو گیا ہے وہ آیات منقولہ عاشرہ میں جن سے ثابت ہے کہ جہو خدا تعالیٰ لعنت کرتا ہے اس پر فرشتے اور عام لوگ ہی لعنت کرتے ہیں - اور وہ تلا

جلد ۱۷  
 اور  
 پست  
 لہ اسلام  
 فتح  
 نافرست  
 سیانی  
 کو خدا  
 سلام  
 کام  
 آتا ہے  
 نہیں  
 میں

اولئك يلعنهم الله ويلعنهم اللاعنون	جبکہ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ زبان خلق نقارہ خدا
اولئك عليهم لعنة الله والملائكة والناس	مسلمانوں کی طرف سے اس لعنت ہوشیہ کا ثبوت یہ ہے
اجمعیین و یوضع البغض فی الارض مشکوٰۃ	کہ کادیانی نے رسالہ "لوز" کے چار صفحوں میں عیسیٰ کو
انتہ شہدانا لا نشفی الارض مشکوٰۃ	کے حق میں ایک ہزار الفاظ لعنت نمبر وار تحریر کر کے آخر مسلمانوں

کو یہی اسمین شامل کر لیا ہے اور اہل اسلام میں یہ امر مسلم اور ثابت ہے کہ مسلمان لعنت کا محل و اہل نہیں ہوتا اور یہ امر حدیث میں آچکے ہے کہ اگر کوئی شخص ایسی چیز کو لعنت کرتا ہے جو اسکی اہل محل نہیں تو وہ لعنت پہنچا کر اسی شخص کی طرف رجوع کرتی ہے جسکے موہنے نہ سکتی ہے۔ لہذا وہ ہزار لعنت جو مسلمانوں کے حق میں بلا مقصد و بلا وجہ سے کہی تھی وہ مسلمانوں کی طرف واپس ہو کر اسی پر پڑی۔

عام لوگوں کی طرف سے اس لعنت ہوشیہ کا ایک ثبوت یہ ہے کہ یہ عام لوگوں کو لعنت کرتا ہے۔ آری کوائسے شخص کہے کہ وہ اس لعنت میں سے لعنتیں کہیں۔ نصاریٰ کو اسی رسالہ "لوز" میں ہزار لعنت سنائیں۔ وہ اسکے صلہ و مقابلہ میں اسکو دن رات لعنتیں کر رہے ہیں۔

ایک وجہ تالی لعنت کی یہ ہے کہ خدا مسلمانوں کا حامی ہے۔ مسلمانوں کی حمایت میں خدا ان لوگوں سے ہی اسکو لعنتیں کہلاتا ہے۔

پہلا حصہ اس بیان سے یہ ثابت ہوا کہ خدا کی طرف سے اور فرشتوں کی اور عام بندوں کی طرف سے اس لعنت ہوشیہ ہے۔ مگر اسکا ثبوت کیا ہے کہ خود اسکی طرف سے ہی اس لعنت پڑی ہے۔ اپنے آپ کو لعنت کرتا ہے صابو ایسی ہی خدا کی طرف سے مسلمانوں کی حمایت میں کادیانی پر رحمت و عقوبت ہو کہ وہ اپنی مولاہم اپنے آپ پر حسب تفضیل ذیل لعنت کر چکا اور کر رہا ہے۔ مباحثہ امر ستر میں زور اسکا لپنے بڑے پہا میں عیسیٰ کو سے ہوا تھا) وہ مشر عبد اللہ اہم کے پندرہ ماہ میں فوت ہو جائیگی پیشگوئی کر کے صفحہ اخیر میں صحت یہ لکھ چکا ہے میں اسوقت ازار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشگوئی چھوٹی نکلی۔ یعنی وہ فریق جو خدا تمہارے کے نزدیک جہنم پر ہے پندرہ ماہ کے عرصہ میں اچکی تاریخ سے بسزا موت (ایہا الناظرون ان الفاظ کو نہ بولنا) تا دیر میں نہ پڑے

تو میں ہر ایک منزل کے اٹھانے کیلئے تیار ہوں۔ جھگڑا نہیں کیا جائے۔ روسیہ کیا جائے۔ میرے گلے میں رت نہ ڈالا جائے۔ جھگڑا بچاؤ دیا جاوے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں۔ اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کہ ہا کہتا ہوں۔ کہ ضرور وہ ایسا ہی کریگا۔ ضرور کریگا۔ ضرور کریگا۔ آسمان زمین ٹل جائیں پر اسکی باتیں نہ ٹلیں گی۔ اب اس سے زیادہ میں کیا کہہ سکتا ہوں جبکہ اللہ تعالیٰ آپ ہی فیصلہ کر دیا ہے۔ اب ناسخ ہنسی کی جگہ نہیں۔ اگر میں ہوتا ہوں تو میرے لئے سولی تیار رکھو۔ اور تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو۔ یہ عبارت والفاظ کا دیوانی کے صاف پکار رہے ہیں کہ اگر کا دیوانی کا مخالف عبداللہ اہم یا فریق مخالف کے تمام ممبر سب راسوت ہجرت میں نہ جائیں تو کا دیوانی پر خدا کی اس قدر لعنت ہے جو تمام دنیا کے کسی شیطان بدکار لعنتی پر نہیں ہوئی۔

اب ہر گویا دیکھنا چاہیے کہ عبداللہ اہم یا اسکا تمام فریق مگر کیا یادہ زندہ ہے؟ اور اسکے فریق کے لوگوں سے کوئی ایک شخص ہی زندہ ہے۔

صاحبو! ایسا راسوت ہجرت ۹۶ھ کو گزری۔ اور عبداللہ اہم مع اکثر ممبران فریق خود زندہ ہو پہلا۔ چنگا۔ ہٹا۔ کشا پہلے سے زیادہ تازہ موٹا۔

اس امر کا اعتراف کا دیوانی نے خود اپنے اشتہار ۹۶ھ اور اپنے رسالے کے انوار میں کیا ہے۔ وہ عبداللہ اہم کو زندہ بتایا ہے۔ اور ڈاکٹر کلارک اور پادری عماد الدین وغیرہ کو مخاطب کر کے ان دونوں کی حیات کا اظہار و اقرار کر رہا ہے۔ پھر کتب ہدایت عبارت والفاظ منقولہ بالا اسکی طرف سے اسپرست کی بوجھاڑ ہو نہیں کیا کس ہے؟ آپ صاحبان صاف سوچیں گے۔ کوئی نہیں سہرگ نہیں سہراں پر غلط اسپرست کی رسلا دار بارش ہو رہی۔ اور ہوتی رہیگی۔ جب تک کا دیوانی دہو کہہ بازی انفرار واری سے ناپ ب نہوگا۔ اور مسلمان نہو جائیگا۔

پہلا صاحب! اگر کا دیوانی عبارت والفاظ مذکورہ بالا شائع و شہر کر چکا ہے تو پھر وہ اپنا موہنہ کالا کر اور اپنے گل میں رت نہ ڈاکر اور ایک لعنت کا سائن بورڈ زیب گلو فرما کر اپنے آپکو مسلمان یا ایسی میوں کے حوالہ کیوں نہیں کرتا۔ اس میں اسکو کوئی غدر ہے تو وہ کیا ہے؟

۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰

صاحبزادہ عبدالکبیر نے اپنی اہم ترین مگر سب سے بڑی کتاب "تذکرہ اہل اہام" کا تصدق دہ عذرات  
 وہی بالکے جس سے میں جتنے کا دیانی کی طرف سر پیش ہوئی ہے پہلے اثنائے السنۃ اپنی نمبر ۹ جلدہ میں پیشگوئی کر چکا ہے  
 وہ یہ ہے کہ (۱) وہ کہتا ہے کہ اصل اہام میں مادہ کا لفظ تھا۔ یعنی اسکی تشریح سورت اپنی طرف ہوئی تھی  
 اس میں غلطی کہانی تو یہ کوئی نئی بات نہیں پہلے ہم ہی ایسی غلطی کہا گئے تھے جو ایک اہامی وعدہ محل کی  
 اپنے خیال سے تفسیل کرتے وہ درست نہ نکلتی تو ان کو خدا تعالیٰ پر عدم ایقلے وعدہ کا گمان ہو جاتا۔ اسکی  
 تصدیق و تائید میں شاہ ولی اللہ صاحب کی کتاب فیوض الحرمین کو ملاحظہ فرمادو۔ حوالہ دیتا ہے۔ اور یہ کہتا ہے کہ  
 اصل اہام کے معنی وہ ہے جو عبد اللہ تمیم نے بیان کیا۔ وہ سخت بیمار ڈاکٹر کا مارا۔ شہر شہر بہرہ پڑا۔ گھر کے  
 اندر سے اسکو ڈر لگتا تھا کہتے اور سانپوں کے سامنے آجانے سے ہی ڈر جاتا تھا۔ یہ مادہ نہیں تو اور کیا ہے  
 اور کہتا ہے جو مادہ سے اس فریق کا کوئی شخص نہیں سچا ڈاکٹر کا گھر کے راستے صاحب کے بے وقت  
 سورت کا ایسا الم پہنچا جو مادہ سے کم نہ تھا۔ ایسا ہی پادری ٹامس ٹول بیماری کے مادہ میں ہر ایک کے بعد لکھا

۴ اصل عبارت سے یا مفسر فیوض الحرمین کو درجہ اول و کتاب اور پورے کا دیانی نے اسلئے نقل نہیں کیا کہ اسے  
 نقل کرنے سے علم لوگوں پر کا دیانی کا مستقر غلطی ہونا ظاہر ہوتا تھا۔ اور یہ امر (اعتراض غلطی)  
 کا دیانی پر سورت زیادہ سخت ہے۔ یہ اعتراض غلطی کا جو پہلے میں کا دیانی سے نقل کیا ہے۔ اس عبارت  
 فیوض الحرمین سے نکال کر کا دیانی کو اسکا مستقر بنایا اسلئے یہ صریح اعتراض غلطی نہیں کیا۔ ہندستان  
 کے وہ علم حاصل ہوا جو فیوض الحرمین کو نقل کریں۔ تاکہ ناظرین کو معلوم ہو کہ وہ اعتبارت کے درست اور درست  
 سے کا دیانی کا مستقر غلطی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں وعدہ کے عدم وقوع کا دلیل

و تائید ہا ان کے کشف لہما و مجمل و متحول ہذا	سبب یہ ہوتا ہے کہ صاحب کشف کو ایک امر عمل کا انکشاف
الانکشاف الاجمالی الہامنا جملہ اہمیتا ہما	ہوتا ہے پر وہ انکشاف اجمالی اہام میں جاتا ہے۔ اس حال
الیہ العلوم الخور و متنی حدیثہ فلسفہ حقیقہ	کے صاحب کشف کے عدم دریافت جواسکے سینے میں تھے
من حدیث لایلی ی x x و لا عبودۃ حیدر	میں شرح کو کہتے ہیں۔ ایسی جگہ ہے کہ اگر کوئی نہیں لیا
بالشجر و الاطعمینا لان فی الحقیقت ظہور الہام	اس پر کسی زمینان یقین ہو جائے گا کہ یہ کچھ قبل نہیں تھا۔

۵۔ جون کی سورت کو بے وقت کہنا جاہلوں اور بدین سے ناواقفوں کا کام ہے جو اس مہم نے اہمیت یار کیا ہے۔

ایسا ہی پادری عبدالمدحت بیمار ہونے کے باوجود میں گرا۔ اور معلوم نہیں کہ مر یا بچا۔ پادری عہد الدین رسالہ نور الحق کے جہاں سے عاجز ہونے سے اور ایک نذر لعنت کا جو اس رسالہ میں لکھا ہے وہی تھی اور وہ ہونے سے پادری میں گرا۔

(۲) عذراول کے مخالف تناقض ہے وہ یہ کہ موت کا کامل طور کا ماوریہ ہے۔ اور یہ واقعہ ہو چکا ہے۔ اس کے بعد اللہ آتم بچ گیا ہے مگر اصل الہام میں عبداللہ آتم کا نام نہیں لیا گیا تھا۔ بلکہ فریق لطف کے لئے ماوریہ میں پڑنے کی خبر دی گئی ہے سو مباحثہ کرنے کے لئے فریق سے ایک ممبر لکھا اس کا سرگروہ پادری راٹ تھا امرت پور میں ملا۔ اور یوحنا جنڈیا لیر پادری نورسن لاہور میں ملا۔ اس سے کہہ ہی اس پیشگوئی کا تحقق ہو گیا۔

تہ مختلف سلاقرین صد آفرین اے کا دیانی اور پوپو تیسرے جزا مت و میا پر کہ جس کو ہنہ سے تونے موت کو اصل الہام سے غیر اور اسکی تفسیر قرار دیکر اس کے تحقق کو غیر ضرور ٹھہرایا تھا۔ اور اس تفسیر کو اصل الہام سے تقدیح کرنے کو دستور یہاں بتایا تھا اسکی مہنہ سے تونے پہ اسکو ماوریکافر ڈھیرایا اور تحقیق بنایا۔ اور اس گروہ کے دو تین شخص کی موت سے اس پیشگوئی کو سچا بنایا ہے۔

تہ وہ عذرات  
پیشگوئی کر چکا ہے  
نی طرف کی تھی  
عہد محل کی  
ہو جاتا۔ اسکی  
اور پر کہتا ہے کہ  
تہ تارے۔ گہر کے  
ن تو اور کیا ہے  
تہ بے وقت  
ایک سزا بعد

الاجالی من حیث هو محفوظ فی هذا	کیونکہ یہ لفظی اجالی امر کا ہے۔ اس حالت و صورت میں
الشرح و بما تبادر لہ ما جس نفس	کہ وہ اس خیالی شرح میں محفوظ سمجھا گیا ہے۔ پھر لفظ
و استعجال طعنتہ و لتسویل شیطان	نفس کا خطو یا خیال یا لہیت کا استعجال یا شیطان
فقصر نظره عن التملیز بقی الامر عندہ	کا اور کہہ جلدی کرتا ہے تو صاحب کشف اس الہام
غیر مبین و وبالجملة فمن اشی هذا الصو	اجالی اور اس شرح خیالی میں نہیں کر سکتا۔ اور ایک
الختلطہ قال وعد ولہ یوجد الموعود	تو ایک اصل الہام اور اسکی شرح میں فرق نہیں رہتا
ومن اشی کل شئی متمیزا من غیرہ قال	پس جو شخص اس لفظ صحت کہہ سکتا ہے وہ کہتا ہے
الوعد اجالی قد وفی بہ ولو فی نشاۃ	کہ وعدہ ہوا تھا مگر باہر نہیں گیا اور جو شخص ان دونوں
نشاۃ و شجودن شیخ۔ فالوجهان جمیعاً	میں امتیاز کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ وعدہ اجالی تھا سو
کما یعتبران المتوسطن و اہل کمال فہم	پورا ہوا خواہ کسی جہان میں ہو۔ (نیا یا آخر میں)
بمزل من ملک (نیز من المومنین منقر ص ۱۷)	اور خواہ کسی صورت سے ہو (ظاہری یا باطنی سے)

ایکے  
۱  
۲  
۳  
۴  
۵  
۶  
۷  
۸  
۹  
۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰

(۳۷) خدا اول کے مخالف و متناقض وہ پہر ہی کہتا ہے کہ اس پیشگوئی کے دو حصے تھے - اول یہ کہ فریق مخالف تا وہ یہ (یعنی موت) میں ڈالا جائیگا۔ دوسرا یہ کہ اگر وہ حق کی طرف سے پھرتا ہے تو وہ اس کا اور موت سے بچا لیا جائیگا۔ عبد اللہ اہتم کے حق میں خدا نے پہلے پہلو کی طرف رخ کیا بلکہ دوسرے پہلو کو اختیار کیا کیونکہ عبد اللہ اہتم نے کیسے ہی حق کی طرف رجوع کر لیا تھا اس عذر کو تاویل سے توڑا کہ وہ دیا بانی نے اپنے ہی تک نہیں رہنے دیا۔ بلکہ اس مضمون کا عربی عبارت میں ایک الہام ہی گہر کر خدا تعالیٰ پر اسکا اقرار کیا۔ چنانچہ کہا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ایسا کیا اور مجھے فرمایا ہے اطلع الله علیہم و علمہم و لاتخذ لسنۃ الله تبدیلاً۔ ولا تعجبوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان مکنتہم مومنین۔ وعبودتہ وجلالی انک انت الاعلیٰ وغزاة الاعداء کل ممزق و مکروا لک ہو سیودا انکشف الستر عن سائرہم یومئذ یفرج المؤمنون ثلث من الاولین وثلث من الاخرین۔ وھذا لانتذکر فیہ کما شاء اتخذ الی ربہ سبیلاً۔ اس عبارت کے نو فقرے ہیں جن میں اکثر فقرے قرآن مجید سے پورے پورے چورے گئے ہیں۔ اور فقرہ اول و سوم و چہارم و پنجم کے بعض الفاظ قرآن سے مسروق ہیں۔ اور ان الفاظ و فقرات کی ترتیب صرف ایجاد بندہ (کا دیانی) ہے۔ سوم اسرگندہ جس سے مطلب مقصود کا دیانی کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا اور وہ مطلب در بطن شاعر کا مصداق تھا لہذا کا دیانی کو اسکی تفسیر ہی الہام (یا شیطان) اختلام سے کرنی پڑی ہے۔ فقرہ اول کا اصل ترجمہ لفظی یہ تھا کہ خدا نے اسکے غم و غم پر اطلاع پائی جس سے کا دیانی کا مطلب

مگر یہ امر متوسط لوگوں کو پیش کرتے ہیں۔ ہاں کمال ان دونوں سے برتر رہنے میں۔ اور پورے کا دیانی نے اس مضمون کتاب فیروز الحدیث سے شک کر نیسے پہر بتایا ہے کہ میں عرفان و کمال میں نقص ہوں اسنے غلہ نفس اور شیطان نے مجھ پر غلبہ کر کے میری اس تفسیر کو (جو میری اپنے خیال سے کی تھی) اور اصل الہام اجمال کو ایک گویا۔ اور میری غلطی کے اصل تا وہ کہ موت قرار دیکر ضم کے ساتھ یہاں کر لیا تھا کہ اگر مخالف کہ موت نہ ہوئی تو یہ لہذا نہ سیاہ کہ کہ مجھے لسنۃ بنایا جائے وہ بیخبر و غیرہ۔ اس میں شیطان دہر کہہ گیا ہے اور میں اسکی تفسیر کہ نہیں غلطی کہ تکبیرا لکے حضرت یہاں اسکے حوالہ اور استناد حضرت مذکور کا لازماً نتیجہ ہے۔ منہ نہ ہو کہ کسی اقرار نہ کرے گا کہ میں اس تفسیر میں غلطی کا ترکیب ہوا ہوں یہ سچی ہے کس عہدہ اول کے مخالف و متناقض ہے ہی کہ تا میں اس تفسیر کا صحیح ہونا جاتا ہے

۱  
۲  
۳  
۴  
۵  
۶  
۷  
۸  
۹  
۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰

تھے سائل پر  
 لے گائینے  
 لیلطف رُخ  
 ردناویل چہ  
 مہی گہر کہ  
 مدد و عنہ  
 لبعزتے  
 شرح سناس  
 لخذ الی  
 سے گئے پیر  
 تاکہ ترتیب  
 ہتا اور وہ  
 کرنی پر  
 مطلب

ادا ہوتا تھا اسلئے کا دیانی اسپر الہامی تفسیر سے زیادتی کی اور کہا۔ اور اسکو مہلت دی۔ جب تک کہ وہ بیباکی اور سخت گیری اور تکذیب کی طرف میل کرے۔ اور خدا کے احسان کو بھلا دے۔“

فقہہ دوم کا ترجمہ لفظی صرف یہ تھا کہ توفیق کی عادت میں تبدیلی نہ پائے گا۔ جو کا دیانی کے مطلب کے لئے کافی نہ تھا۔ اسپر کا دیانی الہامی تفسیر سے بہ زیادتی کی کہ عادت اللہ اسی طرح جاری ہے۔ کہ وہ کسی پر عذاب نازل نہیں کرتا جب تک ایسے کامل سبب پیدا ہوں جو عذاب الہی کو مشتعل کریں۔ اور اگر دل کو کسی گوشہ میں ہی کچھ خوف آتی ہو اور کچھ دہر کہ شروع ہو جائے تو عذاب نازل نہیں ہوتا۔ دوسرے وقت پر پڑ جاتا ہے۔ ایسے ہی الہامی تفسیر فقہہ ۳ و ۴ وہ کہے کہ فقرہ ساقی (جو کا ترجمہ لفظی یہ ہے۔ ہم اسکی ہڈی سے ہسکے ہو لیں گے) یہ تفسیر کی ہے کہ ہم اسکی ہڈیوں میں سے لٹکا کر کے دکھائیں گے یعنی حقیقت کہول دین گے اور فتح کے دلائل بنیہ ظاہر کریں گے۔ ایسی ہی آیتیں تفسیر الہامی باقی فقرات کی کی ہے اس صحت و شکت و رحمت الہام مذکور پر ہی کا دیانی کا یہ مطلب لوگوں پر ظاہر نہ ہوتا کہ یہ غم و ہم کرنا جو عیسویوں کیوں نہ ہو گویا جیسا کہ الہام (بنا احتلام) ۵ ستمبر ۱۹۰۷ء میں عذاب موت کے لے جانے کی شرط قرار دیا گیا تھا۔ تو اس لئے اس الہام اور اسکی تفسیر کو بلکہ تمام مضمون کو ختم کر دینے کے بعد جن حاشیہ نمبر امین اس الہام کی تفسیر و تفسیر کی۔ اور یہ بات کہی ہے کہ حق کی طرف رجوع کر نیسے ہی درجہ نامہ کو ہے جو عبد اللہ انہم نے اپنی مضطربانہ حالت و ظاہر کیا ہے کہ وہ موت و ڈر کہ شہرہ ہر اور گہر کے اندر سے اور کتون اور ساپون سے ڈرا کیونکہ حق کی طرف رجوع کرنا اور اسلامی عظمت کو اپنی خوفناک حالت کو قبول کرنا حقیقت ایک ہی بات ہے۔

(۲) اور اس عذر کی تائید میں وہ یہ بھی کہتا ہے کہ سیدھا ڈر جانا اور سچا اخروی کیلئے کافی نہیں۔ بلکہ اسلام و ایمان اس سے ثابت نہیں ہوتا۔ جس سے نجات اخروی مستقر ہے) مگر اس قدر ڈر جانے سے ذیوی عذاب آہی کامل جانا۔ لازم و ضروری ہے۔ اور اس پر آیت کمن یعمل مثقال حبة خیر لیراہہا عینا ذریعہ دلیل ہے۔ اور یہ بات ہی قرآن اور بائبل سے ثابت ہے کہ خدا اقلے عادت مستمرہ و سنتہ قدیمہ ہے کہ جب کوئی شریک ترم جہر عذاب نازل ہونا مقدر ہو چکا تھا خدا نے ڈر گئے تو وہ عذاب مارا۔ سرطابہ ۱۱۱ کے ۱۱۱ میں

چند ایسی آیات قرآن نقل کی ہیں جن میں اس صفوں کا نام و نشان نہیں صرف یہ بیان ہے کہ عذاب اس وقت  
 نازل ہوتا ہے جب کسی قوم سے فسق و ظلم و استہزاء توغ میں آتا ہے  
 اور کہتا ہے کہ عبد اللہ آتم کا کب قدر ڈر جانا اس سے ثابت ہے کہ وہ شہر بہر بہر اور  
 اگر عبد اللہ اس سے انکاری ہو تو وہ ایک مجلس میں مجھ سے مباہلہ کرے۔ اور کہدے کہ ۱۵ مہینہ کے  
 عرصہ میں کہی ایک لفظ وہ اس پیشگوئی سے نہیں ڈرا۔ اور کہی سچائی اسلام کا خیال اسکے دل میں  
 نہیں گذرا۔ اور کہی ایک ذرہ اسلامی توحید کا خیال اور تلبیث سے انکار اسکے دل میں نہیں  
 آیا۔ اسکے بعد اگر ایک سال تک اسکو موت نہ آئی تو اسکو سچا سمجھا جائیگا۔ اور ایک ہزار روپیہ اسکے  
 ملک کیا جائیگا جو بطور امانت دیا خزانہ انتہی سے اسکے پاس رکھوایا جائیگا۔ اور اگر عبد اللہ آتم  
 نے اس فیصلہ کی طرف رجوع نہ کیا۔ تو گویا میری اس بات کو کہ وہ میری پیشگوئی سے کس قدر ڈر گیا  
 تسلیم کر لیا۔

اور کہتا ہے کہ اس پیشگوئی میں دوسرے پہلو کو خدا نے اسلئے اختیار اور پہلے پہلو کو ترک  
 کیا۔ کہ پہلا پہلو (یعنی موت عبد اللہ آتم) مجروح اور سخت مشق اعتراضات ہو گیا تھا۔ کوئی کہتا تھا۔  
 مرنے کی نئی بات ہو۔ ایک اکٹر صاحب پہلی ہی موت کا فتویٰ دیکھے ہیں کہ چھ ماہ تک فوت ہو جائیگا۔  
 کوئی کہتا تھا کہ بڑا ہے۔ کوئی کہتا تھا کہ کمزور ہے۔ موت کیا تعجب ہے۔ کوئی کہتا تھا کہ چار دوسے مار دینے  
 پر شخص بڑا جاوے کہ خدا حکیم و علیم نے جب یہ کچھ کہہ کر معترضوں نے اس پہلو کو بہت کمزور اور شکوک کر ڈ  
 ہے اور خیالات سے اسکا اثر اٹھا دیا ہے۔ تو عبد اللہ آتم کے دل پر عظمت اسلام کا عجب ڈالکر  
 پہلو ثانی سے اسکو عقدہ دیدیا۔ اور موت کے پہلو کو ٹال دیا (اس قول سے کا دیانی نے یہ بتلایا ہے کہ وہ  
 دوسرے پہلو کو صفت علم و قدرت کو ساتھ نہیں لیتا۔ اسکی تشریح اس قول کے جواب میں ہوگی۔ اشارہ اللہ  
 اور کہتا ہے کہ ایک فائدہ اس پہلو دوم کے اختیار کرنے میں یہ بھی ہے کہ اگر پہلو اول کے  
 اختیار کیا جاتا۔ اور عبد اللہ آتم مر جاتا تو ہماری جماعت میں عام لوگ جنہیں دزیرل کینہ سفہ اور  
 موٹے بھولے لوگ بھی شامل ہیں داخل ہو جاتے۔ اور ہماری شریفین اور پاک جماعت کے ہم پہلو



لیکراس جماعت کو ناپاک کر دیتے اس فائدہ کی تائید و ثبوت میں وہ کہتا ہے کہ خدا کی عادت تیرا اور سنت ستروہ مجھوہ و نشان نمائی میں ہی جلی آتی ہے۔ کہ وہ ایسے باریک عالمی نشان مجھوہ و نشان ظاہر کیا کرتا ہے جو عرفی عالمی نشان شریف و نجیب نیرک لوگ و باریک بین سمجھ سکیں نہ ایسے عام فہم نشان کہینہ لوگ اور موٹی عقل والے سمجھ سکیں۔ اور وہ ایسے نشان دیکھ کر داخل جماعت ہوں سا در وہ ان لوگوں اور نجیبوں اور نیرک لوگوں کے ہم پلو و ہم نگر لکھے عار و شگ کا موجب ہوں۔ اور اس جماعت کو ناپاک کریں سفد قلے ان لوگوں کو جماعت شرف و عقلائے علیحدہ اور خارج کرنے کی غرض سے اپنے نشانوں پر برسے ڈال دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ قادر تو ہے کہ وہ ایسا نشان دکھائے جس کو تمام موٹی عقل کے آدمی اور پست فطرت کہینہ ہی سمجھ سکیں اور اس نشان کی طرف جھک جائیں مگر ایسا نہ کہی ہوا۔ اور نہ آئندہ ہوگا ایسا نشان دیکھ کر ایمان لانا ایمان بالغیب نہیں کہتا جو نجات کا دار ہے اور نہ وہ موجب ثواب ہو سکتا ہے کیونکہ بدسیات کا نام موجب ثواب نہیں ہو سکتا لہذا ایسا نشان حامی ایمان نہیں ہوتا۔ بلکہ ربانی وجود کا سرا پر دو کھول کر ایمانی انتظام کو بکلی برباد کر دیتا ہے۔

ان وجوہات پر نازا اور فخر کر کے کاویانی ان علماء اسلام کو جو اس پیشگوئی میں اسکو چھوٹا قرار دیکر اسکے تکذیب میں اشتهار جاری کر چکے ہیں نیم عیسائی بنا کر ان پر لے دو کر تا اور یہ کہتا ہے کہ اچھے چھوٹا کہنا اسلام پر حملہ کرنا ہے کیونکہ میں اگر چنانکہ نزدیک کا فر بنا کر کفر تھا مگر یہی اسلام کا وکیل تھا۔ اور اس پیشگوئی سے اسلام کی سچائی عیسائیوں پر ثابت کرنا چاہتا تھا پس اگر میں اس پیشگوئی میں چھوٹا ہوا تو گویا اسلام چھوٹا ہوا اور اسکی آئین میں ایک فرضی تھیل پیش کرنا ہے کہ اگر ہنسلی یا چار اسلام کی حمایت میں عیسائیوں کا مقابلہ کرے گا۔ تو یہ ممکن نہ ہوگا کہ خدا تعالیٰ اس ہنسلی کو ذلیل کرے۔ اور عیسائیوں کو اس پر فتیاب کرے۔ خدا تعالیٰ کا ہکا ہنسلی یا چار ہونا نہیں دیکھے گا۔ بلکہ اپنے دین کی عزت رکھے گا۔ پھر تم مجھے عیسائیوں کے مقابلہ میں کیوں معلوب اور ذلیل قرار دیتے ہو۔

۲ جلد ۱۶  
کہ عذاب اس وقت  
بر شہر ہر اس او  
کہ ۱۵ اپنی نے  
اسکے دل میں  
دل میں نہیں  
ہزار روپیہ اسکے  
رب عبد اللہ آتم  
سینہ در ڈر گیا  
اپنے پیلو کو کر  
رہی کیتا تھا۔  
نہ ہو جا سکا۔  
سے مار دینگے  
شکوہ کر ڈیا  
حسب ڈاکٹر  
بتایا کہ وہ  
پیشوا اولی  
سینہ اور  
کے ہم پلو

اس فخریہ الزام کے ساتھ وہ ان علماء اور ان تمام اشخاص مذہب غیر عیسائی بندہ آریہ سکھ وغیرہ کو جو اس پیشگوئی کو رد و غلطی کہتے ہیں مسلمانوں کے شریک ہیں۔ اور وہ کادیانی کے جوڑا ہونے پر اظہار و ستہ کر چکے ہیں۔ وہ گندی کامیابی ہی دیتا ہے۔ اور یہ کہتا ہے کہ اب ہی عبداللہ آہم سے میرے عذر سوم کی تکذیب بصورت مذکورہ بالا کرانے کے بغیر مجھے جوڑا کہو گے۔ تو تم شریف اور خالزادے نہیں ہو کیسے اور حرازادے ہو۔

(۹) ان علماء سازین اور تہرابازیوں کے ساتھ وہ اپنے دام افتادہ محقون اور گمراہ شدہ سرمدیوں کو اپنی صداقت اور فتح جتلا کر اپنے دام سے باہر نکلنے پر بہرہ ڈرنا تاکہ ہے کہ اگر تم مجھ سے الگ ہو گئے تو تمہارا کھلا حال پہلے حال سے بدتر ہو جائیگا۔

یہ اسکے عذرات اور انکے وجوہات میں جنکو اس نے ہم صفحہ شمارہ ۹۹ و ۱۰۰ اور اکیس صفحہ شمارہ کے انوار میں بہرہ دیا اور خود مکرر کر عبارات میں بیان کیلئے ہے۔ (صفحہ ۶) صفحوں میں اس کا پورا منقلب بہت ہی تیز تھیں اور کرایا ولیکن اسے صاحبو اسکے عذرات اور انکو وجوہات میں اور الہامی آخرت اسکی اس رویا ہی کو اٹھانہیں سکتے۔ اور اس پیشگوئی میں اسکو تپانہیں کرتے۔ بلکہ چکا کا ذب ملعون کا فر اور فریبی اور جیل ساز بناتے ہیں اور اسکی رویا ہی پر سیاہی کے گہٹا چڑھتے ہیں۔ اور یہ بتاتے ہیں کہ عیسائی بدشیرج بے ایمانی ہیٹ دہری میں بات بنانی اور ایک بات کہہ کر اس سے مکر جانی۔ اور پھر نہ کہلانے میں دینا بہرین اسکا کوئی نظیر نہیں ہے۔ اس جہاں کی تفصیل اور اس دعویٰ کی دلیل دل لگا کر سنو۔

اسکا پہلا عذر اسکے اسی رویا ہی کو نہیں مٹاتا۔ بلکہ پر سیاہی کی گہٹا چڑھتا ہے۔ کہ مسلمانوں نے اسکو یہ نہیں کہا کہ تیرے اصل الہام میں ہوت کا وعدہ تھا۔ پورا نہیں ہوا اسلئے تیرا موہنہ کالا کرنا چاہیے وہ اسکو ایسا کہتے تو اسکے جواب میں اسکا عذر بجا ہوتا مسلمان تو اسکو یہ کہہ رہے ہیں کہ تونے اس الہام کی تفسیر میں باویہ کو سوت قرار دیا تھا۔ اور اس صورت عدم وقوع پر موہنہ کالا کرنا قبول کیا تھا۔ اب اسکا وقوع نہیں ہوا تو تیری اس تفسیر و اقرار کے رو سے (اصل الہام کے حکم سے) ہمارا حق ہو گیا ہے کہ ہم تیرا موہنہ کالا کریں اور تیرے گلے میں رستہ ڈالکر تجھے شہر شہر بہراویں۔ اور جب تو تک جاسے تو تجھے ایک گھوڑی جو ایک بیہنگی ساتھ

ساتھ لے پھر گیا۔ سچے سوار کرا دین۔ اس صورت میں اے صاحبان! انسان! کا دیانی کا یہ عذر کب لائق نہیں رہتا ہے۔ اور وہ اس سزا کو کٹیل سکتا ہے۔ اے حضرات ناظرین! مسلمان تو اسکو چلا چلا کر کہہ رہے تھے کہ اس پیشگوئی سے موت مراد قرار دینا اور اسکے عدم وقوع پر یہی سخت سزا مان لینا۔ اے کا دیانی تیری نادانی یا دہوکھو دہی دے ایمانی ہے تو جو حالت میں اپنے ازالہ کے صفحہ ۴۰ اس میں یہ لکھہ چکا ہے کہ انبیاء پر اپنی پیشگوئی کے معنی سمجھو میں غلطی کیا کرتے (عیاذ باللہ) تو پھر تو اپنی پیشگوئی کے معنی سمجھنے میں کیڑ نہ کر غلطی سے بری ہو سکتا ہے کیا تیرا الہام انبیاء کو الہام کی نسبت زیادہ یقینی ہے یا تو اپنا الہام کہ معنی سمجھنے میں غلطی و خطا سے معصوم ہو۔ اگر تیرا یہ دعویٰ ہو تو تیرے کافر و ایمان پر تو میں کیا شک ہو اور اگر تجھ پر دعویٰ نہیں تو پھر اپنی پیشگوئی کو ان معنی کا جو تو نے سمجھا تو پھر یقین کرنا کیڑ نہ کر جاؤ۔ اس صورت میں تیرا اس قضیہ کو ظاہر کرنا صرف لوگوں کو دہوکھو دہوکھو دینا اور اس غرض سے ہے کہ اگر اس عرصہ میں عبد اللہ بحسب اتفاق و تقاضا سنہ و عمر فوت ہو گیا تو تو لوگوں کو دام میں لاؤنگا اور اگر وہ فوت نہ ہوا تو یہ کہہ دے گا کہ اصل الہام میں فوت ہونیکا وعدہ نہ تھا بلکہ صرف ہاویہ کا وعدہ تھا۔ جو ہر ایک کافر کو منہ کے بعد نصیب ہوتا ہے جس سے موت مراد ہونا میری نظر کے بلور تفسیر تھا جو غلط نکلا۔

یہ باتیں کا دیانی کو اشاعت السنہ نے اپنے نمبر ۹ جلد ۱ کے ۲۲۹ و ۲۳۰ و غیرہ صاف طور پر کہہ دی

تین اور مسلمانوں نے زبانی اور اخبار دن میں اور کا دیانی کے گہر چمک چمکی تھیں۔ مگر کا دیانی اور اسکے گمراہ اور اندھے بہرے حواریوں کی کسی ایک سنی اور ان سب کے مقابلہ میں دعویٰ موت عبد اللہ آتم پر ضد قائم ہو گئی۔

اخبار عام ماہ جولائی ۱۹۲۱ء کے کسی پرچے میں ایک کشمیری حواری کا دیانی کفر میں منکرین کا دیانی سے پہرہ دھوا کی تھی کہ لوگو! اس کفر و انکاریں کیوں جلدی کرتے ہو پیشگوئی موت عبد اللہ آتم کا انتظام تو کروا سکتے ہو اب میں ایک مسلمان نے کہا کہ اگر عبد اللہ آتم فوت ہوا تو یہی کا دیانی کا الہام واجب التسلیم ہو گا جبکہ نبیوں اور سابق ملہوں کے الہام کا بقول کا دیانی ظاہری معنی سے وقوع ضروری نہیں ہے۔ تو کا دیانی کا الہام اگر ظاہری معنی سے (جسکا کا دیانی کو دعویٰ ہے) واقع ہو گیا۔ کیوں تسلیم کیا جاویگا۔ اگر جواب میں اس کشمیری حواری نے اجاب عام کہت ۱۹۲۱ء کے کسی پرچہ پر یہ مشہور کیا ہوا جو پیشگوئی بیان انبیاء و ملہ میں سابقین کے اپنے ظاہری معنی سے تو ہمیں نہیں آئین وہ کسی کے مقابلہ میں اور کسی دعویٰ کی تصدیق کے لئے ہوتی تھیں۔ بخلاف منکرین کی

موت عبد اللہ اہم کے کہ یہ بمقابلہ عیسائیوں کے اور ایک دعویٰ کے تصدیق کے لئے ہوئی ہے۔ لہذا اس پیشگوئی کا اسی معنی ظاہری سے واضح ہونا ضروری ہے جو اس سے یقیناً سمجھے گئے ہیں ایسی گسٹ ۱۸۹۷ء کے اخیر میں دو شخص بظاہر مسلمان درپردہ عیسائی مزرائی اور چھری (ایک مولوی نور محمد مالک لوزی شفا خانہ مولیٰ ضلع لاہور۔ دوسرا منشی فتحیدین ملازم سردار محمد عثمیش مولیٰ قادیان پٹنچے۔ توائین سے دو صاحبان مولیٰ قادیان سے مستقر ہوئے کہ یا حضرت! اگر یہ پیشگوئی اپنے ظاہری معنی سے جو آپ نے بیان کئے ہیں واقع ہوتی یعنی عبد اللہ اہم فوت ہوا تو پھر کیا ہوگا۔ کیا اسمین کوئی تاویل نہیں۔ لستیر اڈر پوپو صاحب بولے کہ اگر مگر کی یہاں گنجائش نہیں۔ یہ پیشگوئی اسی معنی کو ضروری پوری ہوگی۔ یہ بات ہے سردار محمد عمر مذکور نے جو ہاوس مخلص دوست ہیں اور وہ ان لوگوں کی نگرانی کے لئے ان کے ساتھ گئے تھو کہی ہے۔ ایسی ہی گسٹ کے اخیر میں کی روایت و حکایت ایک سکریٹری انجمن حمایت اسلام کو ایک خاص حواری قادیان کے ذریعے سے پہنچی تھی کہ عبد اللہ اہم ضرور فوت ہوگا۔ اسمین تاویل کوئی نہیں ہے۔ اس حواری کا ایک رشتہ دار اہل ستمبر میں لاہور سے نئی پوشاک لیکر قادیان پہنچا تھا کہ ۶ ستمبر کو جو موت عبد اللہ اہم پر قادیان میں عید ہوگی اسمین پہ پوشاک پہنوں گا۔ گو آخر اسکو عید کی جگہ محرم کرنا پڑا۔ اس وقت قادیان اور اسکے اتباع کا تقریب کے ساتھ یہ دعویٰ تھا کہ اس پیشگوئی میں کوئی تاویل نہیں ہے۔ ضرور عبد اللہ اہم فوت ہوگا ورنہ قادیان اس سزا کا مستحق ہوگا جسکو وہ مان چکے ہے۔

کیا اس صورت میں اے صاحبان ہنصفین مسلمانوں کا حق نہیں ہے کہ وہ قادیانی کو اس تفسیر پر یقین کرینگی وجہ سے اور اس یقین پر انکو مذکور کو مان لینے کی نظر سے (نہ اصل الہام کی نظر سے) درخواست کریں کہ جناب کذب! تشریف لائیے۔ اپنا موہنہ کالا کرائیے۔ اپنے گلے میں رتسا اور لعنت کا سائن بورڈ لگا کر شہر پر کر لوگوں کو اپنے جمال باکمال کا نظارہ کرائیے۔ اور تہک جانیکی حالت میں گہے پر بشوق و ذوق سے سوار ہو جائیے۔ کیا اس درخواست کے جواب میں قادیانی یہ عذر کہہ سکتا ہے کہ اہل الہام میں صرف مادہ کا وعدہ بتا عورت کی تجویز تو صرف میری تفسیر تھی جو خطا نکلی کیا یہ عذر باوجود اس تفسیر کے اور اس یقین کے کہ وعدہ مذکور کر لینے کی اس سزا سے بری کر سکتا ہے۔ نہیں نہیں۔ ہرگز نہیں کیا اس عذر کے جواب میں وہ لوگ یہ نہیں کہہ سکتے

کہ ہم اصل لفظ ابہام (یا شیطانی اختلام) کی نظر سے تیرا مدہنہ کا لاکرنا نہیں چاہتے بلکہ تیری اس تفسیر کی نظر سے  
جس پر تجھے اور تیری تمام جماعت کو یقین تھا۔ اور تیری اس اعدہ کی دست آویز سے جو اس یقین پر تو مشہور  
کو چکا تھا بیشک کہہ سکتے ہیں۔ اور ہزار بار کہہ سکتے ہیں۔ اور یہ کہہ کر اس عذر کو رد کر سکتے ہیں  
عذر دوم۔ تین وجہ سے۔ کادیانی کی روسیما ہی کو نہیں مٹا سکتا۔ بلکہ اسپر اور سیاہی  
کی گٹھا چڑھاتا ہے۔

وجہ اول یہ کہ وہ عذر اول کے صریح مخالف و متناقض ہے۔ عذر اول میں وہ موت کو مادیہ  
منعاً اور اپنی غلطی خیال کا نتیجہ قرار دے چکا تھا۔ اب وہ اسکو مادیہ کافر و کامل ٹھہراتا ہے جو عنیت  
و کمال اتحاد کا مثبت ہے۔ اور یہ دونوں امر مغایرت و اتحاد الپہمین متناقض و متعارض ہیں۔ لہذا  
بجگم اذا تعارضتا ساقطا دونوں ساقط الاعتبار ہوتے

افسوس صد افسوس کادیانی کے اتباع سے۔ ایک شخص ہی اہل علم اور صاحب الشہ نہیں۔  
جو ایسی ذہل غلطیوں پر اسکو قنہ کرے۔ اور اگر وہ قنہ نہ ہو تو اسکے اتباع سے ہاتھ اوٹھا کر اس مذلت سے بچنے  
وجہ دوم یہ کہ ہم تبیر شدہ ۱۹۲۲ء تک (جو موت عبد اللہ اہتم کی میعاد کا آخری دن تھا) تو کادیانی  
یا اسکے کسی پیرونے فریق مخالف بجز عبد اللہ اہتم اور کسیکو مراد قرار نہ دیا۔ اور یہ ایک کا دعویٰ عبد اللہ  
اہتم ہی کی موت کا تھا۔ باوجودیکہ ص ۲۳۲ اشاعت السنۃ نمبر ۹ جلد ۵ میں جو جون ۱۹۲۲ء کو شائع  
ہو چکا تھا۔ اس لفظ فریق کی نسبت پہرے ریاک کیا گیا تھا کہ دلیل دوم۔ (بجز اللہ و دلائل و رنگوں کی  
ہونے پیشگوئی مذکور کے) اس پیشگوئی میں مخالف حق ہلاک ہو نیوالے کی کوئی تعیین و تشخیص نہیں  
ہوتی۔ صرف فریق مخالف حق کا ہلاک ہونا بتایا گیا ہے جس سے نہ تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے فریق  
عیسائی کے تمام ممبر یا حاضرین جلسہ یا متصدیان و معاونین مباہتہ جن میں ڈپٹی عبد اللہ اہتم کے  
علاوہ کسی اور شخص خاص (پادری جے ایل ٹھاگرد اس سپادری عبد اللہ اور پادری ٹاماس اول  
صاحب رڈ اکثر لیچ ایم کلارک صاحب وغیرہ وغیرہ بھی داخل تھے) مراد ہیں۔ یا ان میں کوئی شخص  
اس ابہام و عدم تعیین سے بہرہ منعم و معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگر اتفاق و القضاہ مدت عمر ڈپٹی

عبداللہ اہم (جنگے پاؤں گور میں لٹکتے ہیں اور وہ اپنی پیرا نہ سالی اور کمال درجہ کی کمزوری کی وجہ سے  
 مصرعہ اگر ماند شے ماند شے دیگر نئی ماند کا مصداق ہو رہے ہیں اس نیا سے سدھاری۔ تو انکو اسکا مصداق  
 بنایا جائیگا۔ نہ یہ کہہ دیا جائیگا کہ گروہ عیسائی سے اور شخص مراد ہے جبکہ تمام عیسائیان پنجاب ہندوستان  
 سے یا خاصکر عیسائیان جنڈیالہ دام تسر سے جو مباحثہ میں شریک تھے) پندرہ ماہ میں فوت ہونا ممکن ہے۔  
 اس ریمارک کے مشہور ہونے پر یہی کا دیانی اور اسکے کسی پیرو نے اُن نہ کیا۔ اور سانس نہ لیا۔ اور  
 برخلاف شہرہ عام موت عبداللہ اہم کے یہ نہ کہا کہ ہم نے عبداللہ اہم کو خاص نہیں کیا۔ لفظ فریق مخالف  
 عبداللہ اہم سے مخصوص نہیں ہے۔ پھر جب ۱۹۹۶ء کو گذرگو اور عبداللہ اہم کو موت نہ آئی تو یہ بات  
 بنائی گئی ہے۔ لہذا اب اس بات کو کون سنتا ہے۔ اور اس سے بچر دیکھو کہ وہی وہ فریق ہی کیا ثابت  
 ہوتا ہے۔ اس سے وہ رو سیاہی اور نہیں سکتی۔ بلکہ اور زیادہ ہوتی ہے۔

وجہ سوم۔ قطع نظر ان دونوں وجہوں (ادل دوم) سے یہ بات بن ہی نہیں سکتی۔ یہ بہت  
 بنتی جبکہ فریق مخالف سے ایک کوئی شخص زندہ نہ رہتا۔ تمام ہندوستان پنجاب کے نہ سہی۔ خاص کر گروہ  
 کے وہ لوگ جو مباحثہ میں شامل و شریک تھے۔ سب مر جاتے۔ اور انہیں سے کوئی نہ بچتا۔ صرف  
 پادری رابٹ یا یوختا۔ یا پادری فون (جو مباحثہ میں شامل ہی نہ تھا) کے فوت ہو جانے سے فریق  
 مخالف کا فوت ہو جانا صادق نہیں آتا۔ اسپر روشن اور قوی دلیل جس کا دیانی کو گریزوار کار کی کوئی  
 سبیل نہ نکلی۔ یہ ہے کہ فریق مخالف مجموعہ اشخاص مخالفین کا نام ہے نہ ایک یا دو تین شخص کا۔ اس امر کو  
 کا دیانی نے اپنی حماقت و جہالت سے خود پور سالہ بے الزام صفا صفا کھنڈ کر دیا۔ وہ میں اس عرض سے بیان  
 کیا ہے کہ عبداللہ اہم کی خصوصیت جاتی رہی۔ اور اس کو نہ مرے سے جو پھر اعتراضوں اور لعنتوں کی بوچھاڑ  
 پڑ رہی ہے وہ موقوف ہو جائے۔ مگر حکم آنکہ ”رُوع گورا حافظہ نبات“ اپنے یہ نہ سوچا کہ مرے تو صرف  
 دو بیاتیں اشخاص ہیں۔ اور میں فریق مخالف تمام گروہ کو قرار دے رہا ہوں۔ پھر وہ لفظ دو بیاتیں شخص کے  
 فوت ہونے سے کیونکر صادق ہوگا۔

اب اسکی اصل عبارت سنو جو رسالہ بے الزام کے ص ۱۱ میں حوالہ قلم ہوئی ہے آپ فرماتے ہیں عرفاً

فریق اس تمام گروہ کا نام ہے۔ جو ایک کام بالمتقابل کرنے والا ہے۔ یا اس کام کا معاون یا اس کام کا  
 بانی یا مجوز یا حامی ہو۔ اور بیگونی کی کسی عبارت میں نہیں لکھا کہ فریق سے مراد صرف عبداللہ کا نام ہے۔ بلکہ  
 جہانگیر میں نے الہام کے منہ سے بھی وہ یہی ہے کہ جو شخص اس فریق سے بالمتقابل ہل کی تائید میں بنفس  
 جہت کر بیٹا ہے اسکے لئے نادر سے مراد سزا موت ہے۔

اس تصریح بیان کا دیان کے ساتھ عرفاً فریق تمام گروہ کا نام ہے۔ نہ سجدہ گروہ ایک یا دو یا  
 کا کا دیانی کا دیانیتیں شخص کو فریق قرار دینا اور صرف ان کی موت سے فریق مخالف کی موت کے وقوع  
 کا دعویٰ کرنا۔ اور اس سے اپنے الہام کو صادق اور واقع قرار دینا۔ اس درسیا ہی کو بڑا تاہنیں تو  
 اور کیا ہے۔ کچھ شرم کر دیکھ جیسا کسی سے مستعار لیکر ہی علمین لاؤ۔

تیسرا غدر تو ہے ناظرین بائیں کا دیانی کی درسیا ہی پر سیاہی کی تہ جانا ہے۔ اور اسکو آیت  
 ظلمات بعضہا فوق بعض اذا اخرج یدک لعلک یدک یواھا ومن لہ یجعل اللہ لہ نوراً وازلالہ  
 کا مصداق بناتا ہے۔ اور اس غدر کی تفصیل و تائید میں جو لوگوں میں سے کسی ہیں۔ نہ اسکی بے ایمانی جیانی  
 وہو کہ بازی جیل سازی کا ایسا کامل ثبوت دیتے ہیں کہ اس میں کسی صاحب فہم والاضاف کو ایک ذرہ شبہ  
 باقی نہیں رہتا۔ بلکہ یقین کامل ہو جاتا ہے کہ کا دیانی خدا تعالیٰ پر انتر کرتے ہیں بڑا دلیر آیات کی تحریف  
 میں بے نظیر خدا تعالیٰ کے صفات علم و قدرت کا منکر۔ مہجرات انبیا علیہم السلام سے انکاری وہو کہ  
 سینے میں اپنی نظیر صرف آپ ہی ہے۔ دشنام وہی و فحش گوئی میں ہینگیوں اور بازاری شوہد فرنگیوں کے  
 اور ان اوصاف کے ساتھ اسکا دعویٰ الہام و رسالت و ولایت صاف نظر ہے کہ وہ وہی ہے۔ خدا  
 اور رسول اور جزا و سزا کا بالکل قابل نہیں۔

ناظرین توجہ کریں! اور چاہے ہر ایک دعویٰ کا ثبوت دلائل قطعیہ سے سنیں۔  
 اولاً کا دیان کا یہ دعویٰ کہ یہ قدر بر جو کچھ کی حالت میں موت سے چلینا۔ اہل الہام کا ایک پہلو تھا

۱۔ توجہ کریں! انبیر میں ایک درسیا پر چڑھے ہوئے۔ جب ان میں کوئی فائدہ کا کتاب ہے تو رہے  
 کہ اسکو بہت سے ار جوں کو خدا تعالیٰ لڑنے دے اس کو کوئی نوز نہیں مل سکتا۔

ماکی اور جسے  
 لکھو اسکا مصداق  
 ہے ہندوستان  
 ہا ممکن ہے  
 نہ لیا اور  
 ط فریق تھا  
 نو بہ بات  
 کیا ثابت  
 بہت  
 کر گروہ  
 صرف  
 سے فریق  
 ار کار کی کو  
 اس پر کہ  
 سے بیانی  
 نکلی اور  
 تو صرف  
 شخص کے  
 میں عرف

محض دروغ بے فروغ ہے۔ ناظرین حصہ دوم ساحتہ امرت سرکامٹا دیکھیں۔ اس میں کس قدر کالفظ کہا گیا ہے؟ پس اگر یہ لفظ اسمین نہ پادین تو بگو کہ لعنت اللہ علی الکاذبین کا دینی پر نزل لعنت چو امین۔ اس دعویٰ کی تصدیق کریں کہ کاذبانی جھوٹ بولنے میں بڑا دلیر ہے۔ اسے حضرات اصل الہام لیا اقسام کا دینا کی عبارت یہ ہے ”بیشتر طیکہ حق کی طرف رجوع کرے“ جس سے حکم قاعدہ المطلق اذا اطلق لارید من الفرد الکامل یعنی جب کوئی لفظ بوقصد بولا جاتا (جیسے پانی کا لفظ) تو اس سے اسکا فرد کمال مراد لیا جاتا ہے یعنی وہی پانی معروف جو پینے دہونے غسل کرنے کا کام میں آتا ہے نہ عرق انگور یا شراب یا پیسا (چونکہ انھیں طور پر اور بجا پانی کہلاتے ہیں) اس وقت رجوع بایمان و اسلام مراد سمجھا گیا ہوتا ہے اور کاذبانی اور اسکے پیروان کے فہم میں یہی آیا تھا کہ اگر عبد اللہ آتم مسلمان ہو گیا تو وہ نہ لے موت نہ سبوح جانیگا۔ ضرور مارا جائیگا۔ یہ خبری تاریخ وفات عبد اللہ آتم جو حساب کے رو سے ۱۸۹۶ء میں گذر گئی۔ اور عبد اللہ آتم کو موت نہ آئی۔ لہذا کاذبانی جیسے رجوع بسو سے حق کس قدر رجوع کرنا دیکھو سہ بنا لیا۔ اور اپنے رسالہ کے اس کے وسط سطر ۱۸ میں یہ لکھ دیا کہ الہامی عبارت میں مدعا یہ تھا کہ حق کی طرف رجوع کس قدر چھوٹے کی حالت میں موت وار دہن میں ہو سکتی۔ اور خدا سے اور دنیا سے ڈر کر یہ نہ سوچا کہ اصل الہام میں کس قدر رجوع کرنے یا چھوٹنے کا لفظ تو نہیں بولا گیا۔ بلکہ رجوع بحق کا لفظ بولا گیا ہے۔ جس سے مراد بجز رجوع کمال کے کچھ سمجھ میں نہ آیا ہوتا اور نہ اسکا ہے۔ پس اگر یہ الہام خدا کی طرف سے تھا۔ اور اس سے مراد کس قدر رجوع تو ہو کر اس وقت خدا تعالیٰ کو یہ لفظ کس قدر بولنا یا اور نہ رہتا۔ **تَعَلَّىٰ اللَّهُ عَمَّا يَقُولُ لَطَمٌ لَمَّا تَوَلَّىٰ** اللہ کاذبانی علواً کبیراً اور یہ نہ سوچا کہ اگر کس قدر رجوع بحق عبد اللہ آتم کو نہ لے موت سے بچاؤ اور اس عذاب کو ٹکانے کے لئے کافی تھا تو یہ اس موت و عذاب کا اسکو وعدہ ہی کیوں دیا۔ اور یہ ڈر کیوں سنا یا۔ اگر کس قدر رجوع بحق سے تو عبد اللہ آتم اس وعدہ عذاب اور ڈر سنانے کے وقت ہی خالی نہ تھا۔ اور نہ اس سے پہلے کسی خالی رہا ہے۔ اور نہ کوئی بشر اس سے خالی ہو سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ کو ماننا اور اسکو اپنا خالق و مالک و لائق عبادت سمجھنا۔ ”یَا خَلْقِ خُذُوا حُرْمَتِي خَيْرًا مِّنْ حُرْمَتِهِمْ سَلُوكِ كَرَاهًا“ (یا اپنے جن جن سے یا اولاد پر رحم کرنا اور تم سے کہانا۔ ایسے حق کے اقسام و افراد میں جن سے کسی ملت نہ ہو سکا کوئی آدمی خالی



مستقدر کا لفظ کہاں  
 بنت سچا امین - اور  
 بہام ریا احتلام کا  
 ات اذا اطلق یاری  
 سکا فرد کمال مراد  
 نادر یا شرب یا پیش  
 ہاتھ اور کا دیانی کا  
 سب سے بچ جائیگا  
 گذرگی اور عبد اللہ  
 اور لے سارا لے کر  
 قدر چھوٹی کی حالت  
 سل بہام میں کیسے  
 مراد بجز رجوع کا  
 ہے مراد کیسے رجوع  
 الہ الظالم المفسد  
 موت سے بچاؤ اور  
 ریا اور بہہ ڈر کیوں  
 تہی خالی نہ تھا  
 لے کو ماننا اور سکو  
 یا کہنے ہم جن  
 سب کا کوئی آدمی خالی

ہیں ہوتا۔ آخری دو صفات ایسے حق کے افراد میں کمان سے وہ لوگ ہی خالی نہیں جو دوسرے کہلاتی ہیں  
 تیسری صفت ایسی فرد حق ہے کہ اس سے بہائم اور وحشی جانور ہی خالی نہیں ہے جو اپنی اولاد کو پیار کرتے  
 ہیں۔ پھر کیا عبد اللہ آتم تمام جہان کے اہل مذہب بلکہ دہتر لوں بلکہ حیوانوں اور وحشیوں سے بھی گیا گذرا  
 ہتا کہ اس کے دل میں اس عزت کا وعدہ دینے اور اس سے ڈرانے کی قوت اس قدر حق ہی نہ تھا کہ وہ  
 خدا کو خالق و مالک جانتا ہو۔ یا مخلوق خدا سے نیک سلوک کا قائل ہو۔ یا اپنے ہم جنس و اولاد پر رحم  
 کرتا ہو۔ اسلئے اسکو اس عذاب موت کا وعدہ دیا گیا تھا۔ نہیں نہیں۔ ہرگز نہیں۔ مباحثہ کی قوت  
 وہ خدا تالے کے وجود اور خالقیت کا قائل تھا۔ اور مخلوق خدا سے حسن سلوک اور اپنے ہم جنسوں اور  
 اولاد پر رحم کرتا تھا۔ اور خاص کر اپنے بہائی کا دیانی سے اس نے ہر جنس سزاوک کیا ہے کہ کا دیانی  
 اسکو اتنا مباحثہ میں محنت الفاظ سے یاد کرتا رہا۔ اور وہ اسکی جواب سے اسکو معافی دیتا رہا۔ اور ہر  
 حق میں بدزبانی سے پیش نہیں آیا۔ چنانچہ اصل مباحثہ اور اس مباحثہ کی نسبت اسلامی رسے  
 مند جب سب لہذا کے ناظرین پر غصی ہونگا۔

کا دیانی خود تو جہان کے احمقوں سے زیادہ احمق تھا ہی اس لئے اپنے خدا و مہم کو اور یقیناً  
 مسلم اللہ کو ہے) ہی احمق بنا یا ہے۔ اور یہ جتنا یا سکا اسلام کیسے رجوع جن کو نزل عذاب موعود قرار دیتا  
 ہے اور اتنا نہیں سمجھتا کہ کیسے رجوع سے کوئی بشر بلکہ کوئی حیوان ہی خالی نہیں۔ لہذا اس قدر حق کے موجود  
 ہونیکے ساتھ عذاب کا ڈر انا اور ہلاکت کی خبر نہ مانا۔ پھر اس قدر حق کی نظر سے اس عذاب کو ٹلا دینا  
 حماقت و عنایت ہے۔ تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً۔

پاچھلہ اصل بہام (یا احتلام) میں کا دیانی کا لفظ رجوع بحق (جس سے مخلوق کمال و حجت سے باسلا  
 سچا گیا تھا) کہنا۔ اور جب عبد اللہ آتم کا باوجود مسلمان ہونے کے موت سے بچ جانا نظر آ گیا تب  
 اس سے مراد وہاں کیسے رجوع (جو بوقت بہام مذکور ہے) عبد اللہ آتم میں پایا جاتا تھا) بتانا اس  
 بہام کے سرسرا فتر و شیطانی احتلام ہونے اور کا دیانی کے مغتری و کتاب ہونے پر ایک نئی  
 روشن اور قوی دلیل ہے۔

دوسری دلیل اس الہام کے احتلام ہونے پر یہ ہے۔ کہ کادیانی پنجابی ہے اور اسکی قوم اور اول مخاطب بھی پنجابی ہیں۔ اور یہ الہام عربی۔ حالانکہ خدا تعالیٰ کی قدیم سنت ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہر ملہم نبی دوسرے کو کہ جنہیں کادیانی شمولیت کا دعویٰ کرتا ہے۔ (دیکھو صفحہ اول لوح ازادہ امام کادیانی اور اسکا ص ۳۵ و ص ۳۶ اور اسکا رسالہ شہادت القرآن کا مفہم اور غیرہ وغیرہ) اسکی قوم کی زبان میں کلام الہام سے مشرف فرمایا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں ارشاد ہے "بھنے کوئی رسول نہیں پہنچا۔ مگر اس کی قوم کی زبان کے ساتھ تاکہ وہ ان کو بیان و ما اذسکنا من رسول الا بلسان قوم لیبوا (یونس ۱۶) کر دے۔ اور از انجا کہ بیان وہی مفید و موجب فہمائش و ہدایت ہوتا ہے۔ جسکو مخاطب سُنکر

اپنے ذاتی اور مادری زبان میں سمجھ لیں۔ لہذا اس سنت کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ جو کچھ نبی سُرل کہے اسکو اسکے اول مخاطب اپنی زبان میں سمجھ سکیں۔ پس اگر یہ الہام خدا تعالیٰ کے کس طرف سے ہوتا۔ تو سنت قدیمہ آپس کے مطابق ٹھیک پنجابی میں ہوتا اور غلام احمد اسان عبد اللہ اھتم نون ایس گلے نیسین مادیا جوھن سانون ملوہ ہوئی اسکے اوہ ڈس گیا سنی یا کو مانند اور پنجابی الفاظ میں

اس الہام کا ایسے عربی الفاظ میں ہونا جسکا مطلب کادیانی خود ہی بلا فہم الہی سمجھ نہیں سکا اور اس الہام کے ساتھ الہامی تفسیر کا جو اصل الفاظ سے کوئی تعلق نہیں رکھتی۔ نمازل ہونا روشن دلیل ہے کہ یہ الہام رحمانی نہیں بلکہ احتلام شیطانی ہے۔ یہ دلیل ایسی روشن اور وسیع ہے کہ اگر جملہ الہامات کادیانی جو اکثر عربی میں ہوتے ہیں۔ مگر وہ برابری کادیانی اور اسکی دیگر تصانیف میں درج ہو کر مشہور ہو چکے ہیں۔ اور انہیں پنجابی زبان جو کادیانی اور اسکو مخاطب قوم کی مادری زبان ہے ایک ہی نہیں رکے سب احتلام شیطانی ہو گئے ہیں۔

یہ یوں برابریں احمدی کی تحریک کے وقت ہکویہ دلیل نہیں موجودی۔ درنہ اس وقت ان الہامات شیطانی احتلاموں کا کام تمام کر دیا جاتا۔ گو محمد لد اب ہی ایک موقع مناسب میں اس دلیل کا

۱۶  
ہے  
سنت  
اول  
اور  
عین  
سیان  
سویب  
سنگر  
سزل  
سوتا  
سقم  
اسکی  
سکا  
سزل  
سویب  
سین  
سپان  
سہون  
سکا

خدا کی طرف سے القار ہوا۔ جو کاویانی کے جاہل عربی الہامات پر کاری زخم لگا۔  
تیسری دلیل اس کے احتلام ہونے پر یہ ہے کہ اس الہام کی عربی عبارت جس قدر کاویانی  
کی ایجاد ہے وہ ایسی گندی اور مکروہ ہے کہ وہ الہام الہی ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اور مہذا وہ مطلب  
مقصود کاویانی کو ادا کرنے سے قاصر ہے۔ لہذا کسی مسلمان سے یہ جرات نہیں ہو سکتی کہ  
ایسی عبارت وہی اور بے مطلب کو الہام الہی تسلیم کر کے الہام کو بیٹہ لگا دے۔ اور مخالفین  
اسلام سے جو تہوڑی بہت عربی جانتے ہیں الہام کی نہیں کراوی۔ اگر ہم کاویانی کے جس  
ایجادی فقرات اور آیات قرآنی میں اس کے فقرات کی تفصیل کریں تو اس سے بہت تطویل مقصود  
لہذا بطور مثال صرف ایک فقرہ کی قلمی کھولتے ہیں۔ اس کا فقرہ نمبر ۶ یہ ہے "انا انکشف السور  
عزنا" جبکہ القلمی ترجمہ یہ ہے "ہم اسکی پنڈلی سے بیدار ہو گئے"۔ اور اسکی تفسیر جو کاویانی نے  
الہام سے کی ہے یہ ہے "ہم اصل بیدار کو اسکی پنڈلیوں سے تنگ کر کے دکھا دیں گے یعنی حقیقت کھول  
دیں گے۔ اور فتح کے دلائل مینہ ظاہر کر دیں گے"

سوائے حضرات ناظرین اجکو عربیت کا مذاق ہے۔ آپ اپنے خدا داد علم سے جانتے ہیں  
اور لے حضرات فارسی اور دو خوانان آپ عربی دالوں سے پوچھ کر یقین کر سکتے ہیں کہ عربی زبان میں  
اور اولیٰ اور اولیٰ میں کی کو پنڈلیوں سے تنگ کر کے بیدار کرنا کوئی محاورہ نہیں۔ اور نہ اس کے  
کوئی معنی ہے۔ ہمیں بیدار کو پنڈلی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسکا تعلق تو دل سے ہے۔ لہذا  
پنڈلی کھول کر بیدار کیا نا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ پنڈلی یا ران کھولنے سے جو مستور چیز ظاہر  
ہوتی ہے۔ اسکو تو اس مقام سے کوئی تعلق اور مناسبت نہیں ہے۔ مان عرب کی زبان  
اور محاورات میں کشف عن الشان (پنڈلی کھولنی) کا محاورہ پایا جاتا ہے جسکے ساتھ لفظ اسور  
بیدار نہیں ملایا جاتا۔ اور عربی محاورہ میں پنڈلی کے دو معنی لکے جاتے ہیں۔ ایک حقیقی دست  
بخاری مستعار یا کھائی ہے

(۱) سنانی معنی اصل و خوام جو اسکے حقیقی معنی میں اس معنی کر سنا والشیخ رزق کا

تہ اور ساق الانسان آدمی کی ہڈی بولتے ہیں۔ اور اس سے حقیقت ان اشیاء کی مراد کہتے ہیں۔  
 (نو) کشف ساق سے شدت کے معنی بطور مجاز مستعار یا کنایہ مراد کہتے ہیں جسکی وجہ یہ ہے کہ ساق  
 کوئی آدمی محنت اور سختی سے کام کرتا ہے تو اپنی ہڈیوں سے کپڑا اٹھالیتا ہے ہر ایک شدت کی  
 حالت کو اس انسانی حالت سے تشبیہ دیکر اسکو کشف ساق سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ بہت سے اشعار میں  
 لڑائی کی طرف کشف ساق (ہڈی کو منسوب کیا گیا ہے۔ چنانچہ تقاسیم بیضاوی کشف تفسیر کبیر  
 وغیرہ میں وہ اشعار مفصیل ان معانی کے جوہر سے بیان کیے منقول ہیں۔ ان ہی محاورات کے  
 مطابق قرآن مجید میں یوم یکشف عن ساق ارشاد ہوا ہے جس سے مفسرین سلف مختلف روایات  
 معنی حقیقی اور مجازی کنائی مراد بیان کرتے ہیں۔ جو لوگ حقیقی معنی ساق مراد بیان کرتے ہیں وہ  
 ساق سے جہنم کی ساق یا عرش کی ساق مراد بیان کرتے ہیں۔ اور اہل ظواہر ائمہ جہنم کی ساق  
 مراد بتاتے ہیں جسکی وہ کوئی حقیقت و کیفیت بیان نہیں کرتے۔ اور نہ اسکو کشف کی کوئی حقیقت  
 ظاہر کرتے ہیں۔ اور جو لوگ مجازی تشبیہی کنائی معنی مراد بتاتے ہیں وہ اس سے شدت کو معنی  
 مراد بیان کرتے ہیں یہ احوال معارف البیان کشف بیضاوی تفسیر کبیر وغیرہ تقاسیم میں مذکور ہیں  
 یا چونکہ کشف ساق کا محاورہ کلام عرب اور قرآن میں پایا جاتا ہے مگر جو اہل اناس اور حق  
 کا دیانی اور اسکے اہل الخلق و اہل علم (معالم الکلیت) نے کشف السمع الساق کا محاورہ گہرا لیا ہے  
 اسکا کہیں عرب کے محاورات میں اثر و نشان پایا نہیں جاتا۔ اور نہ اسکا کوئی مطلب بتا ہے۔ اور یہ  
 اس بات پر قوی اور روشن دلیل ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کا الہام نہیں بلکہ شیطان کا احتلام ہے۔  
 کا دیانی اگر عرب کے محاورات سے اپنی خانہ ساز کلام کو ثابت کرے تو ہم سے ایک سو روپیہ انعام ملے۔  
 اور اگر ثابت نہ کر سکے (اور ہرگز نہ کر سکے گا۔ گواہی تمام نام کے مولوی حواریان اور زمین پیر وی جونی  
 احسن اور ہی محمد سعید شامی وغیرہ کو بنا کر ان سے مدولی) تو ندامت کے ساتھ اس امر کو مان لے کہ  
 یہ کلام الہام نہیں شیطان کا احتلام ہے۔

جو کا دیانی کے دام اتار دے جاہل اربعض مسلمان متروک کا دیانی کے عربی رسائل کو دیکھ کر یہ کہتے

کہتے ہیں  
 رہے کہ جب  
 شدت کی  
 عرب میں  
 تفسیر کی  
 رات کے  
 اف و تو  
 ہیں نہ  
 لی سابق  
 ہی حقیقت  
 ہ کر مینے  
 یہ تو قوم  
 اور حق  
 لیا ہے  
 اور یہ  
 ہے  
 م نے  
 اجوی  
 ہے کہ  
 کہیں

رہے ہیں کہ ان رسائل کے مقابلہ میں علماء اسلام کو نئی رسالہ عربی کیوں نہیں کہتے۔ اور کاویانی سے  
 انعام کیوں نہیں لیتے یا اسکو الزام کیوں نہیں دیتے۔ وہ لوگ اسی ایک مثال کو غور سے دیکھیں اور  
 جو اس سے پہلے ہم رسالہ نمبر ۱۲ جلد ۵ اگر اخیر میں کاویانی کی عربی عبارات کتاب وسادہ کے اخلاط کی  
 ذہنت شایع کیجئے میں اسکو ملاحظہ کریں تو یقیناً جان لیں کہ کاویانی کے رسائل کی عربی عرب کی  
 عربی نہیں ہے بلکہ وہ فرض تک ہندی بے سود مصداق غنت برود ہے۔  
 کاویانی ہندی اور فارسی محاورات کا اپنی خانہ ساز اور ناموزون عبارات میں ترجمہ کرتا ہے  
 لہذا وہ اس لائق ہرگز نہیں ہے کہ علماء عربی دان اسکی طرف توجہ کریں اور اس کے مقابلہ کا قصد فرمایں۔  
 علما کو کجا اول درجہ کے طالب العلم جنہوں نے سرکاری سکولوں میں مفتاح اللادب وغیرہ رسائل  
 پڑھے ہیں۔ اسکی عربی عبارات کو تحارث اور کرابت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ اور اسپر ایسی  
 باوہیل نکتہ چینی کرتے ہیں جسکا جواب کاویانی سے کچھ نہیں پڑتا ہمارا ایک عزیز نے نکتہ چینی احمدیوں  
 کو کہ انکم نکتہ چینی کیا لکھو تو ارجس نے ایف اے۔ یا بی اے جماعت کی عربی کی تعلیم سکولوں میں پالی  
 ہے) کاویانی کی تفسیر کرامات الصداقین (جو درحقیقت ہتھیانات الکاذبین ہے) ابتدائی چند  
 صفحوں پر سرسری نکتہ چینی کر کے کاویانی کے پاس بھجوا دی۔ اور اسپر نہایت ملایمت سے داد القضا  
 چاہی۔ تو کاویانی سے اسکے جواب میں کوئی بات نہ سکی۔ آخر اس عزیز نے وہ نکتہ چینی اخبار ذریعہ  
 میں سیالکوٹ مطبوعہ اگست ۱۸۹۲ء میں بھجوا دی۔ جسکی بعض علماء کو پور بتلانی نے پرچہ وزیر ہند  
 ۱۹۰۱ء اگست ۱۹۰۱ء تصویب فرمایا۔ یہی کہ وہ اخبار آسانی سے مل سکتا ہے۔ اور اگر موقع ملا تو کاویانی اور  
 مدعیان علم جواریان کا یانی کو شرمندہ کر سکے لئے ہم اپنی اسکو اپنی رسالہ میں جگہ دیں گے۔ اس نکتہ چینی  
 کو پڑھنے والے یقین کریں گے کہ کاویانی کی عربی عرب کی عربی نہیں ہے پھر وہ کیوں نہ مستحق ہے کہ  
 علماء عربی دان اسکی طرف توجہ کریں۔ سب سے ان مسلمان طالب العلموں پر (کاویانیوں کا ذکر نہیں)  
 سخت افسوس آتا ہے جو بد راہیہ خطوط چھپنے سے پوچھتے ہیں۔ کہ کیوں جناب فلان رسالہ عربی کاویانی  
 کے مقابلہ میں کوئی رسالہ عربی میں کہا جائیگا یا نہیں میں نے ان کے اس سوال کا انکا جواب

ہے جب تین ہویا اور بجائے اسکے لکھو یہ کہا جاتا ہے کہ وہ پہلے ان کے عربی عبارات کو پیکر  
اور اسکے عبارات کو عربی عبارات سے منطبق کر کے اپنی آرا کو قائم کریں کہ وہ عربی ہے یا نہیں۔  
بعد چوتھے سوال کریں کہ اسکے مقابلہ میں کوئی عربی رسالہ لکھا جائیگا یا نہیں۔

یہ اس لہام کی عریبیت میں کلام ہے۔ اب اس کے موصی و مفیدہ مطلب و مقصود کا دیانی نہ ہو سکتا  
حال نہو حضرت ناظرین ایہ عبارت جیسی کیسی ہے مطلب بتائیں سکتی اس عبارت کا لفظی ترجمہ ہے  
تو کچھ ہی مطلب سمجھ میں نہیں آتا۔ چنانچہ ضحاک و غیر میں اس کا بیان ہو چکا ہے لہذا کا دیانی کو اس عبارت  
کا مطلب بتانے کے لئے ایک الہامی تفسیر کی ضرورت ہوئی جو اس لئے ترجمہ کے ساتھ بیان کی۔ اور  
یہی صورت میں نقل ہو چکی ہے۔ اس تفسیر سے یہی کہ قدر حق کی طرف رجوع کرنے سے مدعا و مراد کہ  
وہ عبد اللہ آتم کا اس بیگیگی سے ڈرنا نہیں قائم ہوا تھا۔ اس لئے کا دیانی کو اس لہام کی شرح و تفسیر  
کے بعد بلا اس تمام مضمون کو ختم کر دینے کے بعد حاشیہ نمبر امین بصرفہ ۱۵ اسطر میں اس کا مطلب بیان  
کرنا پڑا۔ کہ اس رجوع بحق سے ڈرنا مراد ہے۔ چنانچہ اس لئے کہا ہے حق کی طرف جھکنا اور  
اسلامی ظلمت سے گواہی خود قیامک حالت کے ساتھ قبول کرنا۔ و تحقیق یہ ایک  
اسی بات ہے کہ اس مدعا و مراد کا عبارت الہام اور اسکی الہامی تفسیر سمجھ میں نہ آتا۔ اور ایک بات  
کے بعد مانند گشتے بعد از جنگ کا دیانی کا اس مدعا کو ظاہر کرنا ہی ایک روشن دلیل ہے کہ وہ عبارت  
الہامی نہیں شیطانی استلام ہے۔ خدا تعالیٰ جو سچوں کا مہم ہے ایسا قاصر البیان نہیں ہے کہ وہ نہ  
کسی لہام سے اور اگر ناچاہے اسکو نہ الہام میں اور اسے کہے نہ اسکی الہامی تفسیر میں کہہ سکے۔ اور  
ایک بات کے بعد اسکو نہ مدعا ظاہر کرنا یا دوسرے

تھانیا جو دعویٰ (مذکورہ ص ۲۷) کی تائید میں کا دیانی نے کہا ہے کہ سید درڑر جائیے جو خود  
عذاب موت و ہلاکت بہتارت قرآن میں جایا کرتا ہے۔ اس میں کس نے دعائیت سے پورا کام لیا۔ اور کس  
نصیحت سے اپنی بیہوشیت کا اظہار کیا ہے۔ قرآن کی کسی آیت میں یہ بیان صراحتاً یا اشارتاً پایا نہیں  
جائتا ہے کہ جو قطعی وعدہ عذاب موت و ہلاکت کا کسی قوم کو موقت بروقت خاص رو گیا ہے وہ ان کے

مر  
آ  
ح  
ج  
ا  
د  
ف  
ر  
خ  
د  
ف  
=

ت کو پڑھ کر  
میں سے

فی ہر نیکی

کی ہر برکت

عبارت

ملی سار

وہ راد کہ

چ و تفسیر

مستحان

ہا اور

یہاں

یہاں

یہاں

یہاں

یہاں

یہاں

یہاں

یہاں

میسورہ نہ پانے سے مل گیا ہے۔ کا دیانی نے اپنے دعوے کے ثبوت میں ایک آیت  
 قرآن مجید میں لکھی ہے۔ سو نیازی سے خود عذاب موت کے ٹلنے میں نص نہ پڑے  
 بلکہ وہ آخرت میں ذرہ پر نیکی کا بدلہ پانے میں نص ہے۔ اسکے پہلے قیامت کے احوال و احوال (زمین کا  
 ہلایا جانا اور اسکا اپنے لوہہ (خرانی و مرمزی) نکال دینا۔ اور اپنی پیٹھ پر گڈے واقعات کی خبر دینا

یَوْمَ نَبْذِي الَّذِينَ كَفَرُوا فِي النَّارِ وَالْأَجْمَالُ هُمُ  
 الَّذِينَ هُمْ فِيهَا يَتَسَاءَلُونَ  
 قُلُوبُهُمْ مُنْجِنًا وَإِنَّا نَكْتُبُ  
 لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ لِيُحَدِّثُوا  
 إِلَىٰ مَا يَكُونُونَ فِيهَا وَمَا يَسْتَفِهُونَ

بیان کر کے کہا ہے سادہ لوگ متفرق ہو کر  
 حساب کی جگہ سے پھر نیکی تاکہ اپنے اعمال کا بدلہ  
 دکھائے جائیں۔ پھر ذرہ پر نیکی کرے گا وہ اسکو دیکھ لے گا۔ پھر اس آیت سے کا دیانی کا پھر نکالتا کہ  
 جو ایک ذرہ خدا سے ڈر گیا اس سے دنیا میں سنگین عذاب موت مل گیا۔ تحریف و ہدایت نہیں تو  
 اور کیا ہے

دوسری آیت حاشیہ نمبر ۱۱۱، ۱۱۲ اور ۱۱۳ میں انوار میں کا دیانی وہ پیش کی ہے جس میں بیان ہے

(۲) وَإِذِ الرَّبُّ نَزَّلَ الْقُرْآنَ وَمَنْ أُولَٰئِكَ  
 فَاسْتَوْفُوا فِيهَا لِقَاءَ رَبِّكُمْ فَذَلِكُمْ  
 الَّذِي كُنْتُمْ تُكْفَرُونَ

کہ جب لوگ نطق کرتے ہیں تو ہلاک کئے جاتے ہیں  
 تفسیر کی وہ آیت جس میں بیان ہے کہ ہم  
 اس وقت بستیروں کو ہلاک کرتے ہیں جب ان کے  
 لوگ ظالم ہو جاتے ہیں۔  
 چوتھی وہ آیت جس میں بیان ہے کہ جو  
 سے پہلے رسولوں سے پہنچا گیا گیا۔ تو ہم نے ہلاک  
 لوگوں کو پکڑا۔

(۳) وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرْآنِ وَأَوْلَا هِيَ  
 ظَالِمُونَ

(۴) وَلَقَدْ آتَيْنَا هُودِي رِسْلًا مِّن قَبْلِكَ  
 فَامْلَيْتَ لِلزُّكُوفِ وَأَخْتَدْتِ فِكْرًا

کلی عقاب ط  
 (۵) وَمَكَرُوا مَكْرًا وَمَكَرْنَا مَكْرًا  
 وَكَلَّمُوا لَشَجَرِ الْأُونُ

پانچویں وہ آیت جس میں بیان ہے کہ  
 لوگوں نے مکر کیا۔ تو ہم نے ان کو مکر کی سنہاری

یہ تفسیر میں آیت کے پر منہ ہی کے ہیں کہ ان کو زمین کی کا بدلہ ہونا ان کے ہاں  
 مکر کی تفسیر میں کہی نہیں کہا جگہ ایسی ہے کہ وہ خود مکر کے ہاں سخت عذاب ہو کر مر جائے گا

یہ آیات سب کی سب کا دیا تھی چرچت میں یعنی اسکو چھوڑنا کرتی ہیں۔ اسکی دست آویز نہیں ہو سکتی  
 ان آیات میں عذاب کا موجب سبب فسق و فحش ہے۔ لہذا وہ عذاب کا مستحق ہو چکا تھا۔ کادیانی کا الہام تھا۔ اور خدا کی  
 طرف سے ہونا تو ان آیات کی شہادت ہے اور ہرگز عذاب آجاتا۔ ان آیات میں یہ نہیں کہا گیا کہ اگر فسق  
 و فحش نہ ہو تو عذاب موت کا وعدہ ہو جائے تو یہ تو وہ کسی قدر ڈر جانے سے بچتا  
 ہے۔ لہذا کادیانی ان آیات سے عذاب میں جانیکا ثبوت نکالنا۔ تحریف میں یہودیوں کے کان کا ہوا  
 چھٹی آیت کادیانی نے اشتہار عدم وفات شہید زوجہ فرضی خود میں وہ پیش کی جس  
 میں حضرت یونس کی قوم سے ایمان لانے کی وجہ سے عذاب کا اٹھایا جانا مذکور ہے۔ اور کادیانی نے  
 دعویٰ کیا ہے کہ حضرت یونس کی قوم کو قطعی طور پر بغیر بیان کسی شرط کے چالیس دن کی مینداد  
 بتلائی گئی ہے۔ یعنی پر وہ عذاب اٹھایا گیا۔ اور وعدہ عذاب پورا ہوا۔

اس آیت کے استدلال میں ہی کادیانی نے اپنی وجاہت سے پورا کام لیا اور تحریف میں  
 یہودیوں کو مات کیا۔ اور شرم و حیا کو بالائے طاق رکھ دیا ہے۔

اسے حضرت ناظرین باوقار!۔ اس آیت میں پرہیز و تقویٰ نہیں ہے کہ حضرت یونس کو خدا  
 تلے نے اس قوم کو ہلاک کرنے کا قطعی وعدہ دیا تھا۔ اور نہ اس ضمنوں کی کوئی حدیث  
 صحیح یا ضعیف دوادین سنت میں دیکھی گئی ہے۔ بلکہ نص قرآن میں (صرف یہ بیان ہے کہ

فلولا كانت قربية امنت فنفعها ايماها  
 الا قوم يونس اذ انوا كسفنا عنهم عذاب

تفسیر کی جگہ کے طے ۲۲۲ میں بواسطہ اصدی حضرت ابن عباس کے شاگرد ابو مالک سے منقول  
 ہے کہ قرآن میں جہاں کہیں "فلولا" کا لفظ ہے۔ اسے معنی "ہلا" اور "خفیض" کے ہیں۔ یعنی آیت کہ  
 فلولا كان من العزوة ان رزقنا ابرن ان اسے معنی نفی کے ہیں۔ تفسیر قرآن میں کہا ہے کہ اسے معنی "ہلا"  
 تحضیر کرتے ہیں اسے معنی نفی کے ہیں۔ وہاں کادیانی کا ایک عمل خاصہ صوری رسالہ تفسیر کلام میں اس کے  
 معنی عربی کے بیان کرتا ہے اور جہاں قرآن میں ہے اس کے معنی عربی کے یہودیوں پر حضرت یونس کی قوم کا آتش

سورہ سبہ  
 آیات  
 ۱  
 ۲  
 ۳  
 ۴  
 ۵  
 ۶  
 ۷  
 ۸  
 ۹  
 ۱۰  
 ۱۱  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰



المخزي في الحيوة الدنيا و متغاهم الرجيبين  
(یونس ع- ۱۰)

ایمان لائے تو ہم نے ان سے دنیا کی رسوائی کے  
عذاب کو اڑھا دیا۔ اور ان کو ایک وقت تک دنیا

سے مستمع کیا جس سے ظاہر معذوم ہوتا ہے کہ وہ وعدہ عذاب قطعی ہلاکت کا نہ تھا قطعاً ہوتا۔ تو وہ  
ایمان لانے سے نہ ٹھٹھا اور اس میں تکلیف نہ ہوتی۔ بلکہ وہ شرطی اذیت تھا کہ اگر ایمان نہ لائے تو عذاب  
کے جاؤ گے۔ پھر قوم یونس آثار عذاب دیکھ کر ایمان لے آئے۔ تو وہ عذاب (جو شرط عدم ایمان  
تھا) وقوع میں نہ آیا۔ بعض مفسرین نے یہ کہا ہے کہ حضرت یونس نے قوم کو چالیس شب کی سیوار  
مقرر کر دی تھی۔ مگر انہوں نے یہ نہیں کہا۔ کہ وہ وعدہ قطعی ہلاکت کا تھا۔ شرطی عدم ایمان کی شرط  
سے مشروط نہ تھا۔ بلکہ چالیس رات کی سیوار مقرر کرنے اور اس سے پہلے عذاب نہ آنے سے صاف  
سچا ہوا ہے۔ کہ چالیس شب ان کے ایمان کی انتظار کے لئے مقرر ہوئی تھی۔ اور اس غرض کے  
انہما کے لئے بتی کر اگر وہ اس عرصہ میں ایمان لے آدیں گے تو وہ عذاب نازل نہ ہوگا۔

آمام و ازنی تفسیر کبیر جلد ۷ کے صفحہ ۱۰۰ میں لکھتے ہیں حضرت یونس اہل غیبی کی طرف ہوش  
ہوئے۔ انہوں نے چھٹلایا تو وہ اُن سے خطاب کر کے کہئے۔ پھر جب انہوں نے حضرت یونس کو نہ  
پایا تو ڈر گئے۔ اور ناراض ہوئے۔ اور چلائے۔ حضرت یونس نے ان کو چالیس دن کی سیوار مقرر  
کر دی۔ تو وہ آپ کے جواب میں بولے کہ ہم سبب و آثار ہلاکت دیکھیں گے تو ایمان لے آدیں گے  
اور جب اسی رات میں گذر گئیں تو آثار عذاب نمایاں ہوئے۔ اسمال میں سیاہ بادل نمودار ہوا جس  
سخت دہقان ظاہر ہوا جو شہر میں اڑ پڑا۔ اور اس سے اسکی چتین سخت سیاہ ہو گئیں۔ تب وہ لوگ

روي ان يوسف عليه السلام بعث الے  
نينوي من ارض الموصل فلما بوء فذهب  
هم مفاصبا فلما فقدوه خافوا نزول العقاب  
فلبسوا السجود و جوارحهم ليلت و كانت  
يرتدوا الهم طرا ليلت و جوارحهم ليلت و كانت

جنگل کو نکل گئے۔ اپنی بیویوں کو بچوں سے جدا  
کر کے چلانے لگے اور ایمان لے آئے۔ اور آپ  
ہوئے تو خدا نے ان پر رحم کیا۔ اور عذاب کو ملتوی  
کیا گیا۔ یہ حضرت یونس کا (بقول مفسرین)  
ایمان لائے اور اس سے پہلے عذاب نہ آئے۔ اور ان کے جواب میں

نیز  
کے  
بنی  
تشت  
و جاتا  
ان  
سب  
پانی  
سیار  
میں  
کو خدا  
حدیث  
ہے کہ  
ان  
جہ

<p>ان دآینا اسباب الهلاك امثالك حکما      محبت خمس وثلثون ليلة ظهر والنساء      عیب اسود شدید السواد فظهور منه دھاد      شدید وھبط ذلك اللدخان حتی وقع      فی المدینة واسود سطوحهم فخرجوا لے      الصحراء ورفقوا بین النساء والصبيان و      بین الذواب واولادها فحن بعضهم      الربض فعلت الالصوات وكثر التصرع      واطمأنا ایمان والتوبة ونضی عواذ اللہ      تعالیٰ فرحمہم وکتف عنهم      (تفسیر کبیر جلد ۵ ص ۷۷)</p>	<p>قوم کا یہ کہنا کہ ہم آثار و اسباب دیکھ کر ایمان لے      آئیں گے۔ اور اس پر حضرت یونس کا سکوت فرمنا      صاف یقین دلانا ہے کہ وہ وعدہ عذاب قطعی      نہ تھا بلکہ بشرط عدم ایمان تھا۔ تب ہی انہوں نے      بصورت آثار دیکھنے کے وعدہ ایمان کیا تھا۔      پھر انکو سیارہ سے پہلے آثار دکھا کر ایمان چلا ہوا      اور عذاب ملتوی کیا گیا۔</p> <p>اب اس سے بڑھ کر کثرت تفسیر کبیر کی جلد ۶      کے صفحہ ۱۱ میں حضرت ابن عباس سے نقل      کیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت یونس کی      طرف بروحی تفتحن خبر عذاب کی تھی خود ایمان ہی</p>
<p>فابوحی اللہ الیہ ای یونس قل لھم ان لم      نؤتھم اچاء کو العذاب فابلغھم فخرج      من عندھم فلما فقدوا ند موا علی فعام      وطفقوا یطلون فظلم یقدا وشم ذکروا امرھم      وامر یونس للعلماء الذین کانوا فی دینھم      فقالوا انظر او اطلبوہ فی المدینة      فطلبوہ فقیل لھم انه خرج العشی فلما      ایسوا اغلقوا باب مدینھم فلم یدخلھا      یترھم لا غنھم وعزلوا الوالدۃ عن ولھا      رفع ہوا۔</p>	<p>شرط لگاری تھی کہ اگر وہ لوگ ایمان نہ لائیں گے۔ تب ان پر عذاب نازل ہو گا۔ حضرت یونس نے      انکو یہ وحی آئی تھی پتھی تھی تو وہ لوگ ایمان لانے      سے انکاری ہوئے۔ جب پر حضرت یونس علیہ السلام      (خفق ہو کر) ان سیکھ میں سے نکل گئے تو وہ      پتھائے۔ اور حضرت یونس کی تلاش میں لگ      گئے۔ حضرت یونس کو انہوں نے نہ پایا تو روئے      چلانے لگ گئے۔ اور ایسے ڈرے کہ حاملہ عورتوں      کے حمل وضع ہو گئے۔ اور انسانوں کے علاوہ      گائے بکریوں کی بھی آوازیں نکلیں تب خدا      ان کو نکال دیا۔</p>

وكن الصبيان والامهات ثم قاموا

ينتظرون الصبح فلما انشق الصبح راوا

العذاب ينزل من السماء الخ

یہ سچے کاویانی صاحب اس روایت کو کسی

صفائی اور تہج کے ساتھ ثابت ہو گیا کہ حضرت

یونسؑ کو خدا تعالیٰ نے شرطی عذاب کا ڈر سنایا

ہوا وہ وعدہ قطعی نہ تھا۔ اب اس سے بڑھ کر آپ کیا چاہتے ہیں۔ اور شرطی ہونے سے عذاب قوم یونسؑ کا

اور کیا ثبوت مانگتے ہیں؟

اس روایت کے معنی سمجھنے میں جو کاویانی نے دیکھا ہے وہ اس قدر دیرہ و استہ و ہر گز دینا چاہئے

اسکا ازالہ ہوتا ہے چنانچہ اس کے دلائل کے جواب میں مختصر یہ کیا جائیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اگر کاویانی

اس شرطی ہونے پر اہمیت کو نہیں مانتا۔ اور بیان مذکور مفسرین کو بھی جس سے عذاب کا مشروط بعد مانتا

ہونا ثابت ہے۔ سچا نہیں جانتا تو وہ کسی آیت قرآن یا حدیث صحیحہ سے یہ ثابت کر دے کہ وہ وعدہ

قطعی ہلاکت کا تھا۔ اور پھر وہ دیکھ لیا گیا۔ اور صرف یہی امر اسکا مدعا ثابت کرنا کافی نہ ہوگا۔ بلکہ اسکو یہ بھی

ثابت کرنا پڑے گا کہ قوم یونسؑ ایمان نہ لائی تھی۔ اور کفر سے تائب نہ ہوئے تھے۔ صرف کی قدر ڈر گئے

تھے جیسا کہ بقول کاویانی عبد اللہ اہم کی قدر ڈر گیا تھا۔ اور وہ ایمان جو نجات کی شرط ہے نہ لایا تھا۔

کیونکہ اگر یہ امر کاویانی ثابت کر سکا۔ اور قوم یونسؑ کا ایمان لانا اس کے نزدیک ہی ثابت مسلم

جیسا کہ نص قرآن لما ابونا کشفنا عنهم عذاب الخزی فی الحیوة الدنیاء سے جو مقدمہ قرآنہ منقول

ہوئے سے ثابت ہو۔ تو پھر یہی ہی آیت کاویانی کی دلیل نہ ہو سکیگی کیونکہ اسکا دعویٰ یہ ہے کہ

کسی قدر ڈر جانے سے اور دل کے کسی گوشہ میں ایک ذرہ دیر کہ یا نحوہ پیدا ہو جانے سے عذاب

قطعی ٹل جاتا ہے۔ گو وہ ایمان جو نجات کی شرط ہے حاصل نہ ہو۔ پس جیتنگ آیت متعلق

قد حضرت یونسؑ ایک ہی آیت سے کاویانی یہ ثابت کرے کہ صرف کی قدر ڈر جانے سے بڑھ کر

کافر ویلے ایمان رہنے کے عذاب وہ دراصل عذاب ہے اور ٹل گیا ہے۔ اس آیت سے اسکا تنگ

کرنا کمال درجہ کی بیخیاالی اور بے ایمانی ہوگی۔

کاویانی کے وہ دام افتادہ اتحق اسبہات کو نہیں سمجھتے کہ عبد اللہ اہم کو ایمان کاویانی ہی

پلہ ۱۶

سے

فرمان

شرعی

ان کے

ہوا۔

پلہ ۱۶

تعل

کی

ہیں

نے

لئے

ایسا

تو وہ

میں

روانے

عوارض

عذاب

ایمان نہیں لایا۔ صرف کی قدر ڈر گیا تھا بخلاف قوم یونین کہ وہ پورے طور پر اور کمال تقض سے ایمان لے آئے تھے پہر یہ آیت متعلق قوم یونین اگر بالفرض اس سے قطعی عذاب کاٹل جانا ثابت ہو گا ویانی کی دلیل کیونکر ہو سکتی ہے

اس بحث بلکہ تمام مضمون لکھے جانے کے بعد کاویانی کا اشتہار چار ہزار پڑھ گیا ہمارے نظریے اور کتاب۔ اسپین ص ۱۱ سے ۱۲ تک کاویانی نے خواہ مخواہ کفار کو مخاطب کر کے پہلو عام موعود اور قطعی عذابوں کی توبہ واستغفار سول جانیکہ تہو تہو پیش کیا ہے۔ پہر خاصہ کہ حضرت یونین کی قوم کے عذاب قطعی ہونے کے ساتھ مل جانیکہ ثابت پیش کیا ہے۔

عام موعود اور قطعی عذابوں کے استغفار و توبہ سے مل جانیکہ ثبوت میں اول یہ دعویٰ کیا ہے کہ تمام قرآن اس تعلیم سے بہرہ اڑا ہے کہ اگر توبہ واستغفار قبل نزول عذاب ہو تو عذاب ٹل جاتا ہے اور اس دعویٰ کے ثبوت میں بنییل کا ایک فقرہ نقل کر دیا ہے۔ جسکا نہ پتہ بتایا۔ نہ جو ال کتاب دیا اور اس دعویٰ کے ساتھ (دوسرا) یہ دعویٰ بھی جڑ دیا کہ یہ فقرہ مفسرین نے لکھا ہے۔ بلکہ اور چیز اس قسم کی بہت ہیں جنکا لکھنا سو جیل ہے۔ پہر اسکے ساتھ (تیسرا) یہ دعویٰ بھی جڑ دیا ہے کہ عدادہ وعید ٹٹنے کے (جو کہ م سول میں داخل ہے) اکابر صوفیہ کا نہ سبب کہ کبھی وعدہ ہی ٹل جاتا کرتا ہے۔ اور اسپر صوفیوں کی دو کتابوں کا حوالہ دیکر اس دعویٰ سوم کی دلیل قرآن سے یہ پیش کی ہے کہ حضرت موسیٰ کو نزول تہریت کے لئے میں رات کا وعدہ دیا گیا تھا۔ اور کوئی شرط ساتھ نہ تھی۔ مگر وہ وعدہ قائم نہ رہا۔ اور اسپر دس ان بڑے گئے۔ جس سے بنی اسرائیل فقہہ گونساہ پرستی میں پڑے۔ اور اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ جبکہ اس نفس قطعی سے ثابت ہو کہ خدا تعالیٰ ایسے وعدہ کی تاریخ مالدیتا ہے جسکے ساتھ کسی شرط کی قید نہیں کی گئی تھی تو وعید کی تاریخ میں عند الرجوع تاخیر ڈالنا خود کر میں داخل ہے۔

پہر حاشیہ میں ضمن نوٹ اول کاویانی نے اس دلیل پر آپ ہی یہ سوال دار ذکر کے کرتا ہے یہ فرماتا ہے ان الله لا یخلف الیعدا یعنی خدا تعالیٰ وعدہ کا خلاف نہیں کرتا۔

اسکا  
ہم  
کی  
رو  
لو  
ا  
ما  
ار  
ہے  
کشا  
کی  
نہ  
کا  
اور  
اور  
ک  
اسکا  
عذاب

اسکا یہ جو اسیہ دیا ہے اس آیت میں وعدہ سے مراد وہ امر ہے جو خدا کے ارادہ میں وعدہ کے نام سے کوہ  
 ہو نہ وہ امر جو انسان اپنے خیال کے مطابق قطعی وعدہ سمجھ لے۔ اور کہا ہے کہ ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ  
 ایک وعدہ کرے اور اسکے ساتھ کوئی شرط معنی ہر جہاں اظہار نہ کرے۔ اور اس شرط کے عدم ظہور سے اس  
 وعدہ کا ظہور نہ ہو۔ پھر اپنے پہلے دعویٰ کی نظیر یا دلیل وہ آیت قرآن پیش کی ہے۔ جس میں  
 لئن ائتمنا من هذا لانكونن من المذنبين فلما  
 اصحابهم اذا هم بدبيغون في الامراض بغير الحق  
 ذکر ہے کہ کشتی والے طوفان کے وقت کہتے ہیں کہ  
 اے خدا اگر تو بکو اس سے نجات دے گا تو ہم شکر گزار  
 ہونگے پھر جب خدا انکو نجات دیتا ہے تو وہ زمین میں  
 (یونس ۶)

ماحق کے طالب ہوتے ہیں۔ اور بڑے فتنے ایسی آیات سے یہ نتیجہ نکال لیا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے قہری  
 ارادہ سے دریا میں طوفان پیدا کرتا ہے ان کے تضرع اور رجوع پر انکو بچا لیتا ہے۔ باوجودیکہ وہ جاتا  
 ہے کہ وہ یہ منصفانہ حرکات کریں گے۔ پھر کہا ہے کہ کیا اس طوفان سے یہ غرض ہوتی ہے۔ کہ  
 کشتی والوں کو تخفیف چھوٹن لگیں۔ مگر بلاک ہنوں۔ اسے شیخ زاد شرم کرنا چاہیے اس قدر عقل  
 کیوں ماری گئی۔ کہ انصوح سے یہ یہ سے انکار کئے جاتے ہو۔

مگر لے ناظرین باکلیں! کلا دینی کے اس بیان سے اسکا کوئی دعویٰ بجز دعاوی غلطہ ثابت  
 نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ پر لے سکر کا بے شرم ہے۔ اور وہ ہر کھ دینے میں دجال موعود  
 کا باوا مہذا ایسی عقل و نامہم ہے۔ اتنا نہیں سمجھتا کہ میری ان مخالطات سے کوششے چند یہ سکر دام اقتاد  
 احمق خوش ہو جائیں گے۔ اور واہ واہ سبحان الله کہیں گے مگر جہان کے عقلا میرے مخالف ہوتے  
 اور میری استدلال پر ہنسی اور اڑائیں گے۔ اور میرے دجال ہونے کا یقین کر لیں گے۔

اب ناظرین توجہ کریں۔ اور ہماری ہر ایک بات کا ثبوت لیں۔ کلا دینی جو یہ دعویٰ کیا ہے  
 کہ تمام قرآن اسی تعلیم کا پہر پڑا ہے کہ توبہ و استغفار قبل نزول عذاب ہو تو عذاب ٹل جاتا ہے۔ اور  
 اسکے ثبوت میں جو کچھ کہا ہے۔ اس میں اولاً یہ نہ سوچا کہ جو عذاب توبہ و استغفار سے ٹل جاتا ہے۔ وہ  
 عذاب قطعی موعود ہوتا ہے جسکے وقوع کی بیشتر خبر دیا جاتی ہے۔ یا غیر موعود ہے اور عمل محبت و نزع کرنا

یہ ایسا  
 کلا دینی  
 دعویٰ  
 کیا ہے  
 اسکا  
 اور  
 کیا ہے  
 میں  
 کے  
 اور  
 کیا

عذاب ہے قطعی موعود یا غیر موعود اور میرا دعویٰ کس عذاب کے تلخ یا نیک کا ہے قطعی موعود کا یا غیر موعود کا۔ پس اگر عذاب قطعی موعود محل بحث و نزاع ہے اور اسی کے تلخ جاننا چاہئے دعویٰ ہے۔ تو پھر میرا کشتی والی آیت کو معرزل استدلال میں لانا کیا وجہ رکھتا ہے۔ کیا کسی آیت میں یا حدیث میں یہ آیا ہے کہ کشتی والوں پر جو طوفان آیا کرتا تھا۔ اور وہ ان کے رجوع و استغفار و تضرع سے تلخ جایا کرتا تھا۔ وہ پیشتر سے موعود ہوتا تھا۔ اور اسکی نسبت خاص کوئی وعدہ ہلاکت آجاتا تھا۔ ایسا ہی تو میں اس مقام میں اس آیت کو پیش کروں جس میں وعدہ قطعی ہلاکت بر طوفان ہوا ہوا ہے اور پیر وہ ملا ہو۔ اور اگر اس مضمون کی آیت کوئی نہیں ہے تو عقلاً جہاں جو یہ کہہ دوام ترویج میں نہیں پیش میری اس پیش کردہ آیت کو دیکھ کر کیا کہیں گے۔ اور اس آیت میں یا قرآن کی کسی آیت میں اس طوفان کا جو تضرع سے تلخ گیا تھا وعدہ نہیں لکھا ہے۔

نہ کہ تو مجھے بجز احمق نامہم یا بے سکر کا چالاک دیکھ کر دینے والا جہاں نہ کہیں گے تو اور کیا کہیں گے؟ اور نشانہ سوچا کہ دعویٰ تو میرا یہ تھا کہ رجوع و تضرع سے عذاب موعود تلخ جانیکا آیات سے قرآن پہرا ہے۔ اور اسکی دلیل و تفصیل میں میرا ایک نشان قصبہ بیل سے نقل کرنا کہ جو رکھتا ہے کیا بیل قرآن ہے۔ پھر اس دعویٰ پر ایک دعویٰ درم کرنا اور بے پتہ اقوال مفسرین اور احادیث کا حوالہ دینا کیا وجہ رکھتا ہے۔ کیا مفسرین کے بے پتہ اقوال اور ایسی ہی بے نشان آحادیث ہی قرآن کہلاتے ہیں پھر اس کوتاہی کے ساتھ کہ قرآن کی ایک آیت یا حدیث ہی نقل کی میرا یہ کہنا کہ تفصیل موعود بیل ہے کیا معنی رکھتا ہے۔ ”کے آدھی بے کسیر شدی“۔ آیت یا حدیث یا کسی تفسیر کی عبارت تو ایک ہی ہم نے ایسی نہیں لکھی جس میں موعود عذاب کے تلخ جانے کا ذکر ہو پھر تطویل کہاں سے ہو گئی جس سے تنگ کر اور آحادیث یا آیات کے ذکر سے قلم کو روکا گیا ہے۔

اور نشانہ سوچا کہ جو دعویٰ سوم کی میں نے آیت قرآن دلیل بنا کر پیش کی ہے وہ دعویٰ خانی کی جو اظہر قطعی کہہ کر ہو سکتی ہے۔ اس آیت میں یہ کہاں تفسیر ہے کہ جس رات کے گزرتا پر نوراً تو ریت پلنے کا خزانے وعدہ کیا تھا۔ اور وہ وعدہ دس رات بڑا کر ٹھایا گیا۔

موجود کا یا غیر  
 ہے۔ تو یہ  
 حدیث میں یہ  
 نقل جایا کرتا تھا  
 میں اس مقام میں  
 اس مضمون کا  
 روئے آیت کو دیکھو  
 یا تھا وہ حدیث میں  
 کیا کہیں گے؟  
 یا نیکی آیات  
 نقل کرنا کہ  
 آیتوں میں  
 یہی بے نشان  
 یہی نقل کی  
 آیت یا  
 کے لئے جانے کا  
 ذکر سے قلم کو  
 ہے وہ وہ  
 آیت کے گزرنے

اور راہِ بجا نہ سوچا کہ جو اقوال صوفیوں کی ہم اس وعدہ خلائی کی تائید میں پیش کر کے  
 اپنے ساتھ ان کو بدنام کرنا چاہتے ہیں کیا وہ اقوال ہی آیات قرآن ہیں۔ اور وہ کس شخص کے لئے  
 محبت دست آویز بنائی گئی ہیں۔ اپنے لئے یا اپنے مخالف کے لئے۔ ہمارا سارے جہان کا اتباع  
 و توافق کو چھوڑ کر مجتہد و مجدد بنکر قرآن و حدیث سے استدلال کا مدعی بننا۔ پھر بجائے قرآن  
 حدیث ان اقوال صوفیہ کو پیش کرنا۔ عاقلوں اور مصلحوں کی نظروں میں کیا وقعت و اثر پیدا  
 کریگا۔ اور ہمارا مخاطب جو دلیل شرعی کا طالب ہے وہ ان اقوال کو ان معنی سے جو ہم سمجھتے ہیں  
 کب قبول کریگا۔

ہمارے ان الزامات و سوالات کے ضمن میں کا دیانی کے جملہ دعویٰ دلائل کا جو آ  
 اجمالی ادا ہوا۔ با این ہمہ اب ان ہم دعویٰ دلائل کا جواب تصریح و تفصیل سے  
 دیتے ہیں۔

اسکا پہلا دعویٰ محض کذب ہے۔ قرآن میں ایک آیت ہی ایسی نہیں ہے جس میں  
 پہلے ذکر ہو کہ موعود و قطعی عذاب تو بالاستغفار سے وقت موعود سے مل جاتا ہے۔ اس دعویٰ کی دلیل  
 جو بے پتہ نقل کا دیانی نے قیاس سے پیش کی ہے۔ وہ کا دیانی اور اسکے عیسائی بہائون کے لئے محبت  
 ہوگی سہل اسلام تو اسکو محبت نہیں سمجھتے۔ اور ان کتابوں کو محرف جانتے ہیں اور طرفہ پہ لگا دیا  
 ہی براہین حدیث میں کہہ چکا ہے کہ یہ کتابیں کا یا بلیٹ ہوتے رہتے ہیں (دیکھو براہین حدیث ص ۳۳۳)  
 اور اشاعت الشنتہ نمبر ۱۵ جلد ۱۵ ص ۱۹۶)۔

کا دیانی کا دوسرا دعویٰ یہی محض ڈبکوسلہ ہے۔ کا دیانی کو شرم باعزت ہے۔ تو  
 اس مضمون کا کسی مشہر معتبر کا نقل جو اہل کتاب سے ماخوذ نہ ہو بلکہ حدیث سے ہو یا کوئی صحیح حدیث  
 نقل کرے۔

کا دیانی کے تیسرے دعویٰ میں دو دعویٰ ہیں۔ ایک یہ کہ وعید کو ٹکادینا کرم  
 ہے دوسرا یہ کہ وعدہ آہی یہی کہی مل جایا کرتا ہے۔

**پیلے دعویٰ کا رد و ابطال** یہ ہو کہ اس دعویٰ کو اپنی عقلی و شرعی دلیل سے مدلل نہیں کیا  
 اسکی صرف عقلی دلیل یہ بیان کی ہے کہ یہ کرم ہے۔ اسکا جواب یہ ہو کہ یہ بات آپ لوٹ دوم و سارا اشتہار  
 چار ہزار میں بیان ہو کر ہے کہ "تخالف و عداہ ایک نقص ہے جو خدا تعالیٰ کے پرچار میں نہیں"  
 اور اسکا نقص ماننے کی وجہ یہی ہے کہ اس سے کذب لازم آتا ہے اور یہی نقص اچھوتک کھانف و عیدین سرعود  
 ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ کا اس سے بھی پاک ہونا محکم عقل و واجب ضروری ہے جیسا کہ مخالف وعدہ سے  
 آپ کے نزدیک بھی اسکا پاک ہونا واجب اور ضروری ہے۔ اور عقل ہی عقل کی امید ہے۔ اللہ تعالیٰ عید  
 کے باب میں صاف فرمادیا ہے کہ جو میں نے ڈر (یا خدا رب) کی بات سنی ہے وہ سب سیدھے کی۔ اور میں

یا یسئل القوی لانی وما انا الا بظلال العینید (۱)

اپنی اس بات (وعید) کو بدلاؤں۔ اور کافروں اور مشرکوں کو یہی مسلمانوں کی طرح بخش دوں تو یہ  
 افععل المسلمین بالجرمین ما لکم کف تکلمون  
 ام یفعل الذین امنوا و عملوا الصا  
 کا المفسدین فی الاضرام یفعل للمتقین کا  
 الفجار (سورہ ص ۶)

مؤمنین کو مفسدوں کی مانند یا پرہیزگاروں کو بدکاروں کا سا کر دین گے ۹  
 آپ ہی عقلی دلیل کا جواب یہ ہو کہ اگر اپنے کرم کو اللہ تعالیٰ کے کو ایک نقص اور عیب  
 کا ارتکاب جائز ہے۔ تو اس سے لازم آتا ہے کہ شرک و کفر و زنا وغیرہ بھی گناہ خدا تعالیٰ کے نزدیک  
 ہی جائز ہوں۔ اور بندوں کے نزدیک بھی عقلی و خدایانہ اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے افعال میں خدایا کیوں  
 خدا کے نزدیک اس جواز گناہ کی وجہ یہ ہے کہ کرم خداوندی کی نظر سے خدا کا عیب جائز ہوا۔ اور کہ  
 امر کا گناہ کاروں کو نہیں دلا گیا تو گناہ کار ویر سے اس کے ہر دوسرے کفر و شرک و زنا کا ارتکاب  
 کریں گے اور یہ کہیں گے کہ خدا تعالیٰ کے کرم ہے۔ دو اپنا کرم ہیوں کہ ہم کو کبھی عذاب نہ کرے گا۔ اس سے جاہل  
 رہ دوں کا عیب جزا اور احکام حلال و حرام کا یہ کار ہونا اللہ تعالیٰ کے

سورہ ص  
 الفجار  
 واذ  
 لعنت



کادیا نی چونکہ با تفاق چہرہ اول اسلام اس قسم کے عقاید و متفالات کے سبب رندلق ہوا اور  
 کیا ہے لہذا وہ کسی یا تین عوام کو سنا کر ہی چاہتا ہے کہ شریعت پر کیا ہو اور احکام ملام دریم ہوں  
 ہوں۔ اور سب لوگ میری طرح زندیق بن جائیں۔

اس قسم کی باتیں پہلے زندیقوں نے ہی کہی تھیں مگر بحمد اللہ اسلام نے انکی اچھی طرح  
 خبر لی۔ اور انکی نیکی کر دی۔

لوگوں کے نزدیک اس تجویز سے جواز ہر ایک گناہ کی وجہ ہے کہ کہیم سے اگر کوئی  
 کسی لہر کی جیسوہ گناہ جانتا ہو۔ (مثلاً اسکی عورت کو کیکہ ازنا کرنا) وہ نہت کہ تو اسکو پڑ کریم ہونے  
 کے لحاظ سے اس سوال کو رد نہ کرنا۔ اور ایک شریک کے لئے اپنی عورت کو مسائل زانی کے پاس پھ  
 دینا جائز ہو جائیگا۔ اور کادیانی کی اس دلیل پر عمل کرنا پڑیگا کہ اگر چیز نابری صفت ہے ایسا  
 کہ کذب) مگر کہیم کو بلحاظ کرم۔ مسائل کا دل رکھنے کو اس برائی کا از کتاب جائز ہے  
 دل بدست آور کر حج اکبرست + از ہزار ان کہیک دل بہترست

اسے نادان کادیانی اخذ القائلے کے عقین اسکے کرم کی نظر سے تیرا کذب کو تجویز کرنا۔ اور عقید  
 معین میں اسکا مختلف جائز کہنا بعینہ ایسا ہی ہے۔ خدا القائلے سے صدور کذب ایسا ہے جیسا  
 انسان سے زنا۔ کچھ تو سوچ۔ ذرا ہوش کر! اور شرم سے کام لے! اخذ القائلے کی نسبت ایسی بات  
 نہ کہہ۔! جو خدا القائلے نے نہیں فرمائی فلا تضرہ واللہ الا شتال۔ ان اللہ یعلم وانتم لا تعلمون  
**دوسرے دعویٰ (تخلف وعدہ الہی کے جواز) پر جو کادیانی نے آیت قرآن وَاَعْدْنَا**  
**موسیٰ ثلاثین لیلۃ سے استدلال کیا ہے** اس میں خدا القائلے پر افسر کیا ہے۔ اس آیت میں صرف  
 تیس رات کے وعدہ کا ذکر وارد نہیں کہ ہننے صرف تیس ہی کی رات کا موسیٰ سے وعدہ کیا تھا۔  
 بلکہ برخلاف اسکے صاف طور پر یہ ارشاد ہے کہ ہننے موسیٰ سے تیس رات کا وعدہ کر کے اسکو دس رات

وَاذْوَعدنا موسیٰ ثلاثین لیلۃ وَاَمَّمَاکھا  
 لبشر فم یقیمات بہا ربیعین لیلۃ (اعرفا)  
 سے پورا کیا۔ سو اسکے رب کا وعدہ چالیس رات  
 سے پورا ہے آیت مبصر قطعی ہے کہ پورا وعدہ چالیس

نمبر ۳۳ جلد ۱۶  
 اصل نہیں کیا  
 اشتہار  
 نہیں نہیں  
 بیڑین سرخورد  
 عدست  
 رتقالے عقید  
 ح اور میں  
 جوا اگر میں  
 دن تو یہ  
 ن جز او مشرا  
 ہستادن  
 بن کیا ہوا  
 رایت عمل  
 رکوب  
 ہ کر نیک  
 واد اکید  
 اس اور کر  
 بکاب  
 عیشت

ہی رات کا تھا۔ مگر اس آیت میں منجملہ چالیس رات کے تیس کو پہلے ذکر کیا۔ دس کو چھپے۔ پھر اس تفصیل کے بعد اس کا ٹوٹل کیا۔ اور فرمایا کہ وہ پورا وعدہ چالیس رات کا ہوا جسکو دوسری آیت میں بالتفصیل چالیس ہی رات کا وعدہ کہا۔ اور صاف فرمادیا کہ پچھنے موسیٰ سے چالیس رات کا وعدہ کیا۔ تو تھنے

واذ واعدنا موسیٰ اربعین لیلۃ ثم اتخذنا العجل من نسیہ وانذرتنا لمون (بقراءۃ ۶)

اسکے چھپے پچھنے کو معبود بنایا۔ اس تفصیل کی مثال قرآن کی ایک وہ

آیت ہے جس میں خدا تعالیٰ سورج میں تیش کرنے والے پر (جو قرآنی نہ پاسے) دس روزہ فرض فرماتا ہے **فَرَكْنَا سَبْعَ سَبْعِينَ نَجْمًا فَرَضًا ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَ سَبْعًا اِذَا رَجَعْتَ مِنْهَا عَشْرًا كَامِلًا**

اگر یہ سوال ہو کہ اس آیت میں تو دس دن کو تفصیل مذکور سے بیان کرنے میں فائدہ ظاہر ہے کہ تین روزہ اور سات روزہ کا کل جدا جدا بیان ہوا۔ اس آیت میں چالیس رات کی تفصیل مذکور سے کیا فائدہ ہو۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ فائدہ تفسیر کبریٰ کی عبارت میں عنقریب بیان ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اب کا دیا جانی کے تشریح و تفسیر ایرانی کو دیکھو کہ اس نے پوری آیت کا مضمون بیان نہ کیا اور اس وعدہ الہی کو پہلے صرف تیس رات کا وعدہ بتایا۔ پھر دس رات سے اس وعدہ کا ہد جا اور اپنے وقت موعود سے ٹل جانا تجویز کیا۔ اور اس چوری پر پیر دلیری اور سینہ زوری کہ اس تبدیل کو وہ لفظ قطعی کہتا ہے۔ اور صصر صر۔ چہ دلا درست دزدے کے کبف چراغ وارد۔ کا مصداق بنکر دکھاتا ہے۔ اب ہم اپنے اس بیان کی تائید کے لئے علماء مفسرین کے اقوال پیش کرتے ہیں۔ جو بدست آویز آیات مذکورہ اس وعدہ کو چالیس ہی رات کا وعدہ قرار دیتی ہیں نیز امام رازی نے تفسیر کبیر جلد اول کے ص ۵۲ میں کہا ہے۔ اس قول خداوندی کے پچھنے سے

وَالْيَا فُلَيْسَ الْمُرَادُ الْقَضَاءُ اَيُّ اَرْبَعِينَ كَانِ بَلْ اَرْبَعِينَ مَعِينِ وَ هُوَ الْمُنْشَرُّ مِنْ دِي الْقَعْدِ

سے چالیس رات کا وعدہ کیا کوئی (عام) چالیس راتیں مراد نہیں۔ بلکہ (خاص) تیس راتیں ماہ

سئل  
غیر  
تھے  
وہ  
ہو  
من  
نہ  
کے  
بیان  
ہو  
ظاہر  
ہو  
کی  
عین  
ہو  
کیا  
کا  
یہ  
اس  
کا  
عش  
ہو  
نہ  
ہو  
ہو  
ہو  
ہو  
ہو

والعشر الاول من ذی الحجۃ لان مؤمن سے	ذیقعدہ کی۔ اور دس رات ذالحج کی کیونکہ موسیٰ
علیہ السلام کا عالم بار المسد ہوا	کو اس لعین کا علم تھا اور اس وعدہ دینے کے
الاربعون والیضا فقولہ تعالیٰ اذواعدا	دو احتمال ہیں ایک یہ کہ ان چالیس پہلے یہ
موسیٰ اربعین لیلۃ یحتمل ان ینوی ان ینوی	وعدہ دیا گیا ہو کہ حضرت موسیٰ چالیس رات پہاڑ
الی	پر آئین گئے تو تورات ملیگی۔
الجمل ہذا الاربعین حتی تنزل علیہ التورۃ	دوسرا احتمال یہ کہ پہلے چالیس رات پہاڑ
ویحتمل ان ینوی المراد انہ امر بان یحییٰ الی	پر آئے گا حکم پر آہو۔ اور اس کے بعد یہ وعدہ تورت
الجمل ہذا الاربعین ووعد بان تنزل	ملنے کا ہوا۔ اس احتمال دوم کی تائید حدیث
علیہ بعد ذلک التورۃ وهذا الاحتمال الثانی	سے ہوتی ہے۔ اس قول خداوندی سے کہ کہتے
ہو الثانی بالاحبار (البحث الرابع) قولہ	موسیٰ کو چالیس رات کا وعدہ دیا ثابت ہوتا ہے
ہمنا واعدنا موسیٰ اربعین لیلۃ یقید	کہ پہلے ہی سے چالیس رات کا وعدہ ہوا تھا اور
ان المراد کانت من اول الامر علی الاربعین	دوسرے قول سے جو سورہ اعراف میں ہے۔
وقولہ فی الاعراف وواعدنا موسیٰ ثلاثین لیلۃ	کہ چھبیس موسیٰ کو تیس رات کا وعدہ دیا۔ اور اسکو
وانتم ما بعشر لیلۃ	دس رات سے پورا کیا" مفہوم ہوتا ہے کہ پہلے
لقد اذنا المراد کانت فی اول الامر علی	تیس کا وعدہ ہوا تھا۔ ان دونوں قول میں
الثلاثین فیکف التوفیق بینہما اجاب	موافقت کیونکہ ہر ایک سنی ہے؟ اسکا جواب
الحسن البصری فقال لیکر المسد اذ وعد	(امام شہرستانی) حسن بصری نے پہلے دیا
کان ثلاثین لیلۃ ثم بعد ذلک وعدہ	ہے کہ اس قول دوم سے پہلے تیس رات کا پہلے
بعشر لکن وعدہ الاربعین لیلۃ جمیعاً وھو	وعدہ تیس رات کا دیا تھا۔ پھر دس رات کا
کقولہ ثلاثۃ ایام فالحج وسعیتم اذ رجتم	دوسرا وعدہ ہوا۔ بلکہ وہ وعدہ پہلے ہی ہو گئی
تلك عشر کاملۃ (تفسیر کیو جلد اول ص ۵۲)	چالیس رات کا تھا۔ اسکو تیس اور دس رات

کے وعدہ سے تعبیر کرنا ایسا ہے جیسا خدا تعالیٰ کے اس قول میں کہ تین تین روزے ایام حج میں روزہ رکھے۔ اور سات جب حج کر کے پہرے پہرے دس پورے پہرے پہرے تین کو پہرے کو بیان کیا گیا ہے۔

پہر امام رازی نے جلد چہارم تفسیر کے ۱۸۱۱ میں کہا ہے۔ کہ سورہ بقرہ میں چالیس رات کا

واعلم انه تعالى قال في سورة البقرة واذا وعدنا موسى اربعين ليلة وذكر تفصيل تلك الالتي فارقتل

وما الحكمة صهنا في ذكر الثلاثين ثم اتمام العشر وايضا قوله فتم ميقات ربه

ادبعين ليلة كلام عارضا الفائدة لان كل احد يعلم ان الثلاثين مع العشر يكون اربعين

قلنا اما الجواب عن السؤال الاول فهو من وجوه (الاول) انه تعالى امر موسى عليه السلام بصوم ثلاثين يوما وهو شهر ذی القعدة

فلما اتم الثلاثين انكحوا من فيك ثم المسك فاقصدت بالسواك فاصح

الله اليها علمت انكحوا من فيك ثم اطيب عندى من ریح المسك فاهر الله تعالى ان زيد عليها عشرة ايام من ذی الحجته لهذا السبب (والوجه الثاني) في

وجوه دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اون کو تیس دن روزہ رکھنے اور انہیں قربت الہی کے کام کرنے کا حکم دیا تھا ان میں دن کے بعد باقی دس دن میں تربیت طے کا وعدہ تھا اسی فایزہ کے لئے تیس اور دس کی تفصیل ہوئی۔ ان دو وجہوں کے بعد امام رازی نے یہ دو وجہیں اس

اسکا جواب کئی (چار) وجوہ سے دئے ہیں اور ان چالیس رات کی بیس اور دس رات کی تفصیل یہی ہے۔ اسکی حکمت و فائدہ کیا ہے؟

یہ کہ حضرت موسیٰ کو پینے ذیقعدہ کرتیں اور اس کا حکم پڑا تھا۔ جب انہوں نے تیس روزہ پورے کئے۔ تو اپنے مہینہ میں بری بولیاں مسواک کرنی

تسپر فرشتوں نے کہا کہ ہم کو آپ کی مشیت سے خوش خبر آئی تھی۔ آپ نے مسواک کر کے اسکو کیوں

دور کیا۔ اسپر خدا تعالیٰ نے حکم دیا کہ دس روزہ اور رکھیں۔

وجہ دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اون کو تیس دن روزہ رکھنے اور انہیں قربت الہی کے کام کرنے کا حکم دیا تھا ان میں دن کے بعد باقی دس دن میں تربیت طے کا وعدہ تھا اسی فایزہ کے لئے تیس اور دس کی تفصیل ہوئی۔ ان دو وجہوں کے بعد امام رازی نے یہ دو وجہیں اس

وجہ دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اون کو تیس دن روزہ رکھنے اور انہیں قربت الہی کے کام کرنے کا حکم دیا تھا ان میں دن کے بعد باقی دس دن میں تربیت طے کا وعدہ تھا اسی فایزہ کے لئے تیس اور دس کی تفصیل ہوئی۔ ان دو وجہوں کے بعد امام رازی نے یہ دو وجہیں اس

وجہ دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اون کو تیس دن روزہ رکھنے اور انہیں قربت الہی کے کام کرنے کا حکم دیا تھا ان میں دن کے بعد باقی دس دن میں تربیت طے کا وعدہ تھا اسی فایزہ کے لئے تیس اور دس کی تفصیل ہوئی۔ ان دو وجہوں کے بعد امام رازی نے یہ دو وجہیں اس

وجہ دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اون کو تیس دن روزہ رکھنے اور انہیں قربت الہی کے کام کرنے کا حکم دیا تھا ان میں دن کے بعد باقی دس دن میں تربیت طے کا وعدہ تھا اسی فایزہ کے لئے تیس اور دس کی تفصیل ہوئی۔ ان دو وجہوں کے بعد امام رازی نے یہ دو وجہیں اس

وجہ دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اون کو تیس دن روزہ رکھنے اور انہیں قربت الہی کے کام کرنے کا حکم دیا تھا ان میں دن کے بعد باقی دس دن میں تربیت طے کا وعدہ تھا اسی فایزہ کے لئے تیس اور دس کی تفصیل ہوئی۔ ان دو وجہوں کے بعد امام رازی نے یہ دو وجہیں اس

وجہ دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اون کو تیس دن روزہ رکھنے اور انہیں قربت الہی کے کام کرنے کا حکم دیا تھا ان میں دن کے بعد باقی دس دن میں تربیت طے کا وعدہ تھا اسی فایزہ کے لئے تیس اور دس کی تفصیل ہوئی۔ ان دو وجہوں کے بعد امام رازی نے یہ دو وجہیں اس

وجہ دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اون کو تیس دن روزہ رکھنے اور انہیں قربت الہی کے کام کرنے کا حکم دیا تھا ان میں دن کے بعد باقی دس دن میں تربیت طے کا وعدہ تھا اسی فایزہ کے لئے تیس اور دس کی تفصیل ہوئی۔ ان دو وجہوں کے بعد امام رازی نے یہ دو وجہیں اس

وجہ دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اون کو تیس دن روزہ رکھنے اور انہیں قربت الہی کے کام کرنے کا حکم دیا تھا ان میں دن کے بعد باقی دس دن میں تربیت طے کا وعدہ تھا اسی فایزہ کے لئے تیس اور دس کی تفصیل ہوئی۔ ان دو وجہوں کے بعد امام رازی نے یہ دو وجہیں اس

وجہ دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اون کو تیس دن روزہ رکھنے اور انہیں قربت الہی کے کام کرنے کا حکم دیا تھا ان میں دن کے بعد باقی دس دن میں تربیت طے کا وعدہ تھا اسی فایزہ کے لئے تیس اور دس کی تفصیل ہوئی۔ ان دو وجہوں کے بعد امام رازی نے یہ دو وجہیں اس

یاقوم  
لو پیر سنا

سارات کا

تہہ (۱۶)

ہات سو

یہ ہے

وجاہوں

س اور

پورے

کرنی

تہہ سے

کو کون

س روزہ

کو میں

کے کام

ارباقی

سی ظاہرہ

میں دو

میں اس

فائدة هذا التفصيل ان الله امر ان يصوم  
ثلاثين يوماً وان يفعل فيها ما يقرب  
الله تعالى من انزل التوراة في العشر  
البنواتي وكل الضمائم هذا هو الفائدة  
وتفصيل الاربعين الى الثلاثين والى  
العشرة (تفسیر کی بی جلد ۴ صفحہ ۲۱۱)

تفصیل کی اور بیان کی ہیں اور پھر اس سوال  
کا جواب دیا ہے۔ کہ اس تفصیل کے بعد چالیس  
رات کا ذکر پھر کریں کہ اس سے اس بیان کو خوف  
تقلیل سے چھوڑ دیا ہے۔

ان دو چوبیس کا (جو بیان ہو ہی ہیں)  
خلاصہ مطلب یہ کہ تیس دن کے روزہ کے حکم سے  
مقصود قربت و عبادت تھا۔ اور دس دن کے روزہ سے مقصود بوسے دہن پیدا کرنا جبکہ حضرت  
موسیٰ علیہ السلام نے سواک کر کے کہو دیا تھا۔ اور اگر حضرت سواک نہ کرتے اور اس بوسے دہن کو  
نہ کرتے تو تیس ہی روزہ پورے مگر انقضائے وقت و وعدہ چالیس روز کے بعد کتاب پاتے اور  
ہکلام ہوتے۔ اس مقصود کی نظر سے تیس دن کا روزہ اور تیس دن کا روزہ تم کا۔ اور تم کا۔ اس لئے  
ان دو دن کو جدا جدا بیان کیا۔ جیسے تیس کا یا عشاء کو اختلاف محل کے سبب جدا جدا بیان  
کیا گیا ہے۔

اپنی اس دلیل پر جو کا دیانی نے عاشقین میں بعض لوگ اس کا  
جواب دیا ہے۔ اور اس میں کہا ہے کہ وعدہ الہی سے جس کا تخلف جائز نہیں وہ امر ہے۔ جو  
خدا کے ارادہ قدیم میں وعدہ کے نام سے موسوم ہو چکا ہو۔ نہ وہ جس کو انسان نے وعدہ سمجھ لیا ہو  
یعنی اس کا خلاف ہو تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ اس سے کا دیانی نے یہ ظاہر کیا ہے کہ اس کے  
تذریک خدا تعالیٰ کے ہتھیار ہے اور ارادہ کچھ اور کرتا ہے۔ لہذا اس کا ظاہری قول اور وعدہ اپنے  
ظاہری معنی سے لائق وثوق و اعتماد نہیں ہے۔ جیتک کہ اسکے باطنی معنی اور ولی ارادہ پر اطلاق  
دیہو اس بیان والہامی میں کا دیانی نے خدا تعالیٰ و تقدس کو ان منافی دروغے انسانوں کی  
مانند قرار دیا ہے۔ جو کہتے تو میں کچھ اور دلیں کچھ اور کہتے ہیں۔ اور اس وجہ سے کیرنگ اور ظاہر  
باطن کے یکساں لوگ ان کی باتوں کا اعتبار نہیں کرتے۔ کیونکہ وہ ان کے ولی ارادہ پر مطلع نہیں

ہو سکتے۔ اور یہ نہیں سمجھ سکتے کہ جو بات شہد سے کہتے ہیں وہ ان کے دلی ارادہ کے موافق ہے۔  
 یا اس سے مخالف۔ اور اس وجہ سے وہ انکو منافق سمجھتے ہیں۔ اور انکی باتوں کا اعتبار نہیں کرتے۔ اور جبکہ  
 انسان کا ارادہ دلی دوسرے انسان کو معلوم نہیں ہو سکتا اور اس وجہ سے دلی ارادہ کے برخلاف  
 بات کہنے والوں کی باتوں پر یقین نہیں کیا جاتا۔ اور اسکو اظہار خلاف باطن کے سبب منافق وجہ اعتبار  
 سمجھا جاتا ہے۔ تو پھر اگر کادیانی کے نزدیک خدا کی باتیں ہی اسی قسم سے ہیں کہ ان کا ظاہر کچھ ہے اور باطن  
 موافق ارادہ قدیم کچھ اور تو اس سے صاف اور یقینی نتیجہ نکلتا ہے کہ کادیانی کے نزدیک خدا کی بات  
 اور وعدہ پر جبکہ ساتھ اس نے اپنے دلی ارادہ کا اظہار نہیں کیا تو قیاس و اعتبار نہیں ہے کیونکہ خدا تعالیٰ  
 کے ارادہ پر جب تک وہ ظاہر کرے کیسکا اطلاع ممکن نہیں ہو سکتا اور اس وجہ سے اسکے ہر ایک وعدہ میں جسکے  
 ساتھ دلی ارادہ کا اظہار نہ ہو یہ شبہ رہتا ہے کہ خدا جانے یہ وعدہ ارادہ قدیم الہیہ کے موافق ہے یا ارادہ  
 الہی اسکے مخالف ہو۔ اور یہ وعدہ صرف لفظی اور زبانی جمع خرچ ہے۔ اور یہ شبہ دین ایمان و عمل حسنات  
 و ترک سیئات کی بیخ و بنیاد اکھاڑ کر پھینک دینے والا ہے۔ جب انسان کو خدا کے وعدہ پر اعتماد  
 و توفیق نہ ہوگا۔ اور اس وعدہ کے ہر وعدہ خدا سے نیک عمل کے جزا کی امید اور عمل بد کی سزا کے خوف کا  
 اسکو یقین نہ ہوگا تو وہ خدا تعالیٰ پر ایمان کب لائے گا۔ اور تکلیف اور ہمارے عمل نیک کیوں کریگا اور دنیاوی  
 و دنیوی نعمت و نفع کو چھوڑ کر عمل بد سے کیوں بچے گا۔

واہ کادیانی صاحب! اپنے خدا تعالیٰ کے وعدہ اور اسکے ایفا کی حقیقت خوب بیان کی  
 جس سے دین ایمان کی نیچگی ہوتی ہے۔ کیا یہی دقائق و حقائق ہیں جنکی نظر سے آپ مجدد کہلا آہیں  
 اور دین اسلام کی تجدید و اصلاح کرنے آئے ہیں۔ اگر آپکے ایسے دقائق و حقائق مسلمان ہاں یمن کے  
 تو آپ اسلام و مسلمانوں کا کام کرینگے

گرہین مکتب مست و این ملا کار طغیان تمام خواهد کرد

مگر آپ خاطر جمع رہیں اور مطمئن رہیں مسلمان آپکے ایسے حقائق و دقائق کو کفر جانتے ہیں۔ اور چہ  
 طرح جان چکے ہیں کہ آپ ایسے حقائق کے بیان سے مسلمانوں کو اپنے جیسار ندیق بنا نا چاہتے ہیں۔

بنا

ج  
ا  
۲  
۳  
۴  
۵  
۶  
۷  
۸  
۹  
۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰

ہے۔ اور جبکہ  
 خلافت  
 وہ اپنے اختیار  
 پر جو اور  
 کسی بات  
 نہ خدا تعالیٰ  
 میں جسکے  
 یا ارادہ  
 حسنت  
 رحمت اور  
 رفت کا  
 جو بنا اور  
 ان کی  
 اور  
 کے  
 اور  
 میں

لہذا وہ آپ کے دام میں نہیں آتے۔ اور آپ کو ہم کہہ کر  
 خوب پہچانتے ہیں۔ جان جو احمق لوگ آپ کے دام پھنس گئے ہیں وہ ان دقائق کو بائیں گے مگر وہ پہلے ہی  
 اسلام سے خارج ہو چکے ہیں۔ ان کا ان دقائق کو مان لینا کوئی افسوس اور تعجب کا محل نہیں ہے۔  
 اس دلیری پر کادیانی کی اس بہاوری کو دیکھو کہ وہ اپنی ان کفریات میں اکابر صوفیوں  
 کو بھی شریک کرتا ہے اور یہ جتنا ہے کہ جو بائیں میں نے کہی ہیں یہی بائیں بعینہا شیخ عبدالحی دہلوی  
 و شاہ ولی اللہ دہلوی وغیرہ نے کہی ہیں۔

اے حضرات ناظرین! کادیانی اس دعویٰ میں ہوتا ہے جو کہہ ان حضرات نے  
 کہا ہے اسکا مطلب اور ہے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب کی کلام کا مطلب ص ۳۳ میں بیان ہو چکا  
 ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کادیانی ان حضرات کی اصل عبارات کو نقل نہیں کیا۔ وہ اس دعویٰ میں سچا  
 ہوتا تو بڑی طعنا سے انکی عبارات نقل کرتا۔ اور اس سے اپنی تائید نکالتا۔

اخیر میں جو کادیانی اپنے پہلے دعوے کی دلیل کشتی والی آیت کو بتایا ہے اسکا تفصیلی  
 جواب ہمارے پہلے اعتراض و سوال کے ضمن میں یاد ہو چکا ہے۔ لہذا اسکی تفصیل کی حاجت نہیں ہے۔  
 اس کا اجمال یہ ہو کہ کشتی والوں پر جو طوفان آیا تھا اور وہ تفرق اور توبہ سے ملایا جاتا تھا۔ وہ موجود نہ ہوتا  
 تھا۔ کسی آیت میں یہ نہیں آیا کہ اس طوفان سے پہلے اسکا وعدہ آجاتا تھا۔ کادیانی اس آیت کے اہلال  
 میں لوگوں کو دہرا دیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ پر اتر آیا ہے۔ یہ عام قطعی موعود خدا برن کے ٹل جانے کا  
 کادیانی کی طرف ثبوت اور اسکا جواب ہے۔ اب خاص حضرت یونس کی قوم سے قطعی موعود خدا بظہانی  
 پر کادیانی کا ثبوت دیکھو اور اسکا جواب ہے۔ حضرت یونس کی قوم کو خدا بکے قطعی ہو اور پھر  
 توبہ سے ٹل جانے کے ثبوت میں کادیانی نے کوئی آیت۔ کوئی حدیث کوئی قول صحابی کوئی  
 قول تابعی کوئی عبارت کسی تفسیر کی ایسی پیش نہیں کی جس میں یہ تصریح ہو کہ وہ خدا بکے طرف سے قطعی تھا  
 شرطی نہ تھا۔ اور پھر اسکی دلاوری اور شہادتی کو دیکھو کہ بہت سی تفسیروں کا حوالہ دیدیا اور  
 کسی صحابی کو تابعیوں کا نام لیکر انکے ذمہ لگادیا کہ وہ خدا بکے بلا شرط تھا اور وہ عبارتیں تفسیر کر تھیں کہ

انت

ان کا مطلب ہی یہی بتایا۔ کہ وہ عذاب قطعی تھا۔ اور دو چیزیں ہی جو صرف حضرت ابن عباس کے قول میں نقل کر کے اس کا مطلب ہی یہی بتایا۔ کہ وہ عذاب قطعی تھا۔ اخیر میں میل میں سے یونہی (یعنی یونس) نبی کی کتاب پر عبارت نقل کی۔ اور اس کا مطلب ہی یہی بتایا کہ عذاب کا وعدہ قطعی تھا۔ اس کا نام بیان میں جوڑا بولا ہے۔ اور جس قول کا حوالہ دیا۔ یا جو عبارت نقل کی اس میں انکو دہوکا دیا ہے۔ اس کے شکات سے ایک عبارت یا ایک قول یا ایک حدیث سے ہی ثابت نہیں ہوتا کہ وہ عذاب قطعی تھا۔ اور بشرط ایمان اس کا نقل جانا حضرت یونس کو نہ کہا گیا یا انہوں نے نہ سمجھا تھا۔ اب ناظرین اس کے ہر ایک تمکک بقول و عبارت کو سنیں۔ اور پھر ہمارے جوابات اور تشریحات کو دیکھیں۔ آئندہ وہ ان جوابات اور تشریحات کو پڑھ کر کاویانی کی جرات پر تعجب کریں گے اور بے ساختہ کاویانی کے حق میں کہیں گے۔ چہ دلا درست دزدے کہ بکف جرم حار و اولاً اپنی تین تفسیروں فتح البیان۔ ابن کثیر عالم کا صرف حوالہ (بلانقل عبارت) دیکر لکھا ہے کہ ان تفسیروں کو پڑھو۔ پھر کہا اور تفسیر کبیر ص ۱۵۵ سے (جلد کا حوالہ آپ پھول گئے۔ سچ ہی درد نگر راہ اقلہ نباشد ہم کہتے ہیں پر جلد ششم ہے) غرض سے پڑھو۔ نامعلوم ہو کہ ابتلا کی وجہ کیا تھی۔ یہی تو تھی کہ حضرت یونس قطعی طور پر عذاب کو سمجھتے تھے اگر کوئی شرط بجانب ہوتی تو یہ ابتلا کیوں آتا۔ چنانچہ صاحب تفسیر کبیر لکھتا ہے انہما لہ یومنا و وعدہم بالعذاب فلما کشف العذاب عنہم بعد ما توعدہم خیرہ معاضیاً۔ پھر اس کا ترجمہ کرتے مائیا آپ فرماتے ہیں۔ اور صاحب تفسیر کبیر نے جو پہلا قول نقل کیا ہے اس کے سمجھنے میں نادران شیخ نے (خاکسار کو فرماتے ہیں) دہوکا کہا یا۔ اور یہ نہیں سوچا کہ اس کے آگے ص ۱۵۵ میں وہ عبارت لکھی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ عذاب موت کی پیشگیوں بلا شرط کی تھی۔ پھر ثالثاً فرمایا۔ اور یہی آخری قول تفسیر ابن کثیر اور ابن سعوط اور حسن اور شیبی اور سعید بن جبیر اور دہبک ہے۔ یا اسپر ہی آپ کو کہہ سکا رہا کہ اس عبارت حوالہ ان ناموں سے تو کوئی نہ سمجھتا کہ وعدہ عذاب قطعی تھا۔ یہی سمجھا جائیگا کہ یہ قطعی ہونا ہے حضرت یونس کے ابتلا سے کالاب ہے اور ممکن ہے کہ



کے قول  
(یعنی یوں)

سناؤ رنگ  
سین

میں ہوتا

تھا۔

اور

کیرن

اردو

دیکر

سج

لی

تو

اب

کے

ت

یا۔

ت

یا۔

ت

یا۔

ابتلا کی وجہ کوئی ایسی اور پیدا ہو جاتی جس سے وعدہ عذاب شرطی ہی رہے اور حضرت یونسؑ کا ابتلا ہی صحیح ہو جائے چنانچہ اس آیت میں اسوجہ کا بیان ہو گا۔ تو پھر آپ نے اس آیت ثلاثین لیلۃ سے جانتے مارا۔ اور راجعاً یہ فرمایا۔ پھر ہم یہ کہتے ہیں کہ جس حالت میں وعدہ کی تاریخ طبعاً ناقص قرآنیہ تطبیعہ یقینہ سے ثابت ہو جیسا کہ آیت وواعدنا موسیٰ ثلاثین لیلۃ اسی شاہد مطلق ہے تو وعید کی تاریخیں جو نزول عذاب پر دال ہوتی ہیں جب کاٹنا اور رد بلا ہونا تو بے و استغفار۔ اور صدقات سے باتفاق جمیع انبیاء علیہم السلام ثابت ہو پس ان تاریخوں کا ٹانٹا بوجہ ادلی ثابت ہوا۔

پہرا پکو تفسیر کبیر کی ایک عبارت کا خیال آیا مثل مشہور ہے ڈوبنے کو شگے کا آسرا یا سہارا۔ تو آپ نے خامساً فرمایا۔ اور صاحب تفسیر کبیر اپنی تفسیر کے ص ۱۸۷ میں (بیان ہی ان حکم دروغ گور حافظہ نباشد دیاد ہشت اور حیرت کے مارے جلد کا حوالہ دینا ہر بول گئے۔ یہ بھی ہم بتاتے ہیں عبارت تفسیر کبیر کی جلد ہفتم میں ہے) لکھتے ہیں سان ذنب یعنی ذنب یونس کان لان اللہ تعا وعدہ انزال الہلالک لفقولہ الذین کذبوا فطن اند نازل لا محالۃ فلاجل ہذا الظن یصبر علی عایشہم فکار الواجب علیک ان یستر علی الذی علم بحوائجہ لایہلکم بالعذاب ۱۰ پھر اس عبارت کا ترجمہ کر کے آپ فرط جاہلیت کی حمیت و خوشی میں آکر ساؤ ساؤ فرماتے ہیں۔ اب بولوشیخ جی کیسی صفائی سے ثابت ہو گیا کہ یونسؑ ہی وعدہ ہلاک کو قطعی سمجھا تھا۔ اور یہی سکے ابتلا کا موجب ہوا۔ کہ تاریخ ٹل گئی۔ اور اگر اس پر کتفا نہ ہو تو دیکھو امام سیوطی کی تفسیر مشہور سورۃ انبیاء۔ قال خرج ابولسجاتم عن ابن عباس قال لکما دعا یونس علی قومہ اوحی اللہ الیک ان العذاب ۱۰ نصبحہم ۱۰ فلما داروا و اجازوا الی اللہ و بکی النساء الصبیان والوالدان و رعت الابل و فصلانہا و خارت البقر و عجلیہا۔ و نغت الغنم و سخالہا فرحمہم اللہ۔ و صرف ذلک العذاب عنہم و غضب یونس و قال لکذبت فھو قولہ اذ ذھب مغاضباً پھر اس حدیث کا ترجمہ کر کے اس ضمن میں

عندہ کہتا ہوں کہ یہ کلام ہی ہے جس کا ترجمہ میں نے کیا ہے

کی ایک اور حدیث اسی کتاب سے اسی صحابی ابن عباس سے نقل کرتے ہیں جو میں یہ بیان کیا  
 کہ حضرت یونس کو اون کے ایمان لے آنے اور اس سے عذاب ٹل جانے کی خبر ہوئی تو وہ بولا  
 کہ اب میں چھوٹا کھانڈا کر ان کی طرف نہ جاؤں گا  
 اسکے بعد آپ اسی جاہلیت کی حیثیت میں آکر ساکھا فرماتے ہیں۔ اب فرمائیے شیخ جی  
 ابھی تسلی ہوئی یا کچھ کسر ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر وہی قطعی عذاب کے نہ ہوتی۔ اور حضرت یونس کو خدا کی  
 طرف سے علم ہوتا کہ ایمان لانے سے عذاب ٹل جائیگا تو وہ کیوں کہتے کہ اب میں اس قوم کی طرف  
 نہیں جاؤں گا۔ کیونکہ میں ان کی نظر میں کذاب ٹھہر چکا ہوں۔ جبکہ وہ سن چکے تھے کہ تو نے  
 توبہ کی اور ایمان لے آئے پس اگر یہ شرط ہی انکے وحی میں داخل ہوتی تو انکو خوش ہونا چاہیے  
 ہوتا۔ کہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ نہ یہ کہ وطن چھوڑ کر ایک بہاری مصیبت میں اپنے عزیزوں کو لے  
 پہر اس حدیث کے آخری فقرہ کے حاشیہ میں اپنے یونس کی کتاب کی سی قدر عبارت نقل  
 کی اور شامی شامی فرمایا ہے۔ یونس کی کتاب میں بابت آیت ہمیں لکھا ہے۔ اور یونس شہر میں رہنے  
 بیٹوہ میں داخل ہوئے لنگا۔ اور ایک دن کی راہ جکے سادھی کی اور کہا۔ چالیس اور دن  
 ہونگے تب بیٹوہ بریا دیکھا جو کجا تب بیٹوہ کے باشندوں نے خدا پر اعتقاد کیا۔ اور روز کی  
 سادھی کی۔ اور بڑے چوڑے بڑے ٹکٹاٹاٹا ہونا۔ اور خدا نے انکے کاموں کو دیکھا کہ وہ اپنے جیسے  
 راہ سے باز آئے۔ تب خدا اس بدی سے کہ اسنے ہی تھی کہ میں ان سے کہ دن کا پچھتا کے باز آیا  
 اور اس مشورہ بدی کی۔ بابک پر یونس اس سے ناخوش ہوا۔ اور پٹ بڑیدہ ہو گیا۔ اور اس نے  
 خدا کے آگے دعا مانگی کہ اب اسے خدا! میں تیری منت کرتا ہوں کہ میری جان چھوٹے سے لے۔  
 کیونکہ میرا جینا مرنے سے بہتر ہے۔ اور اسکے بعد اسی جاہلیت کی حیثیت و خوشی میں آکر تا  
 فرمایا ہے۔ اب اسے شیخ جی ذرا اگلیں کہہ کر دیکھو کہ یونس نبی کی کتاب سے بھی قطعی طور پر ثابت  
 ہو گیا۔ کہ اس پیشگوئی میں کوئی شرط نہ تھی۔ اسی لئے تو یونس نے بخیرہ ہو کر دعا کی کہ اب میرا  
 مرنے سے بہتر ہے۔ پھر عاشر فرمایا ہے۔ شیخ جی اب تو ہر ایک پہلو سے قابو میں آگئے۔ آپ عام

جلد میں بنیام لاہور عہد کر چکے ہو کہ میرا سہا سہا کی قسم کہاؤں گا۔ کہ موت کا خراب نہیں ملتا۔ اب  
 قسم کہاؤں تا خدا چاہے کہ وہ اصل پہنم کہ سے ورنہ پہنم تبت بے ایمانی ہوگی کہ قسم کہاؤں کا عہد کر کے  
 پھر توڑ دیا جاوے۔ اور اگر اپنے قسم نہ کہنا کی تو یہی سمجھا جائیگا کہ صرف وہ نہ توڑو یہ کہے کے طمع نے آپ میں  
 یہ جوش پیدا کر دیا تھا۔ اور پھر قسم کہانے کی کوئی راہ نہ دیکھی تو یہی انداز ہی ہندوہ بوش تخیل پانگیا۔ اور سچا  
 اسکے اپنی بے وقوفی پر ایک مذمت باقی رہ گئی۔ مگر کیا توجیہ کہ پھر یہی قسم کہا لو۔ کیونکہ بے ایمان  
 آدمی پاک نوشتوں کی یہی کچھ پرواہ نہیں کہتا۔ اور دہریہ پن کی رنگ سے اپنے انجام کو  
 سوچ نہیں سکتا۔

پہر اس زمانہ کے بیچ کار فن اور اخلاق کا بہرہ ہوا آخری کلام ہے۔ جو اس خاکسار کے مقابلہ  
 میں فرمایا گیا ہے۔ اب ناظرین اسکے فقرہ فقرہ کی تشریح و جواب نہیں اور داد انصاف دیں۔  
 پس پہلے ایک اجمالی جواب اسکے جملہ تمسکات کا سنیں پھر فقرہ فقرہ کی تفصیل و تشریح سے۔

## اجمالی جواب

کاویانی نے اپنے جملہ تمسکات مذکورہ کا یہ مطلب سمجھا اور چٹایا ہے۔ کہ حضرت یونس  
 اہل نبیوی کی طرف رسول ہو کر گئے۔ اور اس قوم نے نہ مانا۔ تو خدا نے ان سے قطعی وعدہ عذاب کیا۔  
 حضرت یونس اُس قوم سے نکلے۔ اور عذاب کے منتظر ہے۔ پھر جب قوم کے ایمان لانے سے وہ عذاب  
 اٹھایا گیا تو حضرت یونس خدا تعالیٰ پر خفا ہو گئے۔ اور بولے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے قطعی عذاب دیکر تنگ  
 ایمان لانے سے عذاب کو اٹھایا۔ اس میں کہنے اپنے وعدہ کا خیال کیا اور مجھ سے جھوٹ بولا اور مجھ  
 قوم سے شرمندہ کرایا۔ اور جو ہونا کہلایا۔ اب میں کس موہند سے قوم کے پاس جاؤں اس سے تو میرا مر جا  
 بہتر ہے۔ اور اسی خیال سے وہ پہلے۔ یہاں تک کہ دریا میں کود کر بھلی کے پیٹ میں گئے۔ پھر وہاں اللہ  
 اَلَا اَنْتَ سُبْحٰنَا اَنْتَ اَكْبَرُ مِنْ الظُّلُمٰتِ لَمَّا كَانَتْ اَشْرٰكًا لَمَّا كَانَتْ اَشْرٰكًا لَمَّا كَانَتْ اَشْرٰكًا لَمَّا كَانَتْ اَشْرٰكًا  
 تو اس سجات بائی۔ اور اگر خدا تعالیٰ نے ان کو پہلے سے خبر دینا کہ یہ عذاب شرعی ہے۔ تو ایمان نہ لائیں گی

تب نازل ہوگا۔ ورنہ اٹھایا جائیگا تو وہ کیوں اس ابتلا میں پڑتے۔ کیوں خدا سے خفا ہوتے؟ کیوں پہلے گتے۔؟ کیوں پھیلی کے پیٹ میں جلتے؟ بلکہ وہ قوم کے ایمان لانے اور اس وجہ سے عذاب اور ٹھائے جانے سے خوش ہوتے۔ اور کہتے کہ میرا مشن اور سخن پورا ہوا۔ مشن دینے جس کام کے لئے میں بیغیر اور پیغمبر بنا کر بھیجا گیا تھا وہ کام (یوں پورا ہوا کہ لوگ ایمان لائے۔ اور سخن یوں پورا ہوا کہ عذاب جو بشر پر عدم ایمان تھا ایمان لانے سے اٹھایا گیا۔ لوگ بھی بچ گئے۔ میں بھی اس شرط کو ملوث نہ سچا نکلا۔ خدا مجھے اور قوم سے راضی ہوا۔ ہم خدا سے راضی ہوئے۔“

سوائے حضرات ناظرین باتمکین۔ اگر کا دیانی کے متمسکات جن سے کا دیانی نے یہہ مطلب نکالا ہے بلانہ اجمت و بلا معارضہ صحیحہ اور ثابت ہوں۔ اور ان کا مطلب ہی یہی ہوتا جو کا دیانی نے سمجھا پورا اور واقعی حضرت یونس پر جو ابتلا آیا ہے وہ اسی سبب آیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان سے قطعی عذاب کر کے اسکا خلاص کیا۔ تو وہ خدا تعالیٰ سے خفا ہو گئے۔ اور پھیلی کے پیٹ میں گئے۔ تو اس صورت میں بے شک و بلا ریب کا دیانی سچا۔ سچا۔ سچا۔ اور اسکے مخالف جھوٹے۔ جھوٹے۔ جھوٹے۔ اور اگر کہنے خدا کی توفیق اور توفیق اسکے برخلاف اول۔ یہ بات ثابت کر دی کہ کا دیانی کے متمسکات بلا معارضہ صحیح نہیں ہیں بلکہ ان کے معارضہ و متقابلہ میں انہی کتابوں میں جن سے کا دیانی نے اپنے متمسکات نکالے پیش کیے ہیں یہہ امر ثابت ہوتا ہے کہ حضرت یونس کا عقدہ سے نکل جانا۔ اور پھیلی کے پیٹ میں تضرع و دعا کرنا پہلے واقعہ ہو چکا تھا۔ اور اہل نبیوں کی طرف سے رسول نمبر جانا۔ اور اس قوم کا ایمان لانے کے سبب عذاب سوچ جانا اسکے بعد ہوا ہے۔ اور ثنائیہ بات ثابت کر دی کہ جن روایات سے کا دیانی نے تمسک کیا ہے ان روایات سے پہلی روایت اسکے ناقابل اعتبار ہونے کے یہہ مطلب ثابت نہیں ہوتا جو کا دیانی نے سمجھا ہے۔ بلکہ انہی کتابوں کی دوسری عبارات و نقول کی شہادت سے ان روایات سے پہلی اسکے برخلاف یہہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ نہ حضرت یونس سے خدا تعالیٰ نے وعدہ عذاب قطعی کیا۔ اور نہ حضرت یونس نے اس وعدہ کو قطعی سمجھا اور نہ اس عذاب کا اٹھانے جانے سے انکو خدا تعالیٰ پر عقدہ آیا۔ اور نہ اس عقدہ کے سبب ان پر عتاب ہوا۔

پہلیوں  
عذاب  
کام کے لئے  
پورا ہوا کہ  
شرط کو ملوث

نی نے یہ  
سایہ ہو  
تعالے نے  
کے پیٹ  
خالص  
(۱)  
اولا

مہر و مقابلہ  
ہوتا ہے کہ  
در اہل بیو  
رہے۔

سے ہوتی ہے  
تباہوں کی  
ہے کہ  
نظمی سبھا  
حساب ہوا

اور اس جرم کا انہوں نے آیت مذکورہ بالا میں اعتراف کر کے اس سے توبہ کی بلکہ جو کچھ ہوا وہ آدھی امر تھا۔ تو پھر آج صاحبان! اسے ناظرین یقین کریں! اور داد انصاف دیکر صاف کہیں کہ ادیانی کے برابر دنیا میں کوئی چھوٹا اور کوئی دھوکا دینے والا اور اپنے دام افتادہ احمقوں کی آنکھ میں خاک دھول ڈال کر دن کو رات بنا کر لاکھوں دوسرا نہیں۔ اور اس سے جو سختی مسلمانوں کی طرف سے ہو رہی ہے وہ اسی کے لائق ہے ناظرین توجہ کریں گے تو اس امر کا ایسا یقین کریں گے جیسا ایک اور نیاک دوسری کا یقین کرتے ہیں۔ اور وہ دادرور دینگے۔ انشا اللہ تعالیٰ +

### پہلی بات کا ثبوت

قرآن مجید میں اس مضمون نص کی صورت موجود ہے کہ حضرت یونس کا غصہ کر کے نکل جانا اور پھیلنے کے پیٹ میں مبتلا ہونا اور پھر نجات کرنا پہلے ہوا ہے۔ اور رسول ہو کر جانا اسکے بعد ایسا ہی بیل کی کتاب یونس میں جبکہ ادیانی پاک نوشتہ کہتا ہے۔ اور اس سے انکار کرنے کو دوسریوں کی رگ بتانا ہے بیان ہوا ہے۔

قرآن کی سورہ انبیاء میں ہے۔ اور جب یونس (قوم سے) غصہ ہو کر چلے گئے اور انہوں نے یہ خیال کیا کہ اس چلے جانے کے سبب ہم اپنے تنگی اور غمگی کا حکم نکریں گے۔ پھر انہوں نے اندھیروں میں (ریا اور پھیلی کے پیٹ کے) پکارا کہ اے

وذا النون اذ ذهب مغاضبا فظن ان لن نقدر عليه فنادى فى الظلمات ان لا اله الا انت سبحانك ان كنت من الظالمين  
فاستجبنا له وبعثناه من الغم وكن ذلك  
نبي المومنين (انبیاء ۶۶)

خداوند تبارک و تعالیٰ سے سو کوئی معبود نہیں۔ میں (اس) پہانگے اور قوم پر غصہ کرنے کی سبب) ظالم ہوں۔ تو ہم نے ان کی دعا قبول کی۔ اور اس غم سے انکو نجات دی ہم ایسی ہی مومنوں کو نجات دیتے

ہیں۔ اور سورہ صافات میں ہے۔ اور جب یونس پہری پہری کشتی کی طرف بہا کے پیر تو بے ڈالا۔ تو مغلوب ہوئے۔ پھر ان کو پھیلی نے نکل لیا جبکہ وہ اپنے تئیں ملامت کر رہا ہے تھے وہ اس میں تیسرے نہ تھے

وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ إِذْ أَبَىٰ أَن يَكُونَ  
 مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَوَسَّاهُم فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ  
 فَالْقَوْمَ الْأَعْمَىٰ لَهُمْ فُلٌ مِّنْ أَلْفٍ مِّنْ آلِهَٰةٍ  
 إِن يَأْتِيهِمْ فِي الْبُحْرِ مَوْجٌ مِّنْ حَيْثُ يَدْعُونَ  
 فَتَنبَذُوهُ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ سَقِيمٌ وَأَبْنَيْنَا  
 عَلَيْكَ فَجَعَلْنَا مِزَانًا قَدِيرًا وَأَكْرَسْنَا إِلَىٰ  
 صِاحِقِ الْأُفُقِ لِأَرْسَالِنَا وَنُنَادِيكُنَا (وَالصَّفَاتِ)

تو قیامت کے دن نکساؤ میں رہتے۔ پھر ہم نے  
 ان کو میدان میں ڈالا۔ ایسی حالت میں کہ  
 وہ پھلی کے پیٹ میں رکھ کر ضعیف (یا بیمار) ہو گئی  
 تھے۔ اور ان پر کد کا درخت اڑ گیا اور ایک لاکھ  
 بلکہ (دیکھنے والے کی نظر و شمار میں) ایک لاکھ  
 سے بھی زیادہ آدمی کھٹیف رسول کریم کے بچا۔  
 پس وہ ایمان لائے۔ تو ہم نے ان کو ایک وقت

نکساری سے نفع پہنچایا۔ یہ آیات بعض قطعی ہیں۔ کہ حضرت یونس کا غصہ کرنا اور پھلی کے پیٹ میں  
 جانا پہلے ہی اور رسول ہو کر قوم کی طرف جانا ہیچے۔

تفسیر کبیر میں جس سے کاروباری کی پہلی عبارت تمسک منقول ہے کہا ہے کہ مفسرین کا اہم  
 اختلاف ہے۔ کہ یہ تفسیر حضرت یونس کے پھلی کے پیٹ میں جانے کا اہل نبوی کے پاس رسول ہو کر جانا

اختلافی وقوعہ علیہ السلام فی بلخ  
 السمکۃ کا قبیل اشتغال باء رسالت  
 اللہ تعالیٰ اودیعہ (اما القول الاول) فقہا  
 ابن عباس رضی اللہ عنہما کان یونس علیہ  
 السلام وقومہ لیسکنون فلسطین فخرام  
 ملک وسی منہم لتعتاسباط ونصفاوقی  
 سبطان ونصفاوحی اللہ تعالیٰ لہ  
 نوحیہ النبوی علیہ السلام ان اذہب الی  
 حزقیال ملک وتعلد حق یوجہ نبیا فویا  
 امینا فانی التی فی قلوب اولئک از رسول

سے پہلے ہوا یا اسکے بعد اس میں پہلا قول ہے  
 جو حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے کہ یونس اور  
 اسکی قوم فلسطین میں رہتے۔ جنہر ایک بادشاہ  
 نے چڑھائی کی تو ان میں سے نوحیہ سالم اور ایک  
 کے نصف کو قیدی بنا لیا۔ صرف دو قبیلے اور ایک  
 کا نصف باقی رہ گئے۔ تو خدا تعالیٰ نے حضرت  
 شعیب نبی کو حکم دیا کہ تو حزقیال بادشاہ کے پاس جا کر  
 کہہ کہ وہ کسی امانت دار اور قوی نبی کو اس ظالم  
 بادشاہ کے پاس بھیجے اور ان لوگوں کو اس سے  
 چھوڑا اور سے حزقیال نے حضرت شعیب کو کہا کہ

یونس  
 صحیفہ  
 وکان  
 یونس  
 بیونس  
 اصول  
 لک ق  
 فالحق  
 فانی  
 فوکیب  
 وکادو  
 چل جا  
 اس اجلا  
 اسی اول  
 کے پیٹ  
 ہوئے ا  
 تیا نبیہ  
 نقل ہو جا  
 کے پیٹ  
 سورہ صا  
 فعلی هذا  
 بعد ما

صید بنی اسرائیل فقال لہ الملائک فتیری  
 وكان فی مملکتہ خمسۃ من الانبیاء فقال  
 یونس بن متی فانفقوا ین فی غار الملائک  
 بیونس امرہ ان یخرج فقال یونس هل  
 امرک اللہ بالخروجی قال لا قال فہل ما  
 لک قال لا قال فہوذا انبیاء غیرک  
 فاحو علیہ فخرج مغاضبا للملک ولقوا  
 قاتی بحرا لوم فوجد قومنا فیہوا سفینۃ  
 فوکب معہم فلما تلجیت السفینۃ تکفات ظم  
 ذکاد وان یخرجوا فقال الملاحون ہہنا  
 رجل خاص ۛ (تفسیر کبیر ص ۷۷ ج ۱)

آپ کو مناسب سمجھتے ہیں انہوں نے کہا کہ  
 میں یونس بنی کو مناسب سمجھتا ہوں۔ اور اس  
 وقت اس سلطنت میں پانچ بنی موجود تھے خرقیا  
 نے حضرت یونس کو بلایا اور حکم دیا کہ وہ اس ظالم  
 کی طرف جائیں۔ حضرت یونس بولے کہ کیا خدا  
 تعالیٰ نے مجھے جانشینا حکم دیا ہے۔ اور میرا نام  
 کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ نہیں تیرے حضرت یونس  
 نے فرمایا کہ کیا یہاں سے سوائے اور کوئی  
 نہیں ہے۔ مگر بادشاہ نے انہی کے جانے پر ہراس  
 کیا۔ تو اس سے حضرت یونس بادشاہ خرقیا اور قوم  
 ہو کر چلے گئے۔ اور کشتی پر سوار ہوئے۔ اور

اس ہتلا میں پڑے۔ (پہر اسکو تفصیل ذکر کیا جیسا کہ مشہور اور جہاں تفسیر میں مذکور ہے۔  
 اسی واسطے ہم نے اس تفصیل کو چھوڑ دیا۔ اور پہر جب خدا تعالیٰ نے انہیں کرم کیا۔ اور آپ بھلی  
 کے پریش سے نکلے تو اس ظالم بادشاہ کی طرف گئے۔ اور اس سے قیدی چھوڑ دینے کے خواست نگار  
 ہوئے اس نے نہ مانا تو خدا تعالیٰ نے حضرت یونس کی طرف اس امر کی وحی کی کہ اگر وہ ایمان لائیں گے  
 تب انہیں عذاب نازل ہوگا۔ پہر اس عذاب کے نزول کی وہ کیفیت جو ۵۸ رسالہ میں تفسیر کبیر سے  
 نقل ہو چکی ہے۔ بیان کر کے کہہ رہے کہ بنا براس قول ابن عباس کے حضرت یونس کی رسالت عملی  
 کے پریش سے نکلنے کے بعد نبوی اور اس قول ابن عباس کی دلیل وہ قول خداوندی ہے جو  
 سورہ صافات میں فرمایا ہے۔ کہ پہر ہم نے یونس کو (دیا سے) میدان پر ڈالا۔ اور انہیں کرم کا درخت  
 فعلی ہذا القول کانت رسالت یونس علیہ السلام  
 بعد ما بنذرت الحوت ودلیل ہذا القول  
 والی کے نزدیک) ایک لاکھ سے بھی زیادہ

پہر  
 تین کہ  
 اس ہو گوی  
 ایک لاکھ  
 ایک لاکھ  
 کے سوا  
 ایک وقت  
 بیٹ میں  
 ان کا امین  
 ان کے چاہنے  
 قول انہی  
 یونس اور  
 یہ بادشاہ  
 سالم اور ایک  
 بیٹ اور ایک  
 حضرت  
 کے پاس  
 اور اس ظالم  
 اور اس سے  
 یہ کہہ گا

<p>آرمیون کی طرف رسول کر کے بھیجا۔ اس قول میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت یونس کے نبیوی کی طرف جانیکو کہا گیا تھا۔ اس میں ان سے جلدی چاہی گئی۔ تو وہ غصہ ہو کر کشتی کی طرف بھاگا تو اسی پر یہ ابتلا آیا۔</p>	<p>قوله تعالى في سورة الصافات فليدنه بالعراء وهو سقيم وانبئنا عليك نتيجته صيرت يقطين وادرسنا الى مائة الف او يزيدون وفي هذا القول رواية اخرى هي ان جبرائيل عليه السلام قال ليونس عليه السلام اطلق الى اهل نينوى انذهم از العذاب فقد حضروهم فقال ليونس عليه السلام ارجع اليهم فقال الامرا عجل من ذلك فغضبوا فاطلقوا الى السفينة وبقى الحكايت كما صرت الى ان التقم الحوت فانطلق الى ارض نينوى فالتقاء هناك (تفسير كبير ص ۱۲۹ جلد ۶)</p>
--	---

آیت سورہ صافات سے سوید بتایا ہے۔

اس بیان سے ثابت ہو کہ قرآن کی صحیح لغو میں سے جنکے اقوال مفسرین ہی صدق و مویدین صاف ثابت ہو کہ حضرت یونس کا غصہ کرنا اور ابتلا میں پڑنا پہلے ہوا۔ اور اہل نینوی سے خدا یا بجا ہوا۔

اب بیبل کی شہادت سٹوہیل میں یونہ (یعنی یونس) نبی کی کتاب میں صاف پایا جاتا ہے کہ حضرت یونس پر چھلی کے پیٹ میں جانیکا ابتلا پہنچا ہوا۔ اور اہل نینوی کی طرف ان کا جانا بھیجے ہوا اس کتاب کے پہلے باب میں کہا ہے۔ اور خداوند کا کلام یونہ بن متی کو پہنچا اور اس نے کہا کہ (۲) اٹھ اس بڑے شہر نینوہ کو جا۔ اور اسکے برخلاف منادی کہہ کر کہو کہ ان کی شرارت میرے سامنے اور آئی۔ (۳) لیکن یونہ خدا کے حضور سے ترس میں کو بہا گئے لئے اٹھا۔ اور وہ یا تا بن اتر گیا۔ اور روزان ایک جہاز کو جو ترس میں کو جانے پر تھا۔ پایا تب اسکا



گواہ دیکر اسپر چڑھانا کہ خدا کے حضور سے تریس کو اون کے ساتھ جائے۔ (۴) لیکن خداوند  
 سند پر ایک بڑی لاندھی پہنچی۔ اور سندر کے درمیان طوفان سے شدت کی ایسی کہ گمان ہوتا  
 کہ جہاز تباہ ہو جائے۔ پھر آیت سے وہ ایک حضرت یونس کا مچھلی کے پیٹ میں جانے اور آخر  
 تو بکر نیک حال بیان کر کے کہا ہے۔ (۱۰) اور خداوند نے مچھلی کو کہا کہ اور اسے یونہی خوشگلی پر  
 اگلے ریا۔ پھر بائبل میں حضرت یونس کا اہل غنیوے کے پاس رسول ہو کر جانا بیان کیا۔ اور کہا کہ  
 خداوند کا کلام دوسری بار یونہی کو پہنچا۔ اور اس نے کہا کہ اٹھا اس بڑے شہر نینوہ کو جا۔ اور وہاں  
 اسکی منادی کر کہ پھر حضرت یونس کا اہل غنیوے کے پاس جانا۔ اور منادی کرنا۔ اور غنیوے کے ہر  
 ہوشیگر تہہ چرنا۔ اور پھر اون کے ایمان لانے سے انکا بچ جانا بیان کر کے بائبل میں کہا ہے پھر  
 یونہی سے نہایت ناخوش ہوا۔ اور پٹ بچیدہ ہوا۔ اور اس نے خدا سے دعا مانگی۔ اور کہا کہ اے  
 خداوند! میں تجھ کو عرض کرتا ہوں۔ کیا یہ میرا مقولہ نہ تھا جس وقت میں ہنر لے بیٹے وطن میں تھا۔  
 اسے میں آگے ترسیس کو بہا گا۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ تو کریم اور رحیم خدا ہے۔ جو غصہ کر نہیں دیتا  
 اور نہایت مہربان ہے اور پتہ کے پکڑی سے باز رکھتا ہے۔ (۱۳) اب اسے خداوند نے تیری  
 منت کرتا ہوں کہ میری جان بچے۔ کیونکہ میرا مرنایا ہے۔ جس سے بہتر ہے۔ (۱۴) تب  
 خدا نے فرمایا تو شرت سے بچیدہ ہوتا ہے۔ (۱۵) اور یونہی شہر سے باہر جا کے شہر کی پورب طرف بیٹھا۔  
 اور وہاں اپنے سے ایک چہر بنایا۔ اور اسکے نیچے چنانچہ بیٹھ رہا۔ کہ دیکھے اس شہر کا کیا حال ہے  
 وہ تب خداوند نے ریڈی کا درخت اگایا۔ اور اسے یونہی کے اوپر دوڑایا تاکہ وہ اسکے سر پر سایہ کرے۔  
 اور اسے تکلیف سے چھڑا دے۔ اور یونہی اس ریڈی کے پٹر کے سبب نہایت خوش ہوا۔ (۱۶) دو  
 دن صبح کے وقت خدا نے ایک کیڑے کو تیار کیا۔ اور اسے اس ریڈی کے درخت کو کھا گیا۔ ایسا کہ  
 وہ سو کہ گیا۔ اور جب آفتاب چڑھا۔ تب ایسا ہوا کہ خدا نے پورب کی طرف سے لوچالی۔ اور آفتاب کی  
 گرمی سے یونہی کے سر میں اثر کیا۔ وہ غش میں آگیا۔ اور اپنی جان کے لئے موت چاہی۔ اور کہا اس کے  
 جینے سے میرا مرنایا ہے۔ (۱۷) اور خداوند نے یونہی کو کہا کہ تو اس ریڈی کے درخت کے سبب

بن قول  
 یونس  
 ان سے  
 طرف ہوا  
 حضرت  
 کی طرف  
 وہ قول ہے  
 کیا ہو  
 ان کے  
 تار کو  
 سو پین  
 اب ٹیجا  
 میں صا  
 ان کا  
 ہستی کو  
 ان کی  
 لئے  
 ہوا

سے رنجیدہ ہے۔ اسے کہا کہ ان میں یہاں تک رنجیدہ ہوں کہ مرنا چاہتا ہوں۔ ۱۰۔ تب خداوند نے فرمایا کہ تجھے اس ریڑھی کے رخسار پر رحم آیا جسکے لئے تو نے نہ محنت کی۔ اور نہ تو نے اسے آگاہ کیا کہ یہی راتیں انکا۔ اور ایک ہی رات میں سو کہہ گیا۔ ۱۱۔ اور کیا مجھے لازم نہ تھا کہ میں اتنے بڑے شہر نینوہ پر چھین ایک لاکھ برس ہزار آدمیوں سے زیادہ ہوں۔ جو اپنے وہنے بائیں ہاتھ میں اپنی زینیں کر سکتے۔ اور پوشی ہی بہت میں شفقت کر دوں۔“

اس کتاب سے بھی صاف ثابت ہوا کہ ابتلا حضرت یونس کا پہلے ہوا۔ اور انکی قوم سے عذاب کا رفع ہونا اسکے بعد ہوا۔ ان پر حضرت یونس کا رنجیدہ ہونا۔ اس میں بیان ہوا ہے۔ مگر اس رنجیدگی پر حضرت یونس کا وہ ابتلا و عتاب جسکا کاروباری کو دعویٰ ہے بیان نہیں ہوا۔ اور اس رنجیدگی جو کاروباری نے وعدہ خدا کا قطعی ہونا نکالا ہے۔ اسکا البظاہر دوسری بات کے ثبوت میں عنقریب آیرگا۔ یہ مقام اسکا محل نہیں ہے۔ بلکہ آیات قرآن اور اسکے موافق اقوال معسرین اور پہلے سے پہلے صاف ثابت ہے کہ وادہ ابتلا یونس پہلے ہوا۔ اور حضرت یونس کا اہل نبیوی کی طرت رسول ہو کر جانا اور ان کو عذاب کی خبر دینا اور پھر اس عذاب کا رفع ہو جانا سچے ہوا۔ اس بیان سے ہماری پہلی بات ثابت ہوئی۔ اور یہ بات معلوم ہو گئی کہ وہ روایات جن سے کاروباری نے مستح کیا ہے بلامعارضہ صحیح نہیں۔ بلکہ ان کے مقابلہ و معارضہ میں آیات قرآن و قبیل واقوال معسرین ایسے موجود ہیں جن سے وہ روایات غلط اور ناقابل اعتبار ثابت ہوتی ہیں۔ اور کم سے کم یہ کہ وہ مشکوک و مرجوح ہیں۔ اور ان کے مخالف روایات راجح۔ کاروباری نے ان معارضات کی نقل و بیان کو ترک کر کے تفسیر کبیر سے صرف اپنے مطلب کی ایک روایت نقل کرنے اور باقی کتابوں کا حوالہ دیکر مسلمانوں کو یہ بتایا ہے کہ ان کتابوں میں بلا اختلاف ہی بیان ہوا ہے۔ کہ حضرت یونس کو خدا کی طرف سے ہلاکت اہل نبیوی کا قطعی وعدہ ملنے اور پھر اس وعدہ کے پل جانے کے بعد۔ اور اسی سبب سے حضرت یونس کے خدا پر وفا ہو جانے پر حضرت یونس پہلی کے پیٹ میں مبتلا کئے گئے۔ اور ان کتابوں میں اسکا خلاف مذکور نہیں

بہت  
میں  
اور  
نمبر  
اور  
تاز  
ان  
اور  
اور  
قبول

ہوا اور کتاب یونز کے پہلے اور دوسرے باب کا بیان۔ (جس سے حضرت یونس کا وعدہ خدا سے پہلے بتلا ہونا ثابت ہوتا ہے) ترک کر کے صرف تیسری اور چوتھے باب کی چند آیات کو (جنہیں حضرت یونس کا بچیدہ ہونا بیان ہوا ہے) نقل کر کے یہ بتایا ہے کہ یہ بچیدگی ہوئی۔ تو حضرت یونس پر وہ بلا آئی۔ اور ان دونوں قسم کی کتابوں (تفاسیر و تہذیب) کی نقل و حوالہ میں چھوڑنے سے کام لیا ہے۔ اور لوگوں کو دہوکا دیا۔ اب دارالضمان ناظرین کے ہاتھ میں ہے۔

## دوسری بات کا ثبوت

روایات متسلک کا دیانی جیسی کسی میں انکا مطلب وہ نہیں جو کا دیانی سے سمجھا ہے۔ بلکہ انکا مطلب بہت بڑا ہے اور روایات اپنی کتابوں کی جن سے وہ روایات کا دیانی نقل کی ہیں (یہ ہے کہ حضرت یونس نے اہل منیوی یا قوم اس ظالم بادشاہ کو دعوت ایمان کی تو انہوں نے نہ مانا۔ پس حضرت یونس نے انکو ایمان نہ لانے پر عذاب نازل ہوئی خبر دی۔ انہوں نے جواب میں یہ کہا کہ ہم عذاب کے آثار و سبب دیکھیں گے تب ایمان لائیں گے۔ اسی سے ایمان نہیں لائے تو حضرت یونس علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی سنت قدیمہ کی نظر سے کہ عذاب آجلیکے بعد کسی قوم کا ایمان قبول نہیں ہوا۔ اور وہ عذاب اٹھایا نہیں گیا۔ انکے اس عذر و جواب کو قبول و پسند نہ کیا۔ اور ان کے اس عذر و قبول سے اور خدا تعالیٰ کی سنت قدیمہ کے حکم سے (نہ خدا تعالیٰ کی خاص اس قوم کی نسبت قطعی عذاب کی خبر دینے سے) یہ گمان کیا اور سمجھ لیا۔ کہ اس پر عذاب ضرور نازل ہوگا۔ اور اسی خیال و گمان سے وہ اس قوم پر انکے اس عذر و جواب کے سبب غصا ہو کر اور ان کی دعوت چھوڑ کر چلے گئے۔ پھر جب انہوں نے دیکھا کہ عذاب آیا۔ اور پھر وہ ان کی توبہ اور استغفار و ایمان لانے کے سبب اٹھایا گیا۔ اور خدا تعالیٰ نے اپنی اس سنت قدیمہ میں استغنا کو حقی فرمایا ہے۔ اور قوم یونس کو اور قومن میں مستثنیٰ کر کے ان کا ایمان بعد رحمت عذاب قبول کر لیا ہے۔ تو اس سے انکو قوم پر (نہ خدا تعالیٰ پر) ہلال پیدا ہوا۔ کہ کیرن پہلے سے وہ

۱۶۸  
۱۶۹  
۱۷۰  
۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰

ایمان نہ لائے۔ اور نیز جو خیال و مقال کے غلط ہونے کی وجہ سے ہوئی۔ اور یہ خیال کیا کہ جبریت میں ان کو کفر پر کھاتا کہ انار عذاب دیکھنے کے بعد کسی کا ایمان قبول نہیں ہوتا۔ لہذا ان پر ضرور عذاب آئے گا۔ اسکا (مذخراۃ کے دوسرے کا) خلاف ظاہر میں آیا ہے۔ اب میں اس قوم کی نظر میں جبریت قرار پائی ہون۔ وہ سب کفر میں گئے کہ تم تو کہتے تھے کہ شاہدہ عذاب کے ایمان قبول نہیں ہوا کرتا اور تم پر عذاب ضرور آئے گا۔ لو اب اسکا خلاف ہوا۔ اور ہمارا ایمان بعد شاہدہ عذاب قبول کیا گیا۔ اور تمہارا کہنا چھوٹ نکلا۔ لہذا اب میں اس قوم کی طرف ہرگز ہٹا ہٹا کر نہ جاؤں گا۔

کا دیانی نے جو ان روایات سے اس مطلب کے (جو پیچھے بیان کیا ہے) برخلاف غلط بیان کیا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہو کہ کا دیانی ان روایات اور میل کے پانچ الفاظ یا فقرات کا مطلب غلط سمجھا ہے۔ یا صحیح مطلب سمجھ کر ذریعہ دستہ اس سے انماض کیا۔ اور لوگوں کو دہوکا دینے کے لئے غلط مطلب بتایا ہے۔ وہ پانچ الفاظ و فقرات یہ ہیں۔ اول لفظ معاضب یا غضب (جو تفسیر کبیر اور تفسیر مشرک کی پہلی روایت میں ہیں) جبکہ پہلے کشف یا صحر العذاب کے فقرات ہیں۔ اور ان کے معنی کا دیانی یہ سمجھا ہے کہ عذاب کہا یا پیر گیا ہو۔ تو اس کو دیکھ کر حضرت یونس خدا تعالیٰ پر زخما ہو کر نکل گئے۔

دوسرا لفظ لا محالہ فقہ و فطر اند نازل لا محالہ میں جو تفسیر کبیر کی دوسری عبارت میں ہے۔ اور اسکے معنی کا دیانی یہ سمجھا ہے کہ خدا کے قطعی وعدہ اور اسکی کلام سے حضرت یونس نے یہ سمجھ لیا۔ اور ظن کیا تھا۔ کہ عذاب ضرور واقع ہو گا۔ اور یہ وعدہ عذاب موت کا قطعی ہے۔ تیسرا اور چوتھا لفظ کن بت و کن اباجور مشرک کی دونوں عبارتوں کے ان فقرات میں ہے۔ صرف ذلك العذاب و غضب یونس و قال کان بت فہو قولہ اذ ذهب متعاضبا و قال یونس عند ذلك لا ارجع الیہم کن اباجور کے معنی کا دیانی یہ سمجھا ہے کہ عذاب پیر گیا تو حضرت یونس نے خدا پر غضب ہو کر کہا کہ خدا کے قطعی وعدہ دیکر اپنے اس وعدہ خلاف کیا۔ اس میں خدا تعالیٰ نے خود چھوٹا لیا۔ اور مجھے قوم سے ہڑتا اور شرمندہ کرایا۔ لہذا اب میں اس قوم میں نہ جاؤں گا۔

لفظ  
وا  
ب  
س  
ع

کیا کہ جبریا  
 فرور عذاب  
 لفظ میں جبریا  
 میں ہوا کرتا  
 کہ گیا۔ اور  
 لفظ میں  
 غلب غلب  
 یعنی کہ  
 غائب  
 یا ص  
 یا ہو۔ تو  
 عبارت  
 نیایش  
 عزت میں  
 باوقال  
 یونس نے  
 خود ہوت

یا پھر ان لفظ بخیہ ہونے یا پھیلنے کا جو پہلے کے اس فقرہ میں ہے خدا اس میں سے  
 سے کہ اس سے کہی تھی کہ میں کروں گا۔ پھیلنے کے بازا آیا۔ پھر یونس اس سے  
 ناخوش ہوا۔ اور نہیٹ بخیہ ہوا۔ مگر لے حضرت ناظرین! آپ کو ہمارے اجالی ہوا  
 کی تقریر سے معلوم ہو چکا ہے کہ ان پانچوں الفاظ و فقرات کے معنی ایسے ہی ہو سکتے ہیں جیسے  
 خدا کی طرف سے قطع وعدہ عذاب کرنا ثابت و معلوم ہو۔ اور نہ خدا کی طرف سے ارادے کے قول  
 حوالہ سے حضرت یونس کا قول کو قطعی وعدہ عذاب دینا مفہوم ہو۔ اور نہ حضرت یونس کا خدا تعالیٰ  
 پر وعدہ کہہ کر ہانگنا مفہوم ہو۔ وہی تشریح و تفصیل ان کلمات و فقرات کی مسوغت و تفسیر  
 جواب میں ہوگی۔ جس سے ناظرین کو یقین ہوگا کہ ان الفاظ و فقرات کے جو معنی کا دیانی سچا ہے  
 وہ نقل ہوا ہے۔ اور ان کے معنی وہی صحیح ہیں۔ جو ہم نے بیان کئے ہیں۔ ہمارے اس جواب  
 اجالی سے ناظرین کو یہ تو معلوم ہو گیا کہ روایات و عبارات متسک بہا۔ کا دیانی کے ایسے معنی  
 ہی ہو سکتے ہیں جو کا دیانی کے مطالب کے برخلاف ہیں۔ یہ ہماری دوسری بات کافی ثبوت ہے  
 اب داد انہما ناظرین کے ہاتھ میں ہے۔

### تفصیلی جواب

کا دیانی کے متسکات سے پہلے عبارت تفسیر کبیر اور پہلی عبارت تفسیر درمنثور کا جواب اور  
 لفظ مغاضب اور غضب کی تشریح یہ ہے کہ لفظ مغاضب حضرت یونس کے حق میں قرآن میں  
 وارد ہے۔ اور اسی کی تفسیر میں درمنثور کی پہلی عبارت میں غضب کا لفظ بیان کیا گیا ہے۔  
 پس جو معنی اس لفظ کے قرآن کی آیت میں تفسیر کبیر وغیرہ تفسیر میں بیان کئے گئے ہیں۔ وہی  
 معنی تفسیر کبیر کے اس عبارت میں مراد ہونے چاہیے۔ اور وہی معنی لفظ غضب کے درمنثور کی  
 عبارت میں صاحب درمنثور نے اسکو تفسیر آیت بنا کر قرار دیا ہے۔  
 تفسیر کبیر میں جو جواب اعتراض ان لوگوں کے جو اس لفظ مغاضب سے تفسیر میں لگانا چاہتے

ہونا چاہتے ہیں) کہا ہے۔ آیت میں یہ ذکر نہیں ہے کہ حضرت یونس کس شخص پر نفاق ہوئے بلکہ

(والجواب) عز الاول انه ليس في

ہم یقین رکھتے ہیں کہ نبی کا خدا تعالیٰ پر نفاق ہونا

الآية من غضب لكان قطع على انه لا يجوز

جائز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ جابلون کا کام ہے اور

لبي الله از بغضب بل لا ذلك حرفة

ایسا جابل ہوس نہیں ہوتا۔ چہ جائیکہ نبی ہو سکے

من جهل كون الله مال اللاله واللاه النہی

اور جب غضب خدا کے حق میں جائز ہوا تو وہ حجت

والجاهل بالله لا يجوز مومنا فضلا

کہ اس سے بجز خدا تعالیٰ کے کسی اور شخص پر حضرت

عز ان يكون نبيا۔ واذ اثبت انه

یونس کا عفتہ کرنا مراد ہو تو احتمال ہے کہ وہ شخص

لا يجوز صرف هذه المغاضبة الے

ایکی قوم ہو یا بادشاہ (حرقیا) ہو یا دونوں فرق

الله تعا و جبان يكون المراد ان يخرج

اور قوم سے مغاضب ہونیکے پرہ منہ ہوں۔ کہ

مغاضبا لغير الله والغالب ان انما

انہوں نے قوم کو عفتہ میں ڈالا۔ یعنی ان سے جدا

يغضب من يعصيه فيما امر به فيحتل

ہو کر ان کو ناراض کر دیا۔ اور جو عتقرض نے کہا

قوم او الملك اوهما جميعا ومعنى مغاضبة

کہ قوم سے ناراض ہو کر چلے جانا یا ان کو ناراض

القوم ان غضبهم بمفارقة خوفهم

کرنا ہی گناہ تھا۔ حضرت یونس نے اسکا انکار کیا

حلول العذاب عليهم عند وقرأ الوتر

کیون کیا۔ تو اسکا جواب یہہ ہو کہ اس امر کا گناہ

مغضبا۔ اما قول (اي المغتروص) مغاضبة

ہونا مسلم نہیں۔ خدا تعالیٰ نے ان کو تبلیغ رسالت

القوم ايضا كانت محظورة لقوله تعالى

کا حکم دیا تھا۔ نہ یہہ کہ وہ انہیں پیٹھے رہیں۔ اور

ولا تكن كصالح الجوف فلما لا سلم انهما

عفتہ کرنا اسلئے گناہ نہیں تھا۔ کہ اس سے انکو

كانت محظورة فان الله تعالى مره بتبليغ

ممانعت نہ دئی تھی اسلئے حضرت یونس نے اسکو

تلك الرسالت اليهم وما امر بان يسقي معهم

جائز خیال کیا کیونکہ وہ عفتہ خدا ہی کے لئے تھا

ابد افظاه الامر لا يقتضى التكرار فلا يكون

اور اسکی دین کی برائی کے لئے اور کفر اور کافرا

خروج من بيوتهم معصية واما الغضب

پرخا ہونے کی بنا پر  
 اے پر خفا ہوتا  
 کا کام ہے اور  
 نیکہ نبی ہو سکے  
 ہوا تو جو جیب  
 میں پر حضرت  
 ہے کہ وہ شخص  
 یا دونوں  
 تو ہیں۔ کہ  
 ان سے کہا  
 نے کہا  
 کو تارا من  
 اسکا از نکا  
 امر کا گناہ  
 کو پہنچ رہا  
 ہیں۔ اور  
 سے انکو  
 نے انکو  
 کے لئے تھا  
 پھر اور کافر  
 ان لوگوں

فلا نسلم انه عصيته وذلك لان المالكين  
 منهيا عن قتل ذلك فظن ان ذلك  
 جائز من حيث انه لم يفعل الا غضبا لله  
 تعالى وانفة لدنية ونفضا للكفر واهل بل  
 كان اوله لما زبنا برونه نظر الاذن  
 من الله تعالى في المهاجرة عنهم ولهذا  
 قال تعالى ولا تنكح المحون كان الله تعالى  
 اذاد الحمد صلى الله تعالى عليه وسلم  
 افضل المنازل واعلاها (تفسیر کبیرہ ص ۱۶۷)

میں نہیں رہتے۔ اور صبر کرتے۔ اور قوم سے  
 جدا ہونے کے لئے خدا کے حکم کے منتظر رہتے۔  
 اس ترک اولیٰ کی نظر سے خدا تعالیٰ نے آنحضرت  
 کو فرمایا کہ تو روئیں کی مانند نہ ہو جاؤ۔ جس سے  
 خدا تعالیٰ کی گویا یہ مراد ہے کہ آنحضرت کا  
 رتبہ حضرت یونس سے اعلیٰ ہے۔  
 تفسیر فتح البیان اور معالم وغیرہ میں  
 (جبکا آپ کے حوالہ دیا ہے) لکھا ہے۔ ذہب  
 مغاضبات سے مراد ہے کہ وہ قوم سے خفا  
 ہو کر چلے گئے۔ نہ اپنے رب سے۔ حسن شعبی۔ سعید بن جبیر نے لکھا ہے خدا کے لئے خفا ہوئے۔

مغاضبات عن غم القوم لا لوبه وقال  
 الحسن بن الشعبي سعید بن جبیر مغاضبا  
 لوبه واختار ابن جریر والقیتی وحکی عن  
 ابن مسعود قال الخاسر بما انكر هذا  
 من لا عرف اللغه وهو قول صحيح والمعنى  
 مغاضبا لاجل ما به كما تقول غضبت لك  
 اي من اجلك وقال الضحاك مغاضبا لقوم  
 وحكى عن ابن عباس وقالت فرقة منهم لا  
 خفشا انما خرج مغاضبا للملك الذي  
 كان في وقتها اسم حرقيا وقيل لم  
 يغاضبه كيد ولا قومه ولا الملك ولكنهما

اسی کو ابن جریر اور قتیبی نے پسند کیا ہے۔ اور  
 یہی حضرت ابن مسعود سے مروی ہے۔ بخاسر نے  
 کہا ہے جو شخص لغت و محاورہ عربی سے جاں ہے  
 وہ اس لفظ یا تفسیر کو پسند نہیں کرتا۔ حالانکہ یہ  
 کہنا صحیح ہے جسکو معنی یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ کیلئے  
 قوم سے خفا ہوئے۔ جیسے بولتے ہیں میں تم سے  
 لئے فلان شخص سے خفا ہوا۔ ضحاک نے کہا ہے  
 اور یہی ابن عباس سے منقول ہے کہ قوم پر خفا ہوئے  
 ایک جماعت نے جنہیں اخش (خوشی) ہو گیا ہو  
 کہ وہ اس بادشاہ سے خفا ہوئے تھے۔ جو اس  
 وقت میں تھا۔ جبکہ نام خرقیا تھا بعض نے کہا ہے

من غضب اذا انف - (فتح البیاب)

ص ۳۳ اجلا والمعالی

کہ وہ کسی سے بھی اٹھا نہیں ہوئے۔ نہ خدا سے نہ قوم سے نہ بادشاہ سے۔ اور اس لفظ معاضباً

کہ معضہ غصہ کرنا ہے نہیں بلکہ نفرت و بیزاری کے ہیں۔ یعنی وہ قوم سے متنفر و مستکف ہو کر نکل گئے۔ ان عبارات معضہ و التفسیر کہیں کی عبارت پر مبنی ہے مگر ناظرین کو یقین ہو گا کہ خدا تعالیٰ پر عفت نہ کرنا کفر ہے اور اس سے انبیاء کی شان پاک اور ارفع ہے۔ لہذا امام راندی کی اس پہلی عبارت میں ماہر ایسا ہی درفشور کی پہلی عبارت میں حضرت یونس کا خدا تعالیٰ پر عرصہ کرنا مراد نہیں۔ بلکہ قوم پر عرصہ مراد ہے۔ شاید یہاں سوال ہو گا اس عبارت کہ یہاں اور ایسا ہی عبارت اول تفسیر درفشور میں یہ بیان ہے کہ عذاب اقم ہو جانے کے بعد اگر غضب ہو جس سے عزم ہوتا ہے کہ یہ عرصہ عذاب ارٹہ جانی پر تھا جو خدا کی طرف سے تھا نہ قوم پر کیونکہ عذاب ارٹہ دینا ان کا کام نہ تھا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ عرصہ ہی قوم پر ہے نہ خدا تعالیٰ پر۔ کیونکہ اس عذاب ارٹہ جائز کا موجب قوم ہی کا فعل (نہ موقع و بعد از وقت تصریح و استغفار) ہے۔ حضرت یونس کو ان کے اس فعل پر (باوجودیکہ وہ فی نفسہ فعل نیک تھا) اسلئے عقمہ آیا۔ کہ وہ فعل بعد از وقت ہوا۔ انہوں نے غائبانہ پر خیال کیا کہ میرے کہنے پر تو وہ قوم تو بہ استغفار کی طرف متوجہ ہوئی اور جب میں بدست آویز قدیم اور عام سنت اللہ کے (ذبحکم جدید و خاص اعدام الہی) ان کے عذاب کو قسمی کہہ دیا۔ اور پھرین مایوس و غصہ ہو کر انکے بچپن سے نکل گیا۔ تب انہوں نے ایمان و توبہ و استغفار کی طرف رجوع کیا جس سے میرا وہ خیال و انتقال غلط نکلا۔ اور میں انکی نظروں میں جو ہوتا بنا۔

کہو کا ویانی صاحب اپنے کسی تشریح سے ثابت کر دیا۔ کہ یہ عرصہ قوم پر تھا نہ خدا تعالیٰ پر۔ اس جواب کی مزید توضیح و تشریح کا ویانی کی پانچویں بات کے جواب میں ہوگی ساشارا اللہ تعالیٰ کا ویانی کی دوسری بات کا جواب۔ اور اس میں جو پہلے قول کو ذکر کر کے اس میں اس عاجز کے دہو کا کہا بنا دعویٰ کیا گیا ہے اس متحالی تشریح و حل پہ ہے کہ ابتلا حضرت



یونش کی نسبت پر علماء کے دو قول ہیں۔ (جو حدیث رسالہ میں منقول ہوئے ہیں۔) ازاں بعد پہلا قول یہ ہے کہ حضرت یونش کا ابتلا پہلے ہوا ہے۔ اور وعدہ عذاب اسکے بعد حضرت یونش نے جب ابتلا نہ کرے سے نجات پائی۔ تو وہ اس ظالم بادشاہ کے پاس گئے۔ پھر جب اس نے انکار کیا۔ تو خدا تعالیٰ نے حضرت یونش کی شیطنت وحی کی کہ ان لوگوں پر بشرط ایمان نہ لانے کے عذاب نازل ہوگا۔ اس قول کی دستاویز سے خاکسار نے اپنی مجالس و خطا میں بیان کیا تھا کہ حضرت یونش نے جس عذاب کی خبر دی تھی وہ شرطی تھا۔ قطعی نہ تھا۔

میرے اس قول کے جواب میں آپ نے وہ کلمہ فرمایا ہے کہ نادان شیخ نے اس قول کے سمجھنے میں دھوکا کھایا ہے۔ مگر اس کلمہ کا سبب سابقہ کتاب میں لکھا ہے جو شاید اس سے آگے مراد یہ ہو۔ کہ بشرطی وعدہ عذاب اور موقع پر ہے یعنی ظالم بادشاہ کو ڈرنے کے وقت ہوا تھا۔ اور ہم (خود بدولت) جس عذاب کو قطعی کہتے ہیں اسکا اور موقع ہے۔ یعنی وہ اہل غیبی کا عذاب تھا۔ پس اگر اس کلمہ سے کادیا جائے گا یہی مطلب ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ میں تو آپ کو نادان نہیں کہتا۔ اور نہ یہ کہتا ہوں کہ اس قول اول کا مطلب سمجھنے میں آپ نے دھوکا کھایا۔ بلکہ یہ کہتا ہوں کہ آپ بڑے ہوشیار و چالاک ہیں۔ آپ نے بھی اسکا مطلب تو وہی سمجھا ہے۔ جس خاکسار نے سمجھا ہے۔ مگر دیدہ دانستہ آپ اس مطلب سے انکار کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو عذاب دہوکا دینا چاہتے ہیں۔

آپ کو بخوبی معلوم ہے کہ نزول عذاب کی نسبت خدا کا وعدہ یا قول ایک ہی تھا۔ اور وہ ایک ہی دفعہ فرمایا گیا تھا۔ اگر اسکا مورد نزول و محل و موقع مختلف ہو (یعنی اس عذاب کا ڈر اہل غیبی کو نہ فرمایا گیا ہو۔ خواہ اس ظالم بادشاہ کو وہ وعدہ یا قول ایک ہی تھا۔ اور ایک ہی کلمہ مورد ہوا۔ پھر نہیں ہوا کہ وہ عذاب دو دفعہ آیا ہے۔ اہل غیبی کو جدا اور اس بادشاہ کی قوم پر جدا اور وہی دفعہ وہ وعدہ ہوا۔ اور جبکہ وہ وعدہ یا قول ایک ہی دفعہ فرمایا گیا تھا۔ اور اسکا مضمون قول اول نہ کہو میں بشرطی بیان ہوا ہے کہ اگر وہ ایمان نہ لائیں گے تب عذاب نازل ہوگا۔ تب پر اس حکم و قول کو جس موقع پر کوئی تسلیم کریگا۔ اسکا شرطی ہونا ماننا چاہیگا۔ خواہ کوئی اور

۱۶ جلد ۳۳  
 خدا سے  
 عذاباً  
 لکھنے  
 نہ کرنا کفر ہے  
 اور ایسا ہی  
 قسم مراد ہو  
 میں یہ بیان  
 ہوا ہے  
 ایک آیت  
 بتا یونش  
 بعد از وقت  
 جو ہنوی  
 کے عذاب  
 ان و توبہ  
 ن ہوٹا  
 انہ خدا تعالیٰ  
 ہا را تہ رقا  
 کے  
 ابتلا

اہل نبوی کے عقیدے تسلیم کرے۔ (جیسا کہ آپ مانتے ہیں) یا اس ظالم بادشاہ اور اسکی قوم کے عقیدے جیسا کہ  
حضرت ابن عباس فرماتے ہیں۔ صحاح میں کہ اسکو اہل نبوی کے عقیدے تسلیم کرنا سچی حالت میں  
اہل نبوی کا اسکے جواب میں یہ کہنا کہ تم آداب دیکھو گے تب ایمان لے آؤ گے۔ اسی تفسیر کی  
کے اسی میں منقول ہے اور اسکے جواب میں حضرت یونس سے یہ کہنا کہ ایمان نہایت و منقول میں  
کہ اسے ناولوں میں عذاب تو قطعی ہے۔ خدا تعالیٰ نے اسکے قطعی وقوع کی خبر دی ہے۔ تم یہ بات کہو  
کہتے ہو۔ کہ ہم آداب دیکھ کر ایمان لے آؤ گے۔ حضرت یونس کے یہ بات نہ کہنے اور اس معاملہ میں خدا کی  
طرف سے قطعیت عذاب کی خبر نہ دینے سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ اگر وہ عذاب اہل نبوی کو مشا  
کیا ہوتا۔ تو یہی وہ انہی الفاظ سے ہوتا۔ جو اس قول اول میں بیان کیے گئے ہیں۔ نہ اور ان الفاظ میں  
میں خدا کی طرف سے قطعیت عذاب کی خبر ہو۔ کا دیبانی نے یہ نہ سوچا کہ اس عبارت سے پہلے ہی  
صفحہ ۱۸۸ میں وعدہ عذاب کی وہ عبارت کہی ہے جس میں شرطیں موجود ہیں۔ اس شرط کے  
ہوتے میرے کہ میں کون مسلمان آؤں گا۔ اور کب کوئی مسلمان یقین کریگا۔ کہ جو وعدہ عذاب خدا کی طرف  
سے دیا گیا تھا وہ قطعی تھا۔

**کا دیبانی کی تیسری بات کا جواب یہ ہے کہ یہ اپنے سفید جہڑ بولا ہے۔ اور**  
اپنے دام فسادہ احمقوں کو یہ بتایا ہے کہ مفسرین نے بلا اختلاف اسی دوسرے قول کو پسند و اختیار  
کیا ہے۔ جسکو اپنے اختیار کیا ہے۔ اور یہی قول جملہ صحابہ و تابعین سے مروی ہے حالانکہ یہ بات  
محض جہڑ اور خلاف واقع ہے۔ ناظرین کو ہمارے بیان سے یہ سب سے بخوبی واضح ہو چکا ہے کہ ابن  
عباس جیسے جلیل الشان صحابی اسی پہلے قول پر میں جو ہم نے بیان کیا ہے۔ اور اس قول کو سہی  
اہل تفسیر نے ذکر کیا ہے۔ کیا آپ کے نزدیک حضرت ابن عباس معتبر مفسر نہیں یا وہ قول تفسیر معالم و  
تفسیر کبیر وغیرہ میں بیان کر کے اسکو آیت قرآن سے مدلل نہیں کیا۔ ناظرین سے یہ صاف ملاحظہ کریں  
**کا دیبانی کی چوتھی بات کا جواب یہ ہے کہ آپ کا اس آیت وعدہ تیسری بات کی طرف رجوع**  
کرنا عین اس بات کا اقبال کرنا ہے کہ حضرت یونس کی خبر عذاب کے قطعی ہونے پر آپ کا پاس کوئی طمانیت نہ

قوم کے عقیدے میں  
 پریشانی حالت میں  
 یہ اسی تفسیر کے  
 ت و متعلق نہیں  
 ہے۔ تم یہ بات کہتے  
 معاملہ میں خدا کی  
 اہل نبی کو کشتی  
 اور ان کا ظہور  
 سے پہلے ہی  
 اس شرط کے  
 وعدہ عذاب خدا کی  
 شہ لولا ہے۔ اور  
 کو بند و اختیار  
 حالانکہ یہ بات  
 چکا ہے کہ این  
 نقل کو بھی  
 سول تفسیر معلوم  
 سے ملاحظہ کریں  
 تکی طرت رجوع  
 سوا کی طمانیت شر

دلیل نہیں۔ ایسے اپنے اسکی تائید اس آیت وعدہ تیس رات ہو گئی چاہے۔ مگر سب سے پہلے میں ثابت  
 کر دیا ہے کہ اس آیت و صرف تیس رات کا وعدہ ہونا پھر اس کا خلاف ہونا ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہی ایک باغی تھا۔  
 کا وہیانی کی پانچویں آیت کا جواب اور لفظ لا یجالدوا یعنی کہیر کی دوسری عبارت کی تشریح  
 یہی ہے کہ یہ لفظ و عبارت اس کا وہیانی صاحب ہمارے اس دعویٰ پر دلیل ہے کہ وعدہ عذاب کی طرف سے قطعی ہوا تھا۔  
 اس دعویٰ کی کہ وہ وعدہ قطعی تھا کیونکہ اگر خدا کی طرف سے وعدہ عذاب قطعی تھا تو اس سے پہلے ہوتا۔  
 تو اس سے حضرت یونس علیہ السلام کو یقین کامل پیدا ہوتا۔ نہ صرف  
 ظن جس کو اس عبارت میں فطرت کے لاجمالہ تنازل سے بیان کیا گیا ہے اور یہ کہا گیا  
 ہے کہ حضرت یونس نے ظن اور گمان کیا کہ وہ عذاب ضرور نازل ہوئے واللہ۔ اس لفظ ظن  
 سے صاف اور یقینی نتیجہ نکلتا ہے کہ وعدہ عذاب جو خدا کی طرف سے ہوا تھا وہ قطعی الفاظ  
 سے نہ تھا۔ حضرت یونس نے اپنے ظن سے اسکو قطعی سمجھ لیا تھا۔ اور اس ظن کی وجہ وہی معلوم  
 ہوتی ہے جس سے پہلے اجمالی جواب میں پھر تفصیلی جواب میں پہلی عبارت تفسیر کہیر کی تشریح میں  
 آئی ہے کہ جب حضرت یونس کو قوم نے یہ جواب دیا کہ ہم عذاب کے آثار دیکھ کر ایمان لے آئیں گے تو انہوں  
 نے اس قدیم سنت اللہ کے دست آویز سے کہ عذاب آجائیکے بعد ایمان قبول نہیں کیا جاتا۔ یہ  
 سمجھ لیا اور گمان کیا کہ یہ عذاب قطعی ہے اور ٹلنے والا نہیں ہے۔ اور اس خیال و گمان کی وجہ  
 اس قوم پر پختہ ہو کر ان میں سے نکل گئے۔ اس قدیم سنت اللہ کا ثبوت قرآن کی اس آیت میں ہے

فَكَمْ كَسَبُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ  
 عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوا أَكْثَرًا مِّنْهُمْ  
 وَأَشَدَّ قُوَّةً وَأَثَارًا فِي الْأَرْضِ كَمَا أُعْتِدُوا  
 مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۚ فَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولُهُمْ  
 بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوا بِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ وَ  
 حَاقَبَهُمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ

جس میں ارشاد ہے کہ کیا یہ لوگ زمین میں پھر کر  
 پہلے لوگوں کا حال (انکی کہندڑوں سے) نہیں  
 دیکھتے۔ جو ان سے (شمار میں) زیادہ تر اور قوت  
 میں سخت تر اور زمین میں نشان (تقریرات) سے  
 وغیرہ) میں بڑھ کر تھو پھران کا کیا ان کے کام  
 نہ آیا جب سول انکے پاس نشان لیکر آئے تو

فَلَمَّا دَاوَابَ آسَافًا لَوْ آمَنَّا بِاللَّهِ وَحْدَهُ  
 وَكَفَرْنَا بِهِ مَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِينَ هَلَمْ يَكُ  
 يَنْفَعُكُمْ إِيمَانُكُمْ كَمَا دَاوَابَ آسَافًا  
 سُنَّتِ اللّٰهُ الَّتِي قَدْ خَلَقَتْ فِي عِبَادِهِ وَ  
 حَسِبَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ه (سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۹)

اپنے معلومات پر خوش ہوئے۔ اور ان کو خدا کی  
 گہیر لیا۔ جس سے وہ ہٹھک کر تھے یہ پروردگار نے  
 ہمارے عذاب کو دیکھا تو بس ہم ایک اللہ پر ایمان  
 لائے۔ اور جن کو اللہ کا شریک بناتے تھے ان سے  
 شکر ہوئے پر وہ ایمان ان کے کام نہ آیا جب

انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا۔ اللہ کی ہی سنت (عادت) ہے۔ جو نام گذشتہ بندوں میں  
 گذر چکی ہے۔ تب شکر نقصان میں پڑ گئے۔ اپنی اسی سنت کے موافق خدا کے لئے فرعون سے  
 سزا دیا گیا ہے۔ جب وہ عذاب دیکھا ایمان لایا جس کا اس آیت میں ذکر ہے جو حقیقہ بیان ہے کہ جو کچھ اللہ نے

اپنی اسی سنت کے موافق خدا کے لئے فرعون سے  
 سزا دیا گیا ہے۔ جب وہ عذاب دیکھا ایمان لایا جس کا اس آیت میں ذکر ہے جو حقیقہ بیان ہے کہ جو کچھ اللہ نے

حَتّٰى اِذَا دَرَكَهُ الْغُرُقُ قَالَ اٰمَنْتُ اِنَّهٗ لَا اِلٰهَ  
 اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنْتُ بِہٖ بَنُوۡ سَرٰیئِلَ وَاَنَا  
 مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَلَا اَنْ وَ قَدْ عَصٰیۡتَ قَبْلَ  
 وَ كُنْتَ مِنَ الْمُنٰفِقِیۡنَ فَا لَیۡسَ لَکَ مِنْ نَّجۡۡۤیۡکَ شَیۡءٌ  
 اِنَّکَ وَا لَّذِیۡنَ خَلَفُوۡۤا مِنْۢ بَنِیۡۤیۡۡکَ اٰتٰۤیۡۤتٌ وَّ اَنْ کَثِیۡرًا مِّنَ النَّاسِ  
 عَزٰۤیۡۤتٌ اٰتٰۤیۡۤتٌ اَلۡغٰۤفُلُوۡۤنَ ه (سُوْرَةُ یُوۡسُفٰ ۹۶)

کہ میں ایمان لایا۔ کچھ بھڑاس ہو جس کی خبر اس آیت میں ہے کہ جو کچھ اللہ نے  
 اور اللہ نے نہیں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ اللہ نے سزا  
 کیا اب ایمان لانا ہو۔ اور اس سے پہلے تو تم نے ان سے کفر کیا  
 آج ہم تیری لاش کو زمین پر ڈالینگے تاکہ تو پہچان لو کہ ایک  
 نشان (عبیرت) ہو گا اور چونکہ حضرت یوسف  
 یوسف اللہ تعالیٰ کے نبی تھے۔ لہذا وہ اس سنت

سے بے خبر نہ تھے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی سنن و احکام کی تبلیغ و اطلاع کرنے سے مامور تھے۔ لہذا ان کی نسبت  
 یہی عقائد رکھنا واجب تھا ہے کہ انہوں نے اسی سنت اللہ کی نظر سے اور قوم کے سردست و دوئم نقدا ایمان لانے  
 سے انکار اور عذاب دیکھا ایمان لانے کے اقرار سے وہ گمان کیا۔ اور سمجھا لیا کہ عذاب دیکھنے کے بعد  
 اس قوم کا ایمان قبول ہوگا۔ اور وہ عذاب ضرور نازل ہوگا۔ اور اسی خیال سے غصہ کیا کہ قوم کو  
 پہچان لیا۔ اور چلے گئے۔ اور پھر عذاب رفتہ بہر جانے سے انکو یہ خوف پیدا ہو گیا۔ کہ میں اس قوم میں  
 ہوں۔ چھوٹا جاؤں گا۔ میرا قول تو ان کے سامنے یہ تھا کہ وہ عذاب بیکم قدیم سنت اللہ ایمان لانے سے  
 نہ لیکھا اور آج میں مل گیا۔ اور خدا کی اس سنت قدیم میں ایک سنت نے پیدا و لاحق ہو گیا۔ لہذا

۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

انکو اس قوم پر دوبارہ بربخ ہوا۔ اور غصہ آیا کہ کیوں انہوں نے مجھے پہنچا کر آیا۔ اور خود مجھے پہنچانا کہتا چاہتا تھا۔ اسی خیال اور سوچ سے انہوں نے اس قوم کی طرف آنے سے انکار کیا۔

اس بیان سے ثابت ہوا کہ حضرت یونس کو خدا کی طرف سے قطعی وعدہ عذاب قوم نے کیا گیا تھا۔ بلکہ انہوں نے قوم کے انکار اور خدا کی قدیم سنت سے قطعیت عذاب کا ظن کیا تھا۔

اور اگر حضرت یونس کو خدا کی طرف سے عذاب کا قطعی وعدہ دیا جاتا۔ تو پھر حضرت یونس کا اس عذاب کی طرف ظن نہ ہوتا بلکہ یقین ہوتا۔ اور نہ وہ عذاب ایمان لانے سے ملتا۔ بلکہ اس قوم کو ویسا ہی ہلاک

کیا جاتا۔ جیسکہ اگلی قومیں باوجود ایمان لانے کے ہلاک کی گئی۔ اور جیسا کہ فرعون کا حالہ اللہ تعالیٰ نے ہلاک کیا تھا۔ اور نہ اس قدیم سنت اللہ سے اس قوم کو مستثنیٰ کیا جاتا۔ اور یہ امر

مخصوص قرآنہ سے ثابت و معلوم اور اکثر کے نزدیک مسلم ہے کہ یونس کی قوم پر عذاب شروع ہو گیا تھا۔ اور پھر وہ ایمان لانے سے اٹھایا گیا۔ اور اس امر میں حضرت یونس کی قوم پہلی تمام قوموں

کے حکم سے مخصوص و مستثنیٰ ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اصل عذاب نہ آیا تھا صرف اسکی علامت و نشان آئے تھے۔ مگر سکو ظاہر قول خداوندی کہ قوم یونس کی ایمان لائی۔ تو ہمنے عذاب کو کہول دیا

یعنی اوشادیا۔ رد کرتا اور صاف بتاتا ہے کہ عذاب آچکا تھا۔ پھر اڑھا لیا۔ اور کہہ لایا۔ عذاب نہ آیا تھا تو کہہ لاکو؟

تفسیر معالم التنزیل میں کہتا ہے۔ امین مفسرین کا اختلاف ہے کہ قوم نے اصل عذاب کی

اختلاف و انہم هل سرا والعداب عیاناً ام لا فقال بعضهم راو ادلیل العذاب والا اکثرہون علی انہم راو العذاب عیاناً لیل

ہے کہ بعینہ عذاب دیکھا تھا۔ اسکی دلیل یہ قول خداوندی ہے۔ کہ ہمنے ان سے عذاب کہول دیا۔

اور کہہ لایا یا اٹھانا تب مشہور ہے جبکہ عذاب واقع ہو چکا یا فریب الوقوع ہو۔

(تفسیر معالم التنزیل)

لو عذاب اللہ  
خیر یومین  
سپر ایمان  
ان سے  
آیا عذاب  
ان میں  
عذاب  
و کا قول  
ہیں کہ  
کہ کافر  
راہ پر  
بیک  
مشہور  
بنا اللہ  
ان  
بے بعد  
قوم کو  
میں  
کے

اور تفسیر فتح البیان میں ہے کہ ابن جریر نے کہا ہے حضرت یونس کی قوم اور متون سے

اس امر سے مخصوص ہوئی ہے کہ عذاب دیکھنے کے بعد ان کا عذاب اڑھایا گیا۔ یہ قول جماعت مفسرین کا

ہے۔ زجاج کہتا ہے کہ عذاب بنین دیکھا تھا۔

صرف اسکی علامت دیکھی تھی۔ اس قول کو صاحب

فتح البیان نے پسند کیا ہے مگر پہلے بیان کے

برخلاف ہے جو اسکے بعد ابن عباس وغیرہ سے آئے

نقل کیا ہے کہ عذاب میل یا دو ٹولٹ میل کے

قریب آگیا تھا۔ اور آسمان سے سخت سیاہ ہوا

دبوان اتر پڑا جس سے اسکی چتین کالی ہو گئیں

پہاڑیوں نے توبہ کی اور نیک نیت کی تو اللہ نے

انپر رحم کیا اور اس عذاب کو کھول دیا۔ بعد اسکے

کہ وہ لنگے سر پر آچکا تھا۔

ابن عباس کی روایت مذکور تفسیر و مشور

میں منقول ہے اور تفسیر و مشور میں مجاہد نے منقول

ہے کہ حضرت یونس کی قوم کو عذاب ڈھانک لیا۔

جیسا کہ قبر کو کپڑے سے ڈھانک لیا جاتا ہے جیسا

اس میں مردہ کو داخل کیا جاتا ہے اور آسمان نے

خون برسایا۔ اور تفسیر و مشور میں قتادہ سے منقول

ہے کہ جو معاملہ حضرت یونس کی قوم سے ہوا پہلی

کسی امت کو نہیں ہوا کسی تہی کو عذاب دیکھ لینے

کے بعد ایسا نفع نہیں دیا۔ حضرت یونس کی

قال ابن جریر یخص قوم یونس من ہذا الامم

بان نیت علیہم من بعد معايشہ العذاب

وحکی ذلك عن جماعۃ من المفسرین وقال

الزجاج انہ لم یقع العذاب انما اواعلا

العذاب . . . . . ابن عباس از العذاب

کان ہبط علی قوم یونس مکن بیلنہم

وبینہم الاثلی میل فلما دعوا کشف اللہ

عنہم وقال قتادہ قد امیل وقال غامت

السماء غیبا سود۔ ہاٹلا یدخن دخانا

شدیدا فہبط حتی غشی مدینتہم و

اسودت اسطحتہم فتابوا و اخلصوا

فرحہم اللہ و کشف ما نزل بہم من

العذاب بعد ما اظلمہم

(تفسیر فتح البیان ص ۹۴ جلد ۱)

اخرج احمد فی الزہد عن ابن عباس ان

العذاب ہبط علی قوم یونس حتی لکن

بیلنہم و بینہم الاثلی میل فلما دعوا

کشف اللہ عنہم و اخرج احمد وفلان و

فلان عن سعید بن جبیر قال غشی قوم

یونس العذاب كما عشي القبر في الثوب	قوم تمام قوموں سے اس امر میں مستثنیٰ ہوئی ہے
اذا دخل فيه صلح ومطرت السماء وما	انکا عذاب قریب جانیکے بعد اٹھایا گیا۔ اس بیان
والرحم بن جبر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم	سے ثابت ہو کہ حضرت یونس کی قوم پر جو رحم ہوا۔
و ابو الشیخ عن قتادہ و فلوک کانت قریۃ امنت	اسمیں قدیم سنت آہی بن ایک استثنائے خاص
لیقول لہم ینکھذا فی الامم قبل قوم یونس	واقع ہوئی جبکہ حضرت یونس علیہ السلام کو پہلے علم
لہم ینفع قریۃ کفرت ثم امنت حین عابیت	نہایا گیا تھا اور اسی واسطے انہوں نے باوجودیکہ انکو
العذاب الا قوم یونس فاستثنی قوم	شرعی طور پر عذاب اینکی خبر دیکھی تھی قوم کا یہ جواب
یونس کشف عنهم العذاب بعد ما تدلے	نکار کہ ہم عذاب دیکھ کر ایمان لائیں گے۔ یہ خیال اور
علیہم لیکن بینہم و بینہ الامیل۔	ظن کر لیا تھا کہ بس اب عذاب ضرور نازل ہو گا کیونکہ
(تفسیر دوسرے مذکور)	عذاب دیکھنے کے بعد کسی کا ایمان قبول نہیں ہوا۔

خدا تعالیٰ نے انکو مگر نہیں فرمایا تھا کہ عذاب قطعی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ ایسا فرماتا تو حضرت یونس کو اسکا یقین ہو جاتا صرف ظن نہ ہوتا۔ جیسا کہ اس عبارت میں بتسکیر کا دیبانی میں کہا گیا ہے۔ لہذا یہ عبارت ہمارے خیال کی موید اور ہماری دلیل ہوئی۔ نہ کا دیبانی کے خیال کی موید اور اسکی دلیل۔

**کا دیبانی کی چھٹی بات اور فخریہ الزام کا جواب اور تفسیر درشتوں کی پہلی عبارت میں تسکیر کا دیبانی کے لفظ کنایت اور اسکے متعلق فقرہ کی تشریح۔** اس فخریہ کے الزام کا جواب تو کا دیبانی ہی کے الفاظ سے دیا جاتا ہے۔ لہذا کا دیبانی ہی اب کیسی صفائی سے ثابت ہو گیا کہ حضرت یونس نبی نے وعدہ ہلاکت کو خدا تعالیٰ کے فرمان سے قطعی نہ سمجھا تھا بلکہ قوم کے سر دست ایمان لانے سے انکار اور اس شرعی ایمان کے اقرار سے کہ ہم عذاب دیکھیں گے تب ایمان لائیں گے اور خدا تعالیٰ کی سنت قدیمہ کی دست آویز سے کہ بعد معاینہ عذاب ایمان قبول نہیں کیا جاتا۔ اسکا ظن کیا تھا۔

لفظ کنایت اور اسکے متعلق فقرہ کی تشریح ابکی پہلی اور پانچویں بات کے جواب میں ہو چکی ہے اور یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ حضرت یونس نے اپنے اسی قول سے جو قوم کے انکار سے اور خدا کی سنت قدیمہ

یونس کا  
انہا  
کو تھا  
یونس کے  
سے  
کے  
و ہوا  
یونس کے  
سے  
کے  
درشتوں  
میں  
ایسا  
ہے  
نے  
یونس  
پہلی  
۱۶۱۰  
لینے  
سے

کی دست آویز سے پھمکا انہوں نے فرمایا۔ اپنے آپ کو قوم کی نظر وں میں جو بڑا قرار دیا تھا نہ یہ خدا کی لعنت سے وعدہ خلافی ہو نیکیے سبب خدا تعالیٰ کو جو بڑا کہا ہو۔ یہاں صرف یہ تشریح ضروری ہے کہ کاویانی لفظ کذب کو بصیغہ مجہول لکھا ہے اور اسکا ترجمہ بھی ایسا ہی کیا ہے۔ جس سے خدا تعالیٰ کی طرف کذب اور وعدہ خلافی کی نسبت جو بڑا چڑھاویا گیا ہے کہ تعلق وعدہ کی طرف بخلاف واقع نکلا۔ پھر یہ کیوں ایسی وحی نازل ہوئی۔ جسکی پیشگوئی پوری نہ ہوئی۔ اور یہ شخص کاویانی کا حضرت یونس اور خدا تعالیٰ پر افسوس ہے۔ اس کتاب میں اس لفظ کو بصیغہ مجہول ضبط نہیں کیا گیا۔ تاکہ اسکے معنی یہ ہوں کہ مجھ سے اس وحی و پیشگوئی میں جھوٹ بولا گیا۔ اور واقع میں ہی یہ لفظ مجہول معلوم نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ لفظ بصیغہ معروف کذب معلوم ہوتا ہے جسکے معنی ہیں کہ میں نے اپنے خیال اور ظن سے جسکی تشریح اور پر گزرجکی ہے۔ اور لوگوں کو جو بڑا کہا کہ تمہارا ایمان ہوگا۔ اور یہ خدا تعالیٰ کا۔

ہمارے اس (دعویٰ) پر کہ یہ لفظ بصیغہ معروف معلوم ہوتا ہے نہ بصیغہ مجہول۔ دو قولین اس کتاب میں موجود ہیں۔ ایک تو وہی۔ دوسری روایت و عبارت جسکو کاویانی اور مشور سے نقل کیا ہے۔ اس میں لفظ لا ارجع الیہ صحت کا ایا جوا فعل کا صیغہ اور وہ لفظ حضرت یونس نے اپنے پیغمبر بولا ہے۔ لہذا وہ لفظ صاف بتاتا ہے کہ کذب کا فاعل ماہون نے اپنے آپ کو قرار دیا ہے۔ اور یہ لفظ معروف ہے نہ خدا تعالیٰ کو جو بصورت مجہول ہونے اس لفظ کا فاعل لہ لیسہ ہوتا ہے۔ دوسری دلیل اس کتاب کی ایک اور روایت جسکو حسین روایت ابن مردویہ۔ ابن حود سے نقل کیا ہے اور اسکے اخیر میں حضرت یونس سے یہ قول نقل کیا گیا ہے فقال لا ارجع الی قود قد کذبتم و انظروا صفا ضبا یعق مر اعما یعنی حضرت یونس نے فرمایا اب میں ایسی قوم کی طرف پھر نہ جاؤں گا۔ جس کو میں اپنے خیال و ظن سے جسکی تشریح ہو چکی ہے۔ جو بڑا کہہ چکا ہوں کہ خدا صفا ضبا یعق کہہ کر وہ غصہ ہو کر اپنے پیغمبر کو چلے گئے۔ اب کاویانی اگر چاہے کہ شرم اور حیا کو اختیار کر کے اس لفظ کذب کو اور اس عبارت کو اپنے مدعا کے برخلاف سمجھ کر اس سے ایچہ کہا کر رہا ہو کیونکہ ایسے جو بڑا ہونے

شعبان ۱۳۷۱ھ  
 ۱۰  
 ۱۱  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰



اور اس قسم کے دہرے دینے کے بعد بیکار رہے بیٹے جینے سے مر جانا بہتر ہے۔  
 کاذب یا بیانی کی ساتویں بات اور فخریہ الزام کا جواب بھی اسی کے الفاظ سے دیا جاتا ہے  
 کہ اس فریاد سے کاذب یا بیانی جی اپنی تسلی ہو رہی یا کچھ کہہ کر ہنسنے سے صاف طور پر ثابت کر دیا  
 کہ قوم نے زیادہ جو دیکھا ان کو بشرط ایمان نہ لانے کے عذاب کا ڈر سنایا گیا تھا۔ اور انہوں نے اس کے جواب میں  
 یہ کہہ ہی دیا تھا کہ ہم عذاب دیکھیں گے۔ تب ایمان لائیں گے (اس لئے اضطراب کیا۔ اور ایسی دردناک  
 صورت بنائی کہ حضرت یونس نے اپنے ظن سے (جسکی تشریح ہو چکی ہے) نہ وحی آئی۔ اسے ان کو ڈر دیا  
 تھا۔ کہ عذاب آجانے کے بعد ایمان قبول نہیں ہوتا۔ اور حضرت یونس ہی (باوجودیکہ انکو وحی آئی تھی)  
 یہ خبر تھی اسی کہ عذاب شرطی ہے اور بحالت عدم ایمان قوم سے قطعاً اور ہر حال (اس لئے قوم کی تکذیب  
 سے ڈر کر انکی طرف سے انکار ہی ہوئے۔ کہ وہ اپنے ظن سے (جسکی تشریح ہو چکی ہے) نہ  
 وحی آئی۔ اس عذاب کو قطعی شہراچکرتے اور قوم کو کہہ چکے تھے کہ تمہارے ایمان لانے سے یہ  
 عذاب نہ ٹلیگا۔

کاذب یا بیانی کی آٹھویں بات کا جواب۔ اور عبارت کتاب یونس کی تشریح  
 اس کتاب کی فہرہ اور کسی لفظ سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ جو وعدہ حضرت یونس کو عذاب قوم کا  
 دیا گیا تھا وہ قطعی تھا۔ بلکہ اس کے باب کی دوسری آیت میں حضرت یونس کا یہ کہنا کہ کیا یہ  
 میرا مقولہ نہ تھا جو وقت میں ہلنورہ ظن میں تھا۔ اس لئے میں اگے سے ترسین  
 کو رہا گا کیونکہ میں جانتا تھا کہ تو کہہ اور رحیم خدا ہے جو غصہ کرنے میں وسیع اور نہایت  
 مہربان ہے۔ صحاف بتا رہے کہ حضرت یونس کو پہلے ہی سے اس امر کا علم تھا کہ خدا رحیم و کریم ہے  
 وہ اس قوم کو عذاب نہ کریگا اور جو وعدہ عذاب وہ دیکارہ قطعی وعدہ نہ کریگا۔ اور اسی خیال سے اور اسی  
 خوف سے وہ رسالت کو بوجہ سے بہاگ گئے اور اسکی وجہ سے وہ مچھلی کے پیٹ میں قید و مبتلا ہو گئے  
 اگر وہ خدا کے وعدہ کو قطعی سمجھتے تو وہ پہلے سے یہ اندیشہ اس کے عدم وقوع کا کہے ترسین کو نہ بہاگتے۔  
 اس خیال عدم وقوع عذاب و عود سے انکا بہاگنا صحاف بتا رہے کہ وہ اس وعدہ عذاب کو قطعی اور اس کے

اپنا نہ ہو خدا  
 فریاد ہے کہ  
 خدا تعالیٰ  
 حکم ہے  
 حضرت یونس  
 تاکہ اسکے  
 ہی یہ لفظ  
 کے معنی ہیں  
 قریب  
 ہاں ایمان  
 یونس  
 اور شہر سے  
 نے اپنے عقوبت  
 ہے۔ اور  
 ہے۔ دوسرے  
 نقل کیا ہے  
 بہم و ظن  
 کا۔ جس کو  
 یہ کہہ کر  
 لفظ کن  
 ہوٹے ہوئے

وقوع کو یقینی نہ سمجھتے تھے کہ آپ کے ان الفاظ سے یہ بات سچی جاتی تھی۔ اس لئے کاذبانی سننے بائب کی آیات کا انتخاب کیا۔ تو آیت ۴ کا یہ فقرہ نقل نہ کیا۔ اور اس نقل میں سرتیہ کا ارتکاب کیا اور ناظرین کو دہوکا دیا۔

اس آیت کے اخیر میں جو حضرت یونس سے یہ فقرہ منقول ہے کہ خدا اچھپتا ہے کہ اپنے کو بری سے باز رکھتا ہے۔ ایسا ہی بائب کی آیات نمبر ۱ میں جبکہ کاذبانی نے نقل کیا ہے۔ خدا کو چھپتا ہے۔ کاذبانی نے اس سے اس وعدہ کا قطعی ہونا نکالا ہے مگر اسکی یہ سخت دہوکا دہی ہے۔ اول تو یونس کے اس قسم کے مضمون یا الفاظ عیسائیوں کے لئے حجت و سند ہو سکتے ہیں۔ جو یسئیل کو جمیع الفاظ و مطالب الہامی مانتے ہیں۔ یا کاذبانی کے لئے حجت ہونگے جو عیسائیوں کا چہرہ پائی بنا ہوا ہے۔ مسلمان تو حکم منطوق واجب الوثوق آنحضرت کے کہ لا تصدقوا الھکمل کتاب ولا تکن بواہم یعنی نہ تو اہل کتاب کی ہر ایک بات میں تصدیق کرو۔ نہ تکذیب جسکی شرح بر شاہد اسنتہ نمبر (۳) جلد (۱۱) میں ہو چکی ہے) ان کتابوں کی ایسی باتوں پر جن کی تصدیق قرآن وحدیث میں نہیں ہے۔ یقین نہیں کرتے۔ اور اگر بیلبروز میں محال اس لفظ کو صحیح اور صحیح سے محفوظ مان لیا جاوے تو پھر اس لفظ چھپانے کے وہ معنی ضرور نہ سمجھ جاویں گے جو انسانوں میں پائے جاتے ہیں کہ پہلے ایک بات کہیں پھر اس میں غلطی دیکھ کر اس پر نادم ہو کر برخلاف اسکے کہیں۔ ان معنی کو خدا تعالیٰ کو چھپانے والا سمجھنا خدا تعالیٰ کو غلط فہم اور خطا کار انسان کی مانند جاننا ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ کے شان پاک اور ازلی ہے۔ بلکہ اسکے معنی صرف بنظر لازم نہ بحسب حقیقت (جبکہ علم پر خدا کی کوئی نہیں) یہ سمجھنے چاہیے کہ پہلے ایک حالت مثلاً (دی) کی نظر سے ایک حکم دینا۔ پھر دوسری حالت (نیکی) کی نظر سے دوسرا حکم دینا جو صورت و پیرایہ میں اسی انسانی چھپانے کے شکل ہے اور حقیقت اور معنی میں اس سے جدا گانہ ایسا ہے۔ خدا تعالیٰ کا عفتہ ہونا رحم کرنا۔ وغیرہ صفات میں جو لازم و آثار میں انسانی صفات کے مشابہ ہیں اور حقیقت وہ انسانی صفات کی مانند انشیل نہیں ہیں۔ کاذبانی نے اگر چھپانے کے وہی انسانی چھپاؤ کے معنی سمجھ کر اس سے نکالا ہے کہ پہلے

برہم جلد ۱۶  
 لے جانے کی  
 اور ناظرین  
 لے اپنے کو  
 خدا کو چھپانے  
 رہو کا وہی  
 ہر کے میں  
 سیاہیوں کا  
 لا اھل  
 شرح  
 علی تصدیق  
 جہ اور حرج  
 ان میں پائے  
 ان میں  
 جس سے  
 کا علم  
 ای حالت  
 نیت اور  
 اور انم و  
 ہا میں  
 کہ پہلے

خدا نے قوم کے مابعد ایمان لانے سے بے خبر ہو سکی اور جس سے وعدہ قطعی عذاب کا کیا۔ پر جب وہ لوگ ایمان لے آئے تو خدا تعالیٰ کو اس کا پتہ لگا۔ اور علم ہوا۔ تو اسکو پہلے وعدہ پراسوس ہوا۔ اور اسکو نادم ہو لینے وعدہ کو بدلنا پڑا۔ تو اسکے برابر دنیا میں کوئی احمق اور خدا کا فر و منکر نہیں کیا وہ خدا کے غضب کے ہی اس سے کر سکتا ہے۔ جہاں ان میں پیدا ہوتا ہے کہ خون میں جوش آجاتا ہے اور چہرہ سرخ ہو جاتا ہے اور جو اس میں تیسر ہو جاتا ہے۔ اور خدا کے رحم کے ہی یہی سمجھتا ہے کہ اسکے دل میں کہ گدھی پیدا ہو جاتی ہے اور اسپر رقت طاری ہو جاتی ہے۔ ایسا ہی اسکا عقائد ہی تو پہلے وہ خدا تعالیٰ اور اسکی صفات پر ایمان صحیح کرے۔ پہر پھیل کی اس آیت سے ماہتہ مارے۔ اور اگر کاذبانی اس کتاب کے ان الفاظ سے کہ لوذا اس سے ناخوش اور نپٹ رہنیدہ ہوا۔ اور خدا سے دعا مانگی کہ کہ میری جان مجھ سے لے لے کیونکہ میں نے جینے سے نرا بہتر ہے۔“ قطعیت وعدہ عذاب کا لیا ہو۔ تو پہر ہی اسکی سخت حماقت یا پر سے سکھ کی وہو کا وہی و بے ایمانی ہے کیا وہ اس کلام کے پہر سے سمجھتا ہے کہ حضرت یونسؑ نبی عذاب ٹھکانے سے خدا تعالیٰ پر غصہ اور رنجیدہ ہو گئے۔ اور اسی مشنہ کے ساتھ وہ اس کلام کو پاک نوشتمہ کہتا ہے اور پر مسلمان ہونیکا دعویٰ کرتا ہے۔ ہم بحوالہ تفسیر کہ یہ وغیرہ ثابت کر چکے ہیں کہ خدا تعالیٰ پر غصہ کرنا کافروں کا کام ہے۔ نہ مسلمانوں کا۔ چہ جائیکہ انبیا علیہم السلام کا ہو جو خلقت کو ہدایت کر لے اور کفر سے بچانے کے لئے آئے ہیں۔ لہذا اس کلام کے معنے اگر اسکو اہامی اور تحریف سے محفوظ تسلیم کیا جا وہی میں جو قرآن کے لفظ مغاضب اور دولون پہلی اور ایات تفسیر کہ یہ و درشتور کی شرح میں بیان ہو چکی ہیں کہ آپ قوم سے رنجیدہ ہوئے ہیں۔ کہ وہ کیوں بگڑ جو یہ کہنا نہیں مانتے تھے۔ اور اسی رنج میں وہ کلمہ بیاختہ ان کے مہنتہ سے کلگیا۔ اس رنجیدہ ہونے اور اس پر وہ کلمہ کہنے کی نظیر حضرت یونسؑ کا درخت ریشمی کے خشک ہو جانے پر رنجیدہ ہونا اور عینہا اسی کلمہ کہنا ہے جو اس کتاب کا باب آیت ۸۰ میں موجود ہے اور وہ ۵۱ رسالہ منقول ہے۔ جس سے کوئی احمق سے احمق ہی نہیں نکالتا۔ کہ وہ رنجیدہ ہونا خدا پر ہوتا اور اسپر

موت کی آرزو کرنا خدا کی کسی وعدہ خلافی کے سبب ہوتا۔ بلکہ یہ سنجیدگی ایسی ہے جیسے ہر ایک بشر کو نعمت کے فوت ہونے یا کسی مصیبت کے پیش آجانے سے ہوتی ہے۔ جسکو دوسرے سے لفظوں میں غم و اندوس و ملال سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ایسے کلمات کے سبب نیک لوگوں پر یہ گمان نہیں کیا جاتا کہ وہ خدا تعالیٰ پر خفا ہو گئے ہیں۔ ان پر ایسا گمان انہی لوگوں کا ہے جو دنیا کا خیر و خدا تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان نہ رکھتے ہیں۔

کاویانی کی نوٹوں بات اور حضرت الزام کا جواب ہی اس کے الفاظ سے دیا جاتا ہے۔ اب اسے کاویانی جی ذرا انہیں کھو گئے دیکھو کہ یونٹس ہی کی کہتے ہیں الفاظ و فقر کی تشریح سے کیسا ثابت ہو گیا کہ حضرت یونٹس نے اس وعدہ اور خبر خدا پر جو خدا کی طرف سے انکو ملی تھی قطعی نہ سمجھا تھا۔ بلکہ شرعی اور ایمان سے ٹپکانے والی سمجھا تھا۔ اور ان کا خدا تعالیٰ کی نسبت پیمانے کا لفظ استعمال کرنا۔ (اگر ہم تسلیم کیا جاسے) ان سے نہیں ہوا جن سے اس وعدہ کا قطعی ہونا ثابت ہو۔ اور آپکا بخیلہ ہونا خدا تعالیٰ پر نہ تھا۔ اور نہ موت کی آرزو کرنا خدا کی وعدہ خلافی کے گمان سے ہوتا۔ مگر آپ میں کچھ حیا و شرم ہو تو آپ اب بھی مان جائیں کہ ہنسی کتاب یونہی کا حوالہ محض غلطی سے دیا ہے۔ اور اس سے ہمارا مطلب ثابت نہیں ہوتا۔

کاویانی کی دسویں بات کا جواب ہی اسکی الفاظ سے دیا جاتا ہے۔ کاویانی جی! اب تو ہر ایک پہلو سے آپ قابو میں آگئے۔ آپکی ہر ایک بات کے مستند وجوہات و ثبوتیں دیکھ کر دیکھ کر جنہیں آپ کو چون و چرا کرنے کی گنجائش نہیں۔ اور اگر آپ گنجائش سمجھتے ہیں تو جواب دین اور دو ہزار روپیہ انعام لیں۔ جسکا وعدہ ہم جداگانہ اشتہار میں دینے کو تیار ہیں۔

اس دسویں بات کے اخیر میں جو اپنے خاکسار سے قسم کہانی کی درخواست کی ہے اسکی اجابت و قبولیت تفصیل کے ساتھ اس مضمون میں ہوگی جو اشتہار متضمن خدا

مردم  
ہے  
زار  
فتہ  
پڑا  
ہے  
عزت  
چار  
یہ  
جوا  
ہو  
ت  
آر  
لو  
ہو  
ت  
جا  
ت

۱۶۲

پہلے ہوا ہے

اس کے بعد

ان کا کام

اس سے

تو اس نے

ان پر ہوا

اور نہ ہو

یہ آپ

پر ہوا

دیوانی

تو وہ نہ

چھوٹے

ہیں

تک کی

خبر

عدم وفات شکر ثانی زوج فرضی کا دیانی کے جواب میں شایع کیا جائیگا۔

اس مقام میں اس درخواست کی ایک بات نوٹش لینے کے اور ناظرین کو توجہ دلانے کے قابل ہے کہ اس درخواست میں پہلے اپنے ہمارے قسم کہانے پر مستعدی ظاہر کرنیکو طہر مال اور لالچ کی وجہ سے قرار دیا۔ اور اخیر میں اسکو بے ایمانی ٹھہرایا ہے۔ جس سے اپنے یقین دلیا ہے کہ جو شخص آپ کے مقابلہ میں قسم کہانیکو مستعد ہوگا اسکو آپ پہلے قسم کہانے سے لالچی بنا کر اس قسم سے ہٹا دینگے اور جب وہ اپنی صحرا پر حرات کر کے قسم کہانے لگا۔ تب آپ اسکو بے ایمان کہہ کر یہ طعن کریں گے کہ بے ایمان ہو ٹی قسم کہانے لگا ہے۔ اس سے اہل انصاف یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ آپ کے مقابلہ میں کوئی شخص کسی قسم کی دین یا دنیا میں عزت و حیثیت رکھنے والا قسم کہانے سے انکار کرے تو حق بجانب اسکے ہے۔ اور سطر عبداللہ اہم جو آپ کے چار ہزار روپیہ دینے پر یہی قسم نہیں کہتا تو اسکی ایک وجہ (علاوہ ممانعت مذہبی کے جسکا وہ مدعی ہے) یہ بھی ہو کہ وہ دنیا میں آپ سے زیادہ عزت و حیثیت رکھتا ہے۔ آپ کا گزارہ تو اسی گاہی اور کہانے کی کرنالی پر ہے۔ جو آپ کے جوڑے میں اور جوڑے مہدی بنکر کارہے ہیں۔ اور وہ اس وقت پیشین یاب ہونیکی حالت میں ہی ایک ہزار روپیہ ماہوار کے قریب آمدنی رکھتا ہے لہذا وہ اس دنیاوی عزت کے لحاظ سے یہی قسم کہانا قبول نہیں کرتا۔ اور آپ لالچی و بے ایمان کہلانے نہیں چاہتا۔ وہ قسم کہانیکو مستعد ہوگا تو آپ اسکو ضرور لالچی کہیں گے اور جب وہ قسم کہانے لگا تب آپ اسکو بے ایمان بتائیں گے اور ایسے لوگ مالدار اور ذی عزت دنیا میں بہت ہیں گے جو ہزاروں روپیہ کا نقصان قبول کرتے ہیں مگر سچے ہو کہ یہی قسم نہیں کہاتے۔ اور بے ایمان معتزضین کی اس ہمت سے ڈرتے ہیں کہ علان شخص جوڑی قسم کہانے لگا۔

عبداللہ اہم کے قسم کہانے کی ہی وجہ ہونا یہی کسی مجلس و عظیمین بیان کی تھی جسکو اپنے اپنے اشتہار چار ہزار کے حصہ میں نقل کر کے اسکا جواب دیا ہے۔ کہ ایسا روپیہ لینا جو بغیر میل نفس کے ہولالچ نہیں ملوگی اس بدذہانی اور اہتمام لالچ و بے ایمانی سے جو خاکسکار اور قسم کہانے پر آپ کا ظاہر ہوئی ہے وہ جواب دہ ہو گیا۔ اور معلوم ہو گیا کہ وہ اقسیمین ہی قسم کہانا اور اس ذریعہ سے مال حاصل کرنا لالچ

ہیں۔ مگر آپ ازراہ ایمانداری اسکو ضرور لایچ بنادینگو۔ مگر آپ کو یہ معلوم ہو کہ خاکسار کی دہکی اور تہمت لایچ  
 وبلے ایمانی سے بظہر لگا۔ اور آپ کے مقابلے میں ضرور قسم کھائیگا۔ اور اس تہمت سے آپکی زبان بندی یون کر گیا  
 کہ اس قسم کے عوض میں آپسے مال دنیا کا طالب ہو گا بلکہ اس چیز کا طالب ہو گا جسکو کوئی بے ایمان ہی طمع دنیاوی  
 نہ کر سیکے گا۔ آپ تو بے نظیر جلالک و جمال باز ہی ہیں۔ مگر یہ خاکسار ہی آپکی جمال کو تار جاتا ہے۔ اور جی  
 رنگ میں آپ آ رہن پہچان جاتا ہے۔ سہ۔ پہر رنگے کومے آئی شناسم نہ لہذا وہ آپکے داؤ نہیں  
 آتا۔ اور حکم دروغور اتنا بخانا باید رسائند" آپکو گہر تہمت لینکر (اخلا) تک پہنچا دیتا ہے۔

سبک اخیر جو آپنے دہریہ ہونیکا اشارہ کیا ہے اسکا جواب خاکسار ایکو کچھ نہیں دیتا۔ اول خدا تعالیٰ  
 پہر اسلامی دنیا جو آپکے اور خاکسار کے تالیفات سے میں نظر کہتی ہے خوب جانتے ہیں۔ کہ دہریہ  
 کون ہے۔ کون خدا تعالیٰ کو اسکی صفات سے نہیں مانتا۔ اور خدا تعالیٰ کو جھوٹ بولنے والا  
 علم و قدرت سے معطل نہچر میں تعریف کرنے سے عاجز جانتا ہے اور کون اسکے نبیوں کو جھوٹ بولنے  
 والے اور اسکے معجزات کو مسخریم اور شعبدہ بانزی قرار دیتا ہے وعلیٰ بذالقیاس۔

صفحہ ۶۰ سے یہاں تک کا دیانی کے کشتہمار چار ہزار کے ان دلائل کا جو وعید (وعدہ عذاب) کے  
 بٹجانے پر اُسے پیش کیے ہیں جواب ہو۔ ذیل میں اسکے ایک حوالہ کی رسالہ کو قسم کو دلائل کا جواب دیا جانا  
 ہے تاکہ اسکے جملہ دلائل کا جواب یکجا ادا ہو۔ اور طالب تحقیق کو پرگندگی ہو۔

ایک جہاں و جمال کا دیانی نائب سیالکوٹی نے ایک رسالہ تفہیم حق (جو درحقیقت  
 تفہیم حق بجائے حطی ہے) اپنے نام کو چہا کر خدا و خصال بکرت تہر کیا ہے۔ اس میں اپنی گیارہ  
 آیتیں پیش کی ہیں۔ جسنو نزع خود کا دیانی کا دعویٰ ثابت کرنا چاہا ہے۔ از انجلا چھ آیات  
 تو وہی۔ بیان کے مضمون کی آیات ہیں۔ جنکو کا دیانی نے پیش کیا۔ اور ہمنے اسکا جواب دیدیا۔  
 پانچ اور میں رہنکا جواب استقام میں مناسبت ہے۔

اول۔ جو اس رسالہ میں بھی نمبر اول ہے وہ آیت ہے جس میں یہ بیان ہے کہ ہم نے  
 تفہیم جملے حطی کو معسوا کرنے کے ہیں یعنی حق کے ذریعہ تعریف و تہذیب کی مسیاسی دان۔

اور تہمت لایا  
یعنی یون کر گیا  
نہی طبع دنیا کو  
تاسے۔ اور جہ  
پکے واوین  
اول خدا کا  
کہ دوسری  
پولنے والا  
پوش ہونے  
عذاب کے  
ب دیا جانا  
درحقیقت  
نی گیارہ  
آیات  
دیدیا۔

کسی سنی بن کوئی نبی نہیں پہنچا۔ مگر اسکے لوگوں کو فقیری اور بیماری میں پکڑا تا کہ وہ لوگ عاجزی  
(۱) وما ارسلنا في ربه من نبي الا اخذنا

اهلها بالاباس والاضواء لعلمهم يضوعون ه  
(۲) دنبا کشف عذاب العذاب انا و منون  
انا کاشف العذاب قليلا انکم عائدون ه  
(۳) ولما وقع عليهم الرجز قالوا يا مونسى  
ادع لنا ربك بما عهد عندك لئن كشفت  
عنا الرجز لنؤمنن لك

دوسری وہ آیت جو اس رسالہ میں نمبر  
ہے اور اس میں بیان ہے کہ مکہ والوں نے کہا ہے  
رب ہمارا عذاب (مخط) اٹھا دے۔ ہم ایمان لائے  
تو خدا نے فرمایا کہ ہم یہ عذاب اڑھادیں گے مگر تم پھر  
کفر میں عود کرو گے۔

تیسری۔ وہ آیت جو اس رسالہ میں نمبر  
ہے۔ اور اس میں یہ بیان ہے کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ خدا سے دعا مانگ وہ ہمارا عذاب  
اٹھا دے تو ہم ایمان لادیں گے۔ اور جب عذاب اڑھایا گیا تو پھر انہوں نے وہی کفر کیا۔ مگر اس  
جابل خا بد و خامل نے اتنا سوچا کہ کا دیانی کا دعویٰ تو موعود عذاب موت کے تل جانیکا  
ہے۔ اور ان آیات میں جن عذابوں کی تفسیر دہا و ایمان سے تل جانیکا ذکر ہے۔ وہ عذاب نہ  
تو موت و ہلاکت کے عذاب ہیں۔ اور نہ موعود و موقت الزمان۔ پھر ان آیات سے اس کا استدلال  
کرنا اپنی وجاہت اور حماقت کا اظہار نہیں تو اور کیا ہے۔ ایسا الحامد الخامل ایسے عذاب  
مادون الہلاک قطعی موعود و موقت الزمان نہیں ہوتے۔ اسلئے یہ توبہ و استغفار سے (کو عاجزی و  
جھوٹی توبہ) لجاتی ہیں۔ بلکہ پہلی آیت تیسری متسک بہا میں صاف بیان ہے کہ یہ عذاب ایسے تل  
ہیے جلتے ہیں کہ لوگ ان عذابوں سے ڈر کر عاجزی کریں اور وہ عذاب ٹلین۔ لفظ لعلمہم یضوعون  
کوڑھ اور اسکے معنی کسی اہل علم سے پوچھ کر شہرہ مند ہو۔

(۴) وما کان اللہ معذبکم و ہم لیتعفرون  
چوتھی آیت وہ ہے جو اسکے رسالہ تفہیم میں  
نمبر ہے جس میں یہ بیان ہے کہ خدا تعالیٰ اس حالت میں عذاب نہیں پہنچتا جبکہ لوگ خدا سے بخشش  
مانگتے ہوں۔ اس آیت کے متسک بھی اس جابل خا بد و خامل نے اپنا جہل ظاہر کیا ہے اور اتنا سوچا

کہ جس خیالی و فرضی استغفار نے عبد اللہ اہتم کی موت کو ٹلا دیا۔ وہ اس پیشگوئی (زر و نگرلی) کے وقت اور اس سے پہلے ہی عبد اللہ اہتم میں موجود تھا۔ پھر اس استغفار کے ساتھ عذاب موت کا ڈر کیوں سنایا گیا۔ تیسرے مرشد کے اجماع اہم (معلم الملکوت) کو اتنی خبر نہیں کہ ایسا استغفار تو تمام پادری اور خاص کر عبد اللہ اہتم اکثر اوقات اور خاص کر نمازوں میں کرتے رہے ہیں یہ تو نہیں ہوا کہ جب پیشگوئی کا وقت ملنے لگا تھا اسی وقت وہ استغفار اس سے وقوع میں آیا۔

پانچویں آیت وہ ہے جو اس سالہ میں نمبر ۹ ہے اور اس میں یہ بیان ہے کہ جنگ اخلاقیہ دشمن تلے اوپر سے اڑے۔ تو تم لوگ اللہ تعالیٰ پر بڑے گمان کرنے لگ گئے۔ اور منافقوں کو

(۹) اذجاؤ کہم فوفکوم ومن اسفل منکم الہم اہم کہ خدا اور رسول نے مسو دہو کا وعدہ

کیا تھا۔

اس سے اس جہاں خاد و خال نے یہ بات نکالی کہ خدا تعالیٰ نے طبعی وعدوں کو ان کے وقت سے ٹلا کر دوسرے وقت پر ظاہر کیا کرتا ہے۔ جس سے لوگوں کو بڑے گمان پیدا ہوتے ہیں۔ اس استدلال میں ہی اس خاد خال نے اپنا جہل ظاہر کیا۔ اور اتنا نہیں سمجھا کہ جس نصرت اور وعدہ کے ظہور میں توقف ہوا اور اس سے کچھ لوگوں کو بڑا گمان پیدا ہوا۔ اس کا وقت ظہور خدا تعالیٰ نے مقدمہ وقت نہ کیا تھا۔ جن لوگوں کو بڑا گمان ہوا انہوں نے اسکی مدت قریب سمجھنے میں۔ خود دہو کا کہا یا۔ خدا تعالیٰ نے ان کو دہو کا نہیں دیا۔ اور نہ خود جوٹ بولا ہے اسے خاد خال اس آیت اور اسکے نظائر صحتی نصر اللہ وظنوا انکم قد کذبوا کی تفسیر دروین سنت میں نکلو اگر کسی عالم حدیث سے سن اور اپنے ایسے اعتقاد سے کہ خدا تعالیٰ اپنے وقت وعدوں کو دوسرے وقت پر ٹلا دیا کرتا ہے۔ اور کبھی قدر جوٹ ہی بول لیا کرتا ہے تو بے گورہہ تیسرے لئے جہنم تیار ہے۔

اس تفصیل سے ناظرین کو معلوم ہو گا کہ جن آیات سے گادیانی اور اسکے گمراہ اتباع موقت و موعود عذاب موت کے ٹل جانے پر استدلال کرتے ہیں۔ انہیں ہر ایک سے الگ الگ



جس سے انکار دعویٰ اور باطل اعتقاد ثابت ہو ان آیات کی تفسیر میں کافر یا کافر اور اسکے اتبع سے  
وجہ الیت سے کام لیا ہے۔ اور آیات قرآن میں یہودیوں سے بڑھ کر تکفیر کا ارتکاب کیا ہے۔ اور  
مسلمانوں کو دہوکا دیا ہے۔

یہ کافر یا کافر کے اس دعویٰ کا کہ کسی قدر جانے سے عذاب قطعی موعود ٹل جایا کرتا ہے اور  
اس کے دلائل کا رد و ابطال ہے۔ اب ہم اسکا معارضہ کرتے اور اسکے مقابلہ میں یہ  
ثابت کرتے ہیں کہ عذاب موعود قطعی جسمین موت و ہلاکت کی وعید ہے۔ نہ کہ بقدر ڈر جانے  
سے ہٹتا ہے۔ نہ پورے ایمان لانے سے اور خدا تعالیٰ اپنے وعید (عذاب یا کفر) میں  
کبھی چھوٹ نہیں بولتا۔ کافر یا کافر اور اسکے اتبع مفتری و ملعون ہیں جو خدا تعالیٰ کا اپنے  
وعید میں ہونا چھوڑ کر تے ہیں۔

کی قدر ڈر جانے سے عذاب موعود کے نہ ٹلنے پر یہ دلیل ہے کہ  
خونخاک خبر تک کسی قدر ڈر جانا ایک طبعی اور فطرتی اور قدرتی امر ہے۔ گو مجھ کے صدق کا  
سننے والے کو یقین نہ ہو۔ یہ خوف صرف احتمال صدق سے پیدا ہو جاتا ہے۔ گو آخر کو قائم نہ ہو  
تمثیلات۔ (۱) کوئی طبیب کیسے کہے کہ تو فلان مرض کے سبب اتنے دنوں کے  
بعد جائیگا تو سننے والا۔ گو کیسا ہی صاحبِ حوصلہ ہوشیار ہو۔ اور اس طبیب کا پورا امتیاز  
سکا دل پہ ضرور ڈر جائیگا اور یہ کہیگا کہ شاید حکم

گاہ یا شاید کوہ کے نادان بنلط برہنہ زندگی

اسکی شخص درست ہو۔ گو وہ آخر سنبھل جائے۔ اور اس طبیب کا زب یا غیر ماہر ہو نہ ثابت  
ہونے پر اس خوف کو دور کرے۔ (۲) کوئی رہاں یا جوتشی یا نجومی کیسے کہے کہ اتنے دنوں  
میں تیری جان یا مال کو نقصان نہ پہنچے گا۔ تو سننے والا کو مطلق علم نجوم یا ریل یا جوتش کا منکر ہو  
یا خاص کر اس شخص کے نجومی جوتشی ہونے کا انکاری ہو ایک دفعہ تو ضرور خائف و متروک ہو جائے  
گا اور یہ کہیگا کہ شاید علم نجوم و جوتش ریل واقعی علوم ہیں۔ یا اس شخص میں ان علوم کا کچھ

۱۶  
خونخاک  
یہ عذاب  
ایسا استغناء  
یہ تو نہیں  
اخرا تین  
بناقیہ  
کا وعدہ  
ت کے  
ہ میں  
انصرت  
قت  
قریب  
الہ ہے  
رد و این  
موت  
کوہ  
موت  
ہیں

دویشہ گمان مہر کو خالی ست شاید کہ بنگاہ خفتہ باشد  
 گو آرزوہ ان علوم کی نفی یا اس شخص میں ان علوم کے پاس نہ جانے پر دلائل قائم کر کے سنبھل  
 جائے۔ اور بے فکر ہو جائے۔ (۳۳) جس شخص کو کوئی چوڑھا جانتا ہو وہ اگر اسکو کیا کیا اگر خبر  
 کہ فلان شخص تیکے مار ڈالنے کی فکر میں ہے۔ اسکی ریختر سنے والے کو ضرور خوف پیدا ہوگا۔ اور  
 وہ یہ کہیگا کہ شاید یہ شخص حکیم "الکذوب" ایصدق اس خبر میں سچا ہو۔ گو آرزوہ تحقیقات اس کے  
 جھوٹ کا یقین کر کے بفر ہو جائے۔ (۳۴) جو لوگ نئی روش نئے علوم کی بازی میں آکر وجود خارجی  
 جنون اور شیاطین سے منکر ہیں یا نینچ اگر کسی کو یہ کہا جاوے کہ فلان مکان میں جن رہتا ہے اور  
 اسکے ایسے ایسے افعال و حرکات مشاہدہ میں آچکے ہیں۔ تو وہ تنہا خصوصاً رات کے وقت اس مکان  
 میں جا کر گاتو اسکے ولیمین کی قدر خوف دوہڑے کہ ضرور پیدا ہوگا گو آرزوہ سنبھل جائے۔ (۳۵) مسلمان  
 ہندوؤں کو اور ہندو مسلمانوں کو گمراہ جانتے ہیں مگر بعض لوگ ایک فریق کے دوسرے فریق کے  
 فقیروں اور عالموں سے ضرور ڈرتے ہیں۔ اور ان کی بددعا سے بچتے ہیں۔ اور ان کی دعاؤں  
 جہاڑ پھونک کے طالب ہوتے ہیں۔ حالانکہ ان کو بالیقین حق و نجات پر نہیں سمجھتے۔ (۳۶) قوم فرعون  
 حضرت موسیٰ کو نبی برحق نہ جانتے بلکہ جادوگر کہتے تھے۔ مگر سناہتم ہی اسکے وہ ان عبدالبون کو  
 ایہا الساحر ادع کنا دباک بما عندک اللہ جو ان پر وارد ہوتے موسیٰ کی نافرمانی کا نتیجہ سمجھ  
 ڈرتے ہی تھے اور کہتے تھے کہ او! ساحر تو خدا سے دعا مانگ کہ وہ غدا ابٹاوسے۔ تب ہم ایمان  
 لے آویں گے۔ (۳۷) مکہ کے کافرا حضرت کو نبی برحق نہ مانتے مگر انہیں قحط آیا۔ تو وہ اس سے ڈر کر  
 آنحضرت سے دعا کے ملتی ہوئے۔ (ان دو مثالوں کو کادیانی نے ہی تسلیم کیا۔ اور ان سے غلط  
 نتیجہ نکالا ہے۔) (۳۸) ایک مثال میں اپنے آپ پر گدزی بیان کرتا ہوں۔ میں کادیانی کو دوسرے  
 کافر سترتہ۔ زید بلیق۔ جانتا ہوں۔ اور اسکے عامل سحر و سحریم ہونیکا ہی یقین نہیں رکھتا۔  
 اور اسکو صرف فقرہ ساز و مہو کا باز اور لاف زن جانتا ہوں۔ بالہنہ میں ۱۹۰۰ء میں جب اسکے  
 سامنے بمقام لودھانہ گیا۔ تو اس خیال کے بباد اسکو سحر یا سحریم میں دخل ہو اس سے ڈر کر اسکے

مفسر

جلد ۱۹  
سنبھل  
اور  
وگا۔ اور  
اس کے  
خارجی  
پہ اور  
سکان  
سکان  
ن کے  
دعا اور  
فرعون  
ن کو  
بھیکر  
ایمان  
ر کر  
غلط  
بڑھ  
نا۔  
کے  
کے

ساتھ چار چشم نہ ہوا۔ اور خود تین اور آیتہ الکرسی پڑھ کر اپنے بدن پر پونہ کے اسکی مجلس میں پڑھا۔ اور جب تک اسکی مجلس میں رہا۔ لاکھوں کو لاکھ آقا باللہ پڑھا۔ اور ڈرتا رہا۔ کہ شاید یہ عامل سحر یا سحر نیرم ہو۔ اور اسکا منتر یا نظر بد مجھ پر چل جائے۔

ان تیشلات سے ناظرین کو یقین ہو گا کہ یہ قدر ڈر جانا ہر ایک خوفناک خبر سنکر ایک طبعی اور فطرتی امر ہے۔ جس سے کوئی صاحب فطرت سلیمہ انکار نہیں کر سکتا۔ اس قاعدہ سے ہم یقین کر سکتے ہیں کہ جن اقوام عاد اور ثمود وغیرہ پر خدا کا عذاب آیا۔ وہ اس عذاب کی خبر سنکر ضرور کہیں قدر ڈر گئے ہونگے۔ مہذبہ ذہن ان سے نہیں ٹلا۔ اور وہ لوگ ہلاک کئے گئے۔

اس تجویز کے موید قرآن کی وہ آیت ہے جس میں عام اقوام کا حال بیان ہوا ہے۔ کہ پھر خدا کا حتی اذا اخذنا ما ترفیہم بالعباب اذا ہم یبھرون۔ لا یخبرو البیوم انکم میتا لا تبصرون۔ (المومنون ۶۴)

ہیں۔ قوم عاد کے حالات میں مفسرین نے لکھا ہے کہ جب اس قوم نے حضرت ہود نبی کو نہ مانا تو انہیں خدا تعالیٰ نے تین برس قحط کو متسلط کیا۔ پس انکے وکیل قبیل بن عسر وغیرہ دعاؤں بارش کے لئے نکھر بیٹھے۔ جب خاص حرم میں دعا کرنے لگے تو قبیل بولا کہ اے ہمارے خدا ہود

وقال قبل بن عسر حین دعایا اللھنا ان کان ہود صادقاً فاستقنا فانا قد ہلکنا فانشاء اللہ سبحانہ ثلاثاً بیضاء وحمراء وسوداً ثم نادوا منادٍ من العباب یا قبل اختر لنفسک وقومک من ہذہ السحاب ما شئت فقال قبل اخترت السحابۃ السودا فوافیہا

سچا ہے تو ہمارے لئے بارش نازل فرما۔ اس وقت تین بدلیاں نودار ہوئیں۔ سفید، سرخ اور سیاہ اور آسمان سے آوازی آئی کہ اے قبیل جس بدلی کو پسند کرتا ہے پسند کر لے۔ اُس نے سیاہ بدلی کو پسند کیا۔ تو خدا تعالیٰ نے اسی بدلی کو قوم عاد کی بستیوں کی طرف متوجہ کیا۔ ان لوگوں نے اس بدلی کو دیکھا اور خوش ہو گئے۔ اور بارش کے پہلے ہی پہنچ گیا۔

التي اختارها قيل فيما فيها من النعمة الى عباد  
 حق خرجت عليهم من اولادهم يقال للمغيبه  
 فلما داوها استبشروا وقالوا هذا عارض  
 ممطر نايقول الله تقابل هو ما استعجلتم  
 به في فيها عذاب اليمه كل شئ باهر بها  
 اي يهلك كل شئ مرت به وكان اول من  
 ابصر فيها وعرف انها ريو مملكة امراه من  
 عاد يقال لها محمد فلما تبينت ما فيها حقا  
 ثم صعقت فلما افاقت قالوا لها ما اذا  
 قالت ايت ريجا فيها كشهد النار اما هذا  
 يقودونها فسخرها الله عليهم سبع ليال و  
 ثمانية ايام حسوما فلم تدر من عاد احد  
 الاهلك (معالمه ۳۲۲)

وقال لهم صالح انتم تهكم حرمت الله فالشرا  
 اعداب الله وتقمتم قالوا هم يهزؤون به  
 فلما يا صالح وما ايت ذلك فقال لهم صالح  
 حين قالوا ذلك تصبحون غداة يوم موت  
 ووجوهكم مصفرة ثم تصبحون يوم العروبة  
 ووجوهكم محمرة ثم تصبحون يوم شيار ووجوهكم  
 مسودة ثم يصبحكم العذاب فاصبحوا يوم  
 الحساب ووجوههم مصفرة كما ناطلبيت

مگر حقیقت وہ آنہی تھی۔ جا بظہر دن آنے سے پہلے ہی  
 اور اس کے اس قوم کے گہروں کو اکھاڑ کر پینک دیا۔  
 سب سے پہلے اس آنہی کو ایک عورت نے دیکھا اور اسکو  
 دیکھ کر چلا اٹھی۔ اور یہوش ہو گئی جب وہ ہوش  
 میں آئی تو لوگوں نے سب پوچھا اس نے کہا کہ میں نے  
 اس آنہی میں دیکھی ہی جسکو کئی آدمی کہتے تھے  
 ہیں۔ سو دیکھو قیل کی دعائیں نہ کسی اور پر  
 اس سے بڑھ کر خوف و انابت موجود تھی۔ یہاں  
 اس عورت میں پرے سے کا خوف پیدا ہو گیا  
 تھا۔ مگر چونکہ اس عذاب کا وعدہ ہو چکا ہے لہذا  
 اس خوف و انابت سے نہ ٹلا۔

اور قوم مشرکوں کے حالات میں  
 نے کہا ہے کہ جب انہوں نے اوشنی کو کاٹ دیا۔  
 تو حضرت صالح نے انکو کہنا کہ تین دن کے بعد  
 تم پر عذاب نازل ہوگا۔ اور اسکی علامت یہ فرمائی  
 کہ حجرات کے دن تمہارے موہنے زرد ہو جائیں گے  
 جبکہ کوئٹھ ہفتہ کے دن سیاہ۔ پھر عذاب نازل  
 ہوگا جب حجرات کا دن آیا تو ان کے موہنے زرد  
 ہو گئے۔ اور انکو عذاب کا یقین ہو گیا۔ اور انہوں نے  
 نے جان لیا کہ صالح نے سچ کہا تھا۔ زور سے دن  
 موہنے سرخ ہو گئے۔ پھر وہ چلاؤ۔ اور روئے لگے۔

نمبر ۴۴ جلد ۱۶  
 بالخلوة  
 بالذنا  
 اليسوا  
 الاجل  
 محضو  
 وبكوا  
 باجمع  
 وحضو  
 اذا جوه  
 جميعا  
 الاحد  
 معالى  
 اصبح  
 بالقوه  
 بالارض  
 اور فرمایا کہ اب  
 فلما ادرک  
 اصنت  
 الایان  
 فالیوم  
 انما یرضون  
 اساعت

اور پیمان گئے۔ کہ عذاب آئیگا۔ اور سب کے بول  
 ٹپٹے سکے ووزن گزر گئے۔ اب عذاب آئیگا۔ تیسرا دن  
 ہو اترا ان کے مہینہ کا لے ہر گئے۔ اور سب کے جلا  
 ٹپٹے۔ کہ بس اب عذاب آئیگا۔ اور ہفتہ کے دن سب  
 کفن پہن لئے اور زمین پر گر گئے۔ اور ہلاک ہوئے  
 دیکھو اس قوم کے یہی عذاب کے لئے سے پیشتر  
 پہلے اور دوسرے تیسرے دن اسکی علامات دیکھو  
 کیسا خوف کیا تھا۔ مگر چونکہ وعدہ عذاب ہو چکا تھا۔  
 لہذا یہ خوف ان کے کام نہ آیا۔ اور وہ عذاب نہ ملا  
 ایمان لائیسے قطعی ہو جو عذاب کے نہ ملنے  
 پر دلیل وہ نص قرآن ہے جس میں بیان ہے کہ فرعون  
 روئے لگا تو بولا۔ میں اس عذاب پر ایمان لایا جس پر  
 نبی اسرائیل ایمان لائے ہیں۔ اور میں مسلمانوں  
 سے ہوں مگر خدا تعالیٰ نے اسکو منظور نہ کیا۔

بالخلوة صغیرہم وکبیر ذرہم وانشیئتم فایقنوا  
 بالعداب وعر فوا انصالحا قد صدقتم فلما  
 ایسا و اصاحوا باجمعہم الا وقد مضی یوم من  
 الاجل فلما اصبحوا الیوم الثانی اذا وجہہم  
 محمورا کما خضبت بالدماء فصاحوا ورجعوا  
 وکبوا وعر فوانہ العذاب فلما ایسوا صلیحوا  
 باجمعہم الا وقد مضی یومان من الاجل  
 وحضر کم العذاب فلما اصبحوا الیوم الثالث  
 اذا وجہہم مسودا کما ظلمت بالانوار فصاحوا  
 جمیعا الا قد حضر کم العذاب فلما کان یلین  
 الاحد خرج صالح من بین اظہرہم ومن اسلم  
 معذالی الشام فانزل رملت فلسطین فلما  
 اصبحوا القوم نکفوا واثمنظوا والقوا انفسہم  
 بالارض (معالہ ص ۳۱۶)

اور فرمایا کہ اب ایمان لاتا ہے، اور اس سے پہلے تو نافرمان رہا۔ اور غضبوں سے آج تیرے بدن  
 کو ہم زمین پر نکال کر پھینک دینگے تاکہ تو پھیلنے کے لئے  
 ایک نشان عبرت ہو۔ اور دوسری جگہ فرمایا۔ فرعون  
 اور سب کو پیر صبح و شام آگ کے سامنے پیش کرتے جا  
 ہیں قیامت کے دن کہا جائیگا۔ آل فرعون کو  
 عذاب میں داخل کرو  
 اس آیت سے صاف ثابت ہوا کہ قطعی

فلما ادركه العرق قال امنت ان لا اله الا الذي  
 امنت به بنو اسرائيل وانا من المسلمين  
 الان وقد عصيت قبل وكنت من المفسدين  
 واليوم نجيتك بيدنا و لنتكون من خلفك  
 انما يؤمنون عليها غدا او عشيا ويوم تقوم  
 الساعة ادخلوا آل فرعون اشد العذاب  
 (الشم من ۵۶)

تطری  
 دیا  
 ترکو  
 ہر  
 این  
 چے  
 لایا  
 ہوا  
 ہوا  
 دیا  
 جد  
 الی  
 س  
 س  
 س

۶

موعود عذاب پورا ایمان لانے سے ہی نہیں ملتا۔ اس آیت سے یہ بھی ثابت ہو کہ حضرت یونس کی قوم کا عذاب جو ایمان لانے سے مل گیا۔ وہ قطعی موعود نہ تھا۔ بلکہ شرعی مشروط بہ عدم ایمان تھا۔ اس واسطے وہ ایمان لانے سے مل گیا۔

بعض علماء نے یہ فارق بیان کیا ہے کہ فرعون کا ایمان عذاب آنے کے بعد تھا اسلئے نہیں ملا اور قوم یونس کا ایمان عذاب آنے سے پہلے تھا اسلئے مل گیا۔ مگر یہ فارق لائق لحاظ نہیں ہے۔ اولاً لفظ قرآن کشفنا عنہم عذاب الخزی کہہ رہے کہ قوم یونس پر یہی عذاب آگیا تھا۔ اور انظار ہو گئے تھے ہی خدا تعالیٰ کشفنا یعنی عذاب کو ہٹنے کہل دیا۔ فرمایا قاتلنا غیرا مطلق موعود کے ملنے کی وجہ وعدہ الہیٰ لزوم کذب۔ سو جیسا عذاب آئیے بعد سے ایسا ہی آجانے سے پیشتر ہے۔ لہذا کوئی وجہ نہیں کہ عذاب آنے سے پیشتر ایمان ہو۔ تو خدا کے وعدہ میں لزوم کذب جائز ہو۔

اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ کاذبانی کا یہ دعویٰ کہ کسی قدر ڈر جانے سے عذاب قطعی موعود مل گیا ہے دروغ بے فروغ ہے اور اس دروغ پر یہ دروغ کہ کسی قدر ڈر جانے سے عذاب قطعی موعود کا مل جانا قرآن سے ثابت ہے۔ کاذبانی کی بے ایمانی اور پرے سے کسی دلیری اور بے حیالی ہے۔ پھر اس کی وجہ ایمانی کے بہرہ رسا سکا یہ دعویٰ کرنا کہ عبداللہ اتم کی قدر ڈر گیا تھا۔ اسلئے اسکی موت کا موعود عذاب ٹلا گیا۔ روز روشن کو رات بنانا۔ اور اپنے معتقدین کی آنکھوں میں تھک ڈالکر دن کی رات ہونیکا اسلئے اعتراف کرنا ہے۔

اس کے اس لیرانہ دعویٰ کے جواب میں مسلمان اہل بصیرت یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ کتب قرآن درجہ انوار کنا رہا۔ اگر عبداللہ اتم صاف لفظوں میں کلمہ شہادت پڑھتا اور آئندہ از لای الہ الا اللہ از محمدا رسول اللہ کہتا چیر وہ اب قائم نہیں رہا۔ اور صاف کہہ رہا ہے کہ میں اسلام کو سچا نہیں جانتا اور نہ اس میں شکی کوئی میں کہی میں اسکو سچا جانا ہے۔ تو ہی اسکا وہ جو شرط رجوع بحق (یعنی ایمان کامل) سے مشروط تھا۔ برگزہ نکلیا جاتا۔ اگر وہ الہام خدا کی طرف سے ہوتا۔ تو کاذبانی کا اپنا ایسے مہم شیطان کا دیکھو سہ تھا اس واسطے باوجود عدم تحقق رجوع بحق

یہ سب کچھ  
ایمان تھا۔  
سے نہیں ملا  
و کاف  
ہو گئے تبا  
وعدہ الہی  
ین کہ عذاب  
فی عود گھیا  
عود کاٹل جا  
پہلے ہی  
کا موعود  
ان کی رات  
ہیں کہ قدر  
لا الہ الا  
ہے کہ میں  
اس کا وہ  
ان کی طرف سے  
برجوح بن

یعنی ایمان کامل وہ عذاب مل گیا۔ اور اس پیشگیوں کا کذب ظاہر ہوا۔  
صفحہ ۵۵ سے اس مقام تک کادیانی کی دوسری بات کا جواب ہو۔ جو عذر سوم منقول حدیث کی تائید  
میں اس کی تھی اور وہ بات ص ۳۹ میں منقول ہے۔ اسکے ضمن میں ص ۵۵ سے حد تک حضرت  
یونس کی قوم سے عذاب ٹھکانے پر بحث ہوئی۔ اب اس عذر سوم کے بقیہ مریدان جو جو کاذب ہوتے ہیں  
اس سے منقول ہیں جو اب یاد دلاتے ہیں۔ عذر سوم کی تائید میں ثالثاً جو کادیانی نے کہا ہے کہ  
عبداللہ اہم کامیری پیشگیوں سے کہی قدر ڈر جانا اسکے شہر شہر پہ پہلے پہلے سے ثابت ہے۔ وہ اگر نہیں  
ڈرا۔ تو اب تم کہا ہے۔ اور شہر اور وہ انعام لے۔ اگر پہلے ایک سال کے عرصہ میں نہ مر جائے اس سے عذاب  
اہم کا واقعی ڈر جانا اور اس ڈر کی وجہ سے موت سے بچ جانا ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ اس سے کادیانی کا  
وجہل بیچیا۔ وہ کہ باز جیلہ ساز۔ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور اس کلام سے اس کا مقصود معلوم ہوتا  
ہے کہ یک سال تو اور میرا دام نہ دیر بچھا رہے۔ اور اس میں اجتن بالدر عقل کے اندھے کانٹے کے پورے  
پہننے میں مگر یہ اس کا خام خیال اور سودا محال ہے۔ اسکے اس حدیث سے اسکے بہت سے مخلص اتباع جنہیں  
کہی قدر ایمان و عقل باقی تھی نکلی گئی۔ اور وہ سمجھ گئے کہ یہ محض حیلہ سازی ہے۔ اور یہ پیشگیوں کی  
ہو چکی۔ اسکے اچھے اچھے معتقدین لاہور۔ امرتسر۔ گجرات پنجاب وغیرہ سے ہر کو معتبر ذرائع سے  
خبریں پہنچی ہیں کہ اب وہ یہ باتیں کہہ کر مخرف ہو گئے ہیں۔ اور کادیانی کو چھپا دیا کہ وہ کہتے ہیں۔  
کادیانی اس سے انکار کر گیا تو ہم ان کی فہرست شائع کریں گے انشا اللہ تعالیٰ۔  
اب اسکے دام میں پھر وہی لوگ رہ گئے ہیں کہ جو عقل و ایمان کو بالکل کادیانی کے ماتھے فرو  
کر چکے ہیں۔ یا وہ لوگ درحقیقت اسکے معتقد ہی نہیں تھے۔ صرف بحسب ظاہر اسکے معتقد بنے  
ہوتے تھے۔ اسکے لنگر سے پیٹ بہنے اور گوشت پلاؤ پر لپٹے کہا نیکو۔ یا اپنے باطل مذہب لاندہی  
بجرت و ہریت کادیانی کے ذریعے سے پیدلانے کو۔ آن لوگوں کے سوا اور سب لوگ جان اور مان  
چکے ہیں۔ کہ یہ کادیانی نے محض حیلہ بنایا ہے۔ اور درحقیقت نہ عبداللہ کی نقل مکانی سے اس کا  
ڈر جانا ثابت ہوتا ہے۔ اور نہ صرف ڈر جانے سے پیشگیوں کا سچا پہنا۔ مگر یہ ہے کہ عبداللہ اہم کا

شہر مشہر ہونا اسکی پیشگوئی کی قدرتی اور غیر اختیاری اثر سے ڈر کر نہ ہو۔ بلکہ وہ کاویانی اختیاری تدابیر و اسباب ہلاکت کے خوف سے ہو۔ کیونکہ عبداللہ آہم امرت مسرین پیشتر بننے کے بعد حضرت الناس کے طور پر قیام پذیر ہوا ان اسکا حکمانہ رعب نہ تھا۔ لہذا نہ میں وہ اسلئے پناہ گیرین ہوا کہ وہ اسکا ایک دام و مشر لوئیس ڈسٹرکٹ جی کی حکومت اور رعب و ادب رکھتا تھا۔ وہ ان جب کاویانی کی مخفی اسباب و تدابیر ہلاکت کا اسلئے مشاہدہ کیا تو وہ ان سے فیروز پور میں اپنے دوستوں کو اسکا اسٹنٹ کاشنر کے یہاں وہ پناہ گیرین یہاں تک کہ میعاد پیشگوئی ختم ہو گئی۔

چنانچہ اس امر کا عبداللہ آہم اور اسکے عیسائی بہائون نے خود اظہار کیا ہے۔ اور اخبار دن اشہار میں مشہر کر دیا ہے کہ وہ اس پیشگوئی کے قدرتی اثر سے نہیں ڈرا۔ اور نہ اس نے اسلامی عظمت کو اپنے دل میں دخل دیا ہے بلکہ وہ کاویانی کی اختیاری تدابیر اسباب ہلاکت سے ڈر کر ہانپتا ہے۔

اخبار رومی دار لاہور ۱۹۱۲ء میں عبداللہ آہم کے ایک خط کا خلاصہ بالفاظ ذیل نقل کیا ہے: میں خدا کے فضل سے تندرست ہوں۔ اور ابھی تو جو صلا ۸۲۶ مرزا صاحب کی بنائی ہوئی کتاب نزول مسیح موعود کی طرف دلاتا ہوں جو میری نسبت اور دیگر صاحبان کی موت کی پیشین گوئی ہے۔ اسے شروع کر کے اب تک جو کچھ گزرا ہے اچھا معلوم ہے اب مرزا صاحب کہتے ہیں کہ آہم نے دل میں اسلام قبول کر لیا ہے اسلئے ہمیں ہرگز خیر اللہ اختیار ہے جو چاہیں سو کہیں جیل ہونے میرے سر سے کی بابت جو چاہا سو کہا اور اسکو خدا نے چھڑا کیا۔ اب یہی ان کو اختیار ہے جو چاہیں سزا دیا کریں۔ کون کسکو روک سکتا ہے۔ میں دل سے اور ظاہر پہلے ہی عیسائی تھا۔ اب یہی عیسائی ہوں۔ اور خدا کا شکر کرتا ہوں جب میں امرتسر میں جلسہ عیسائی بہائون میں شامل ہونے کو آیا تھا تو وہ ان بعض اشخاص نے پہلے تو ظاہر کر دیا تھا کہ آہم مر گیا ہے نہیں آویجا۔ اور جب چھو ریوے پلیٹ فارم پر دیکھا گیا تو کہنے لگے کہ یہ آہم کی شکل کا بڑے کا آدمی بنا ہوا ہے۔ اگر بڑے سکتے والے ہیں۔ بڑے آدمی میں کل لگا ہی ہے۔ ایسی ایسی باتوں کا جواب صرف خاموشی ہے۔ میں راضی خوشی تندرست ہوں اور ویسے ایک دن مرنا تو ضرور ہی ہے۔ زندگی موت صرف اللہ کا



جلد ۱۶  
 ۱۱۳  
 لعلت البدلیٰ الکاظمین  
 جہنمی  
 مہجوری  
 ایوان کی  
 بداس  
 ایشیا  
 لولہ  
 حصہ  
 اصا  
 دت  
 پتے  
 میں  
 تیار  
 تھا  
 ل  
 پجو  
 سے  
 ہی  
 ہا

کے ہاتھ میں ہے۔ اب میری عمر ۶۸ سال سے زیادہ ہے۔ اور جو کوئی چاہے پیشگوئی کر سکتا ہے  
 کہ ایک سو سال کے اندر اندر اس وقت کے جو باشندے اس دنیا کے ہیں سب مر جائیں گے۔  
 اخبار نور افشان لودھانہ ۱۶ ستمبر ۱۹۶۷ء میں درج ہے:- اُس مقام پر اس بات کا ذکر کرنا  
 خالی از لطف نہوگا۔ کامر شترین ڈپٹی صاحب کے ہاک کرنیکے لئے تین دفعہ حملے کئے گئے چونکہ انکا امرت شترین  
 رہنا باعث اندیشہ تھا اسلئے ڈپٹی صاحب، ۱۳ اپریل کو امرت سے جہنڈیالہ تشریف لیگئے اور وہاں سے  
 لودھانہ کو پٹیلے گئے۔ جہاں ایک شخص برچی سے ڈپٹی صاحب کا کام تمام کرنا چاہتا تھا۔ لودھانہ میں کچھ  
 دن رہ کر ڈپٹی صاحب فیروزپور میں رونق افروز ہوئے۔ اسجگہ انچار حملے ہوئے۔ بندوق سے  
 دو دفعہ گولی چلی۔ ایک دفعہ ایک شخص گنڈا لٹے ہوئے نظر آیا۔ دو دفعہ تین۔ تین آدمی رات  
 کے وقت قریبے کہیتون میں چپے ہوئے معلوم ہوئے۔ جو پولیس کے تعاقب کرنے سے مفروضہ ہو گئے۔  
 اور انہیں میں سے ایک دفعہ رات کے وقت ۳ آدمی کو بٹھی کا دروازہ توڑ رہے تھے۔ چونکہ ایسے وقت  
 میں زیادہ حفاظت کی ضرورت تھی (جو پیشگوئی کا آخری روز تھا) اسلئے ڈاکٹر کلا رک صاحب  
 ۱۶ ستمبر ۱۹۶۷ء کو امرت سے فیروزپور تشریف لیگئے۔ رات کی وقت حسب محفل پولیس کا پہرہ رہا۔ اس  
 اسی پرچہ اخبار نور افشان میں ڈپٹی آہتم کے امرتسرنے کجا حال بیان کیا۔ اور کہا۔ بعد از ان ڈپٹی  
 آہتم صاحب نے محفل میں کھڑے ہو کر اپنا حال سنایا کہ میرے لئے البتہ پہلے امتحان آیا تھا۔ اور میرا خیال تھا۔  
 کہ شاید میں ناراضی جاؤں گا لیکن پتہ ہی کلیسا خداوند کی کلام کو یاد رکھے جو موسیٰ کی معرفت ہوا۔ کہ  
 اگر کوئی تمہارے درمیان جھوٹا ہی آوے۔ اور نشان مقرر کرے۔ اور اسکے کہنے کے بموجب ہو۔ تو خیر دار  
 تم اسکے پیچھے نہ جانا۔ کیونکہ خداوند تمہارا خدا نکو آزماتا ہے۔ اور یہ جو ہمیںے گذرے میں انکی بابت انہوں  
 نے فرمایا۔ کہ میں نے فقط دو باتیں دیکھیں جن سے میری تسلی رہی یعنی خداوند روح القدس کا سہارا  
 اور خداوندی سب سے بچ کا خون۔ پہلے کہہ کر بے اختیار نکلے انھو نکل پڑے۔ نیز جماعت کو یہی آئینہ رہی  
 کا دیوانی چونکہ ایسا شیعہ و پھار در دلیس کے عقل اور حیا دونوں سے اکیلا مقابلہ کر رہا ہے لہذا  
 انسے عبد اللہ آہتم کی اس بات کہنے کو کہ میں ناراضا تھا۔ اور اس پر رو حیسے کو اپنے دعویٰ

کی دلیل بنایا اور یہ مشہور کیا کہ عبداللہ اہم میری بیٹی کی ہے سے ڈر کر یہ کلمہ بولا۔ اور اسپر رو پڑا۔ اس کے  
 رو و جواب میں اور نیز کا دیانی کی درخواست قسم طبع ہے۔ انعام کے جواب میں مسٹر عبداللہ اہم  
 کو یہ مشہور کرنا پڑا کہ میں تیری بیٹی کی غلط سے نہیں ڈرا۔ لکھتیرے ماجائز و سائل تو تمہارے ڈرنا پڑا  
 اور تم کہانا۔ اور ال کالچ کرنا میرے مذہب میں منع ہے۔ چنانچہ نور افشان ۲۱ ستمبر ۱۹۹۲ء میں  
 عبداللہ اہم کا یہ خط مشہور ہوا ہے۔

بخدمت مکرم ڈاکٹر صاحب نور افشان! بعد از تصدیق یہ ہے کہ فتح اسلام اور حق تقریر مرزا صاحب  
 کا دیانی کا جواب میر طرف سے یہ ہے کہ میں نے کچھ ہی عظمت اسلام سے جناب کی نبوت اولین میں نجات  
 کے لئے مدد نہیں لی۔ مانا البتہ میں جناب کے خونی فرشتوں سے ڈرا چیتا رہا ہوں۔ خصوصاً جاہل  
 آخری آپ کے ۵ ماہ کی نبوت میں نہ اسلام کی عظمت الہامی سے اور نہ الہامی توحید کی تعظیم سے اور نہ  
 میں کچھ متزلزل ہو کر انہییت والہمیت میرے نزدیک رہی بھیج ہے۔ بلکہ وقت مباحثہ میں شرح  
 کی آہی۔ تم باقی رہی یہ بات کہ میں نے پہلے جناب کے ساتھ کوئی شرط یا قسم یا آہی نہیں۔ اور نہ آئندہ  
 بانہ ہونگے۔ اور نہ آپ کے یہ ہوں کہ مجھے کچھ لالچ ہے۔ اور جنہوں نے آپ کے ساتھ کچھ بیہودگی کی ہے اور  
 جو آپ کے ساتھ کرتے ہیں اسکے شامل میں نہیں۔

یہی جناب مرزا صاحب کو معلوم ہوا کہ قریب تیر برس کی تو عمر ہی میری ہے۔ پھر آئندہ سال طربان  
 جناب کیا مننے رکھتا ہے کیا جناب کے خونی فرشتوں کو پہلے موقع میرے مارنے کا نہیں ملا۔ جو ایک سال کی  
 کی بہت آد طلب ہوتی ہے۔ مرزا صاحب سچے خدا سے ڈرو۔ میں تو نبوت کے لئے طیارسی  
 بیٹھا ہوں۔ مگر آپ کو یہی مرنا ہے۔ میں آپ سے بدلہ کچھ نہیں چاہتا۔ مگر خدا سے آپکی خیر و عافیت کی دعا  
 ہوں۔ والسلام۔  
 عبداللہ اہم مقام فیروز پور۔ محوڑہ ۲۱ ستمبر ۱۹۹۲ء

اس مضمون کا ایک خط عبداللہ اہم کا بنام۔ ملاحظہ بخش صاحب اکا اخبار جعفر زانی  
 لاہور میں چھپ کر مشہور ہوا ہے۔ اور اصل خط و خطی خاص مسٹر عبداللہ اہم صاحب کا ہے۔ یہ مقام لاہور دیکھا  
 اسکی نقل ہی استقام میں مناسبت ہے۔

### ڈپٹی چیف الد صاحب کا خط - آمدہ مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۳۶ء

جناب محسن بندہ جناب مولانا محمد بخش صاحب صاحب اخبار جعفر علی لاہور تسلیم۔ آپ کے خط کے جواب میں  
 قلمی ہے کہ میں اپنے ایمان مسیحی کی بابت مفصل اخبار روزانہ افغان وغیرہ میں اشتہار دیکھا ہوں کہ میں سچے  
 سے عیسائی جسطرح تھا اب تک اپنی ایمان پر قائم ہوں اور ہرگز اسلام کی طرف فریبی یا بل نہیں ہونا ظاہر نہ  
 باطن میں۔ تو اب فرمائیے کہ اس سے زیادہ کیا کر سکتا ہوں۔ جو آدمی کچھ ہی عقل رکھتا ہے اس سے صاف جان  
 سکتا ہے۔ باقی رہا مرزا صاحب کا شرط لگانا کہ آہم قسم کہا کر یہ بات کہہ دو۔ سو صاحب من میرے مذہب میں تو قسم  
 کہا ناممکن ہے۔ مٹی کی انجیل میں صاف کہا ہے کہ تم ہرگز قسم مت کہاؤ۔ مان کے مان۔ اور نہ کی نہ ہونی چاہو  
 اور ہزار بار اور دہنہر کی شرط لگانا تو ایک طرح کی جویر بازی ہے میرے خیال اور میرے مذہب میں اس طرح کا لاج  
 ہی تم ہے۔ مرزا صاحب کی مرضی جو چاہیں سو کہتے جائیں میں تو پہلے ہی یہ دھا مانگتا تھا۔ اور اب ہی دھا مانگتا ہوں  
 کہ باخدا اتنا لے! تو مرزا صاحب قادیانی پر رحم کر۔ اور اسکو بدایت کر کہ راہ راست پر آوے۔ اور اسکو صحت اور زندگی  
 جسمی اور دماغی بخش آئیں۔ اس سے زیادہ سب کچھ فضول ہے۔ اور میں ایک ضعیف العمر آدمی قریب ہشتال کی عمر  
 کا ہوں آخر کہا تک جیون گا۔ کون جانتا کہ جب خدا اتنا لے پلاے۔ زیادہ نیاز۔  
 آپ کا شکور بندہ عبدالقدیم ہڈنٹر ایکسٹریٹ اسٹٹ کسٹرز ان مقام فیروز پور۔  
 اس خط پر جو ملا صاحب پنجابی زبان میں ریپارک کہا ہے۔ اسکا نقل کرنا ہی ناظرین کی دلچسپی سے خالی  
 نہوگا۔ ملا صاحب فرماتے ہیں۔

ک کفر دے فتوے سب عالماندے لگے مرزے تے تے حواریان دے -  
 لکھیاد تے قرآن حدیث اندر شہطان لاوند اوانگ جواریان دے -  
 یتسکر کا ذبا! ہوئے الہام جہڑے جہڑے شگے تون ساک کواریان دے  
 لگکر ون کہرن مرزے ملان فرج کرسی مستفتح کہین با زریان ہاریان دے  
 مسٹر آہم کے اس بیان پر کہ وہ اس شکیبائی کی تقدسی تاثیر سے نہیں بلکہ قادیانی کے اختیاری  
 اسباب و تلبیر و لالکت سے ڈر کر نقل مکانی کرتے رہے۔ ہم ایک دلچسپی لیں پیش کرتے ہیں جس سے کئی شخص کو

کے  
 مہر  
 جلد  
 ۱۶  
 ۱۱۵  
 بنت المد علی الکافورین

اگر وہ ادنیٰ نعمہ الضائیہ رکھتا ہو گاشک نہ ہوگا۔ اور وہ دلیل یہ ہے کہ عبداللہ اہم ایک بھینس میں  
(نہیسی آدمی) جو۔ اور وہ اپنے مذہب کا یون کی روسو خدا کی سلطنت اور قدرت پر جگہ مساوی سمجھتا ہے۔  
پس اگر اس پیشگوئی کو خدا کی طرف سے سمجھتا اور خدا تعالیٰ کے مواخذہ سے ڈرتا تو وہ اس خوف سے نقل  
مکانی ہرگز نہ کرتا کیونکہ وہ خوب یقین رکھتا تھا۔ کہ خدا تعالیٰ کی پکڑ ہر جگہ مساوی ہے۔ اسکو نہ سٹر لیس  
و شکرٹ لورڈ مانہ کا رعب روک سکتا ہے۔ نہ سٹر سیا داس اکثر اسٹنٹ فیروز پور کا رعب۔ لہذا اسکی  
اس نقل مکانی سے صاف ثابت ہو کہ وہ اس پیشگوئی کو خدا کی طرف سے نہ سمجھتا۔ اور اسکے قدرتی  
اثر اور خدا کے مواخذہ سے ہرگز نہ ڈرتا تھا۔ بلکہ وہ کادیانی کے اختیاری وسائل و مخفی تدابیر سے ڈر کر  
ایک جگہ سے دوسری جگہ ہزار بار۔

یہی ہے جناب خسارت آف کادیانی صاحب ابی نقل مکانی عبداللہ اہم کی قدرتی مواخذہ سے ڈرنے  
پر دلیل ہوئی۔ اور آپ کی دلیل انٹی آپ ہر پڑھی۔ اختیاری وسائل و تدابیر بلاکت سے خوف کے جواب میں  
کادیانی نے رسالہ انوار کے صفحہ ۱۰۱ میں ایک نوٹ کے ضمن لکھا ہے کہ میں کسی جگہ کا بادشاہ نہ تھا  
چال چلن کے روستے خوزیز اور ڈاکو نہ تھا۔ پہلے سفدر و شہت کہاں سے پڑ گئی۔ اگر یہ حق خوف نہ تھا۔  
اسکا جواب یہ ہے کہ اعتقاد اولیٰ تمہارے ڈاکو خوزیز ہونے میں کیا شک جب تم اپنی کتاب

دساوس کے صفحہ ۶۰ میں صاف لکھ چکے ہو کہ کافر کا مال اور جان سکی ملک نہیں رہتی۔ خدا جسکے ہاتھ سے  
چاہتے تلف کر دے۔ اب اگر عملاً ڈاکو ہونے میں لیتو اس مسئلہ کو عمل میں لائے اور لارٹ مار شروع کر زمین کس پر ہے  
توحیدیت کی کسر ہے اور یہ بات مسلم کلم ہے عقل اور چال چلن ہمیشہ اعتقاد کے تابع ہوتا ہے۔ ایک اعتقاد  
ثابت معلوم ہو گیا تو اس عمل میں بجز جمعیت کیا کسر رہی۔ اس عام لوگوں کے خیال اور اسکے دلائل کو آج  
ہی کادیانی نے نام نہ تو ہم اسکے قول سوم کے جواب میں کہیں گے۔ کہ ہم تہڑی دیر کے لئے بطور  
فرض محال یہ فرض کرتے ہیں کہ مسٹر عبداللہ اہم آپ کی پیشگوئی کی قدرتی تاثیر سے ڈر کر شہر شہر بہاگتا  
پہلے اور اس پیشگوئی میں وہ آپکو بخومی یا جھری یا جوتشی یا مسیز سٹ سپہکریا لاس سے ہی بڑھ کر کہتا ہوں  
آپکو معلوم ہو گا اس پیشگوئی کے قدرتی اثر سے ڈر گیا۔ اور اس ڈر سے شہر شہر ہر جا۔ بلکہ کسی وقت ہر ہند

سے اظہار ایمان ہی اس نے کر دیا۔ پھر اس فرض مجال پر پہنچتے ہیں۔ کہ اس صورت میں ہی اس پیشگوئی کا (اگر وہ خدا کی طرف سے تھی) پورا ہونا لازم تھا۔ اور اس کا جاننا ضروری تھا۔ اوگلا اس لئے کہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ موت کا عذاب مبرعودر جانے سے نہیں ٹلا کرتا۔ (جیسا کہ قوم عاد و ثمود اور ہر قوم سے چہر عذاب آیا۔ اور وہ چلا ہے نہیں ٹلا۔) اور نہ وہ ایمان لانے سے ٹکتا ہے (جیسا کہ فرعون سے جو ایمان لایا تھا وہ عذاب نہیں ٹلا۔) **ثانیاً** اس لئے کہ اگر اس عذاب کی شرط عدم رجوع بحق کی نظر سے ہوگی شرط تسلیم کیا جائے۔ تو یہی اس کا وقوع ضروری تھا۔ کیونکہ اس شرط کا تحقق ہو گیا۔ اور عبداللہ اہم نے رجوع بحق نہیں کیا۔ یعنی وہ پورا اور سچا مسلمان نہیں ہوا۔ صرف پیشگوئی سے ڈر کر ظاہری اسلام لایا۔ جو شرعاً صحیح نہ تھا۔ بلکہ وہ اسلام عارضی اور چھوٹا تھا۔ جبکہ عارضی اور چھوٹا ہونا اسکی تحریرات بالبعد سے جو منقول ہوئیں ثابت ہو گیا ہے۔ پس اگر وہ الہام اور وعدہ عذاب۔ موت خدا کی طرف سے ہوتا جو عالم الغیب تھا۔ اور عبداللہ اہم کی حالت بالبعد سے واقف تھا۔ تو وہ ایسے عارضی اور چھوٹے ایمان کو قبول نہ کرتا۔ اور محکوموت کے عذاب سے نہ بچتا۔ اور ضرور مار ڈالتا۔ آرا بجا کہ عبداللہ اہم باوجود تحقق شرط عذاب زندہ رہا۔ لہذا باوجود تسلیم و فرض اس ارکے کہ عبداللہ اہم اس پیشگوئی سے ڈر گیا۔ یا وہ کسی وقت ایمان لایا تھا۔ اس عذاب موت کا واقعہ ہونا۔ اور عبداللہ کا مارا نہ جانا اس امر پر کامل دلیل ہے کہ وہ الہام خدا کی طرف سے نہ تھا۔ بلکہ کا دیانی کا من گھڑت و حکوسلہ یا اسکے (معلم الملکوت) کا وسوسہ تھا۔ جو چھوٹا نکلا۔ اور اس نے کا دیانی کو چھوٹا کیا۔ اور تمام جہان کی لعنتوں کا موروث بنا لیا۔ لہذا اب اس چھوٹے کوچہ بنانے کے لئے کا دیانی کا ان باتوں کو زبان پر لانا۔ اور عبداللہ اہم کا ڈر جانا یا خفیہ ایمان لانا تجویز کرنا۔ اور در صورت انکار عبداللہ اہم کا دیانی کا اسکے ہوش میں دینا اور اسپر وعدہ النمام کرنا۔ محض بے شرمی اور بے ایمانی اور دہوکا بازی اور جیلہ سازی کی باتیں ہیں۔

اب اس بے شرمی میں کا دیانی کی دلیری کو دیکھو کہ اس نے اس قسم پر پہلے ایک ہزار روپیہ کا انعام تجویز کیا۔ اس سے عبداللہ اہم نے انکار کیا۔ تو پھر دو ہزار کا اشتہار دیا۔ اس سے ہی اس نے انکار کیا۔ تو پھر تین ہزار کا اشتہار دیا۔ اب چار ہزار کا اشتہار چھپوا دیا ہے۔ اور پندرہ سو ہزار تک

اشہار دینے کا یہی اسکا ارادہ مناجات ہے۔ یہ امر بھی کادیانی کا دہوکا بازی میں بڑا دلیر مونا اور اس کے  
 اس دہوکے میں پہننے والوں کا کمال درجہ کا احق مونا ثابت کر رہا ہے  
 عقلمند سنجی جانتے ہیں کہ جس شخص نے ایک ہزار روپیہ لیکر تم کہا ہے۔ بدست آدرا ایک حکم تہذیب  
 کے انکار کیا ہے وہ دو ہزار یا تین ہزار یا دس ہزار روپیہ لیکر ہی تم نہ کہا گیا۔ اور اس امر کا کادیانی کو بدیقین  
 ہو گیا جو۔ تب ہی وہ تعداد بڑھایا چلا جاتا ہے۔ اور اس سے احمقوں کو فریب میں لاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر  
 اور سٹون کادیانی نے اس دہوکے پر وہ ڈالنے کے لئے اپنا احق دام افتادگان کو شہادتین ہزار کر کے  
 میں ایک اور دہوکا دیا۔ اور یہ کہا ہے کیا میں باگل ہو گیا ہوں۔ دیوانہ ہوں۔ کہ اگر قطعی طور پر  
 مجھے علم نہیں دیا گیا۔ تو یوں ہی تین ہزار برباد کر سکتا ہو گیا ہوں۔“

اس دہوکے کا ازالہ اور ان احمقوں کے دام کادیانی سے نکلنے کی تدبیر وحیلہ یہ ہے  
 کہ کادیانی صاحب انکو باگل یا دیوانہ کون کہتا ہے۔ آپ بڑے ہوشیار عیار و عیار طرار اور اس انعام  
 میں بڑھتے جانا۔ آپ کی اس ہوشیاری پر مبنی ہے۔ ایک قطعی طور پر علم و یقین ہے۔ کہ بعد ازاں تم اپنی  
 تہذیب کی مخالفت کی وجہ سے ہرگز قسم نہ کہا گیا اور وہ دن کہی نہ آئے گا جس میں آپ کا ایک پیسہ ٹٹھ سے نکلے۔  
 پھر آپ بلا خوف کیوں تعداد انعام میں بڑھتے نہ جاویں اور کیوں احمقوں کو دام نہ لادیں۔

اس سے بھی بڑھ کر اور سٹون کادیانی نے اس دہوکے پر ایک پیشگوئی کا ڈھکوسلہ بنا لیا۔  
 جس سے اپنے احق دام افتادگان کے پاؤں میں ایک اور رستہ یا آہنی کڑا ڈالنا چاہتا ہے۔ اس نے بعد ازاں  
 اہم کی قسم سے انکار کرنے پر اشہار دو ہزار و چار ہزار میں یہ الہامی پیشگوئی کی ہے کہ بعد ازاں اہم قسم  
 نہ کہا گیا۔ اور کادیانی کے مقابل میں کہی نہ آئے گا۔ اسکا یہ منتر ان احق دام افتادگان پر چل ہی گیا۔ اور  
 ان کے پاؤں میں وہ رستہ یا کڑا لگا گیا۔ اب وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر یہ پیشگوئی الہامی نہیں اور بعد ازاں  
 کے قسم نہ کہا گیا خدائے کادیانی کو خبر نہیں دی تو بعد ازاں اہم قسم کہا کہ اس پیشگوئی میں کادیانی کو کیوں  
 چڑھا نہیں کرتا۔

مگلوں ڈھکوسلہ کا جواب تہذیب کی کادیان کے عیسائی بہائیوں نے ایسا دیا ہے جس نے

نمبر  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

اس پیشگوئی کے الہام کی قلبی کہو لدی ہے۔ ہر مقام میں اسی جواب کا نقل کر دینا کافی ذرا کافی ہے۔  
 ڈاکٹر ایچ مارٹن کلاڈ کے نیشنل پریس اسٹریٹجی انڈسٹریل چیمبر آف کامرس نے کیا ہے۔

## اشہار

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ ہے کہ میں محمدی ہوں۔ اور علماء اسلام کہتے ہیں کہ وہ مسلمان ہی نہیں ہیں۔ کفر کا فتویٰ لگا کر اسلام سے خارج کرتے ہیں۔

اب ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر مرزا صاحب مجمع عام میں ایک لقمہ خنزیر کے گوشت کا بھجوں کے سامنے کہا کہ میں مسلمان ہوں تو ہم یقین کریں گے کہ علماء اسلام کا فتویٰ غلط اور یہ حقیقت مسلمان ہیں۔ اور اگر مرزا صاحب یہ نہیں کر سکتے تو وہ مسلمان آتھم حنا کو بھی تم کہاتے مسدور چین کیونکہ جیسے قرآن کے حکم سے وہ گوشت کا گوشت نہیں کہا سکتے اس طرح آتھم صاحب انجیل کے حکم سے تم نہیں کہا سکتے۔ جینک اگر کسی حکم سے تم پر پورا نہ کر لے جائیں۔ عیسائی کو تم کہانا جائز نہیں ہے۔

اگر آتھم صاحب تم کہاتے تو ثابت کر دیتے کہ میرا اعلیٰ انجیل پر نہیں ہے۔ پس مرزا صاحب کو لازم ہے کہ ہماری اس دعوت کو قبول کر کے اس شرط کے بموجب اپنی زمینیں محمدی ثابت کریں۔ ورنہ بار بار تم کے اشتہار آتھم صاحب کے نام پر دینے بند کریں۔

اور مرزا صاحب گویا الہام سے یہ بھی کہتے ہیں کہ آتھم صاحب ہرگز تم نہ کہائیں گے۔ یہ معلوم ہو کہ اگر ہمیں الہام نہیں ہوتا اور جیل میں ہمارے پاس نہیں آتا تو ہی ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ مرزا صاحب ہرگز خوراک گوشت کہا کرتے تھے مسلمان ثابت نہ کر سکیں گے۔

الراف

ڈاکٹر ایچ ایم کلاڈ کے ایم ڈی۔ (میڈیکل سائنسز) (آکسفورڈ)

عیسائیوں کے قسم سے انکار و عذر کے جواب میں کادیانی کے آہٹار چار ہزار میں طبع  
 بحث کی ہے۔ اور اس میں کہا ہے کہ عہد عتیق میں قسم کہا گیا حکم ہے۔ اور اس پر کتاب یرمیاہ اور  
 زبور کا حوالہ دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ عہد جدید میں ہی قسم کہا جاتا ہے۔ اور اس پر یوحنا اور پطرس  
 کا قسم کہا گیا انجیل متی و اعمال سے نقل کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ پادری لوگ عدالتوں میں بلا کر  
 جاتے ہیں۔ تو مستین کہتے ہیں۔ اور انگریزی سلطنت کے کل متحدہ عہدہ دار اور پارلیمنٹ کے ممبر  
 یہاں تک کہ گورنر جنرل سب حلف اٹھانے کو پورے عہدوں پر مامور کئے جاتے ہیں۔ پھر کہا گیا یہ  
 سب سب انجیل پر ایمان رکھنے سے بے نصیب ہے۔ اور صرف ایک عبد اللہ اہم ہی ہے جسے عیسائی میں  
 جو قسم کہا گیا ممنوع قرار دیتے ہیں۔

اس کا جواب معلوم نہیں عیسائیوں نے کیا دیا ہے یا آئندہ کیا جواب دیں گے۔ مگر یہ اسلامی  
 طرز و اصول پر اس کا جواب دیتے ہیں۔ اور مسلمانوں پر یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ جو شہوت جو اس قسم کا  
 کادیانی نے پیش کیا ہے وہ اسلامی اصول پر کافی ثبوت نہیں ہے۔

عہد عتیق میں جو قسم کہا گیا حکم ہے اسکو تو حسب اعتقاد مسیحوں کے حضرت مسیح نے  
 اپنے اس قول سے منسوخ کر دیا ہے۔ جو انجیل متی کے باب میں ہے کہ ۳۳۔ پھر ان جگہ ہر کہ انکو جس  
 کہا گیا کہ تو جو ہٹی قسم نہ کہا۔ بلکہ اپنی متین خداوند کے لئے پوری کر۔ ۳۴۔ پر میں تمہیں کہتا ہوں ہرگز  
 قسم نہ کہانا۔ نہ تو آسمان کی کیونکہ وہ خدا کا تخت ہے۔ ۳۵۔ نہ زمین کی کیونکہ وہ اسکے پاؤں کی چوکی ہے۔  
 اور نہ یہ وہ کہتا ہے۔ ۳۶۔ اور نہ اپنے سر کی قسم کہا کیونکہ تو ایک مال  
 کو سفید یا کالا نہیں کر سکتا۔ ۳۷۔ ہر تہا ہری گفتگو میں نان کی نان اور نہیں کی نہیں ہو۔ کیونکہ جو آ  
 زیادہ ہے سو بڑائی سے ہوتا ہے۔

یہ عہد جدید میں یوحنا اور پطرس کا قسم کہانا۔ سو اسلامی اصول کی رو سے اس حکم سے کچھ  
 اٹھانہ نہیں سکتا۔ کیونکہ غیر نبی کا قول یا فعل نبی کے حکم کا نسخ نہیں ہو سکتا اگر حضرت مسیح کا فعل قسم  
 ثابت ہو تو وہ بھی لیکے قول کا نسخ نہیں ہو سکتا۔ اب رہا انگریزی عدالتوں اور پارلیمنٹ میں قسم کا مروجہ



پنج لانی  
اور  
رس  
ن بلا  
کے ممبر  
کیا یہ  
ہیں  
ملای  
سم  
سیکھ  
اور  
ن بگ  
بے  
یک  
تے  
سیکھ  
ن قسم  
کا

ہونا۔ اور انہیں پاپورین اور متحدہ ہندو دارون کا قسم کہا تا سو عیسائی مذہب کا حکم  
 نہیں بن سکتا اور ان کا نفل و عمل عیسائی مذہب کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ انگریزی سلطنت  
 و عدالت اور دیگر عیسائی قوموں کی سلطنت کے آئین و قانون میں ان کو نشانہ نہیں جو احکام  
 تورات یا انجیل کے مطابق ہے۔ اور اسکو کوئی محمدی یا اور منصف عیسائی مذہب کہہ سکتا  
 جلد عیسائی سلطنتوں اور تمام عیسائیوں اور پاپورین نے احکام تورات و انجیل کو بالائے طاق  
 رکھ دیا جو ہے۔ اور ان کے نزدیک عیسائی ہونے کے لئے میرٹھ کے خون و کفارہ پر ایمان  
 رکھنا کافی و روانی ہے۔ یہ بات امن کے مادی پولوس نے تعلیم کی ہے۔ اور احکام شریعت  
 سے آزادی و عطا فرمائی ہے۔ چنانچہ جبرائیل کے خط بابت میں پولوس مقدس فرماتے ہیں۔  
 ۱۸۔ پس ان کا قانون اس لئے کہ کمزور اور بیفایزہ تھا اٹھ گیا۔ ۱۹۔ کیونکہ شریعت نے کچھ کمال  
 دیا۔ مگر ایک بہتر امت در میان داخل ہوئی جسکے وسیلے ہم خدا کے حضور پہنچتے ہیں۔  
 بناوہ علیکم۔ عیسائی سلطنتوں کے قانون و آئین اور عیسائیوں کے افعال و اعمال  
 جو تورات انجیل کے مخالف ہیں عیسائی مذہب قرار نہیں دیئے جا سکتے۔ جو شخص اس قانون  
 و عمل کو عیسائی مذہب قرار دے اور اس سے قسم یا اور کسی حکم کا مذہب عیسائی ہونا ثابت کرے  
 وہ پہلے سرے کا احمق یا دہوکا باز ہے۔

اس سے پہلے بڑھ کر اور سنو۔ کہ عبداللہ اہتم کے ڈر جانے اور ایمان لانے اور اس پر قسم  
 کہانے سے انکار کرنے پر کا دیانی نے ایک اور کر گیا۔ اور اپنے احمق اتباع کو دہوکا دیا۔ اور کہا کہ ہم  
 بائیں عبداللہ اہتم کے موہنے سے بطور مدعا علیہ ہونے کے نکل رہی ہیں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ وہ  
 بطور گواہ یہ بائیں کہیں اور اس پر قسم کہائیں۔ اور خدا کے خدایہ موت کے مستحق ہوں۔ کیونکہ مدعا علیہ  
 خواہ کتنا چھوٹا بولے اس پر عدالت میں مواخذہ نہیں ہوتا۔ اور اگر کوئی گواہ بن کر چھوٹ بولے تو  
 وہ حلف دروغی میں پکڑا جاتا ہے۔ اسکا جواب عبداللہ اہتم اور اسکے عیسائی ہائیوں نے تو  
 یہ دیا کہ آپ حاکم مجاز ہیں آپ مجھے عدالت میں طلب کریں اور مجھ سے جبراً قسم لیں۔ ہم تو آپ کو حاکم

مجاز نہیں سمجھتے اور اپنے مذہب کے رو سے قسم کہا نا جائز نہیں سمجھتے۔

ہم اس کا جواب اسلامی اصول پر ایسا دیتے ہیں۔ جس سے کادیانی کے دام افتادہ اگر  
 کچھ عقل رکھتے ہیں اسکے دہر کو دیکر تہنید ہو کہ اس سے نجات پاویں۔ وہ یہ کہہ چکے کہ اس قول میں  
 کادیانی نے خدا تعالیٰ کو عیسائی بنا دیا ہے۔ اور عیسائی گورنمنٹ کے قانون کو پابند ٹھہرایا ہے  
 اور یہ جتایا ہے کہ خدا تعالیٰ بہ پابندی مذہب عیسائی مدعی علیہ کو جوہر کی سزا نہیں دیکتا  
 اس لئے اس کو گواہ بنا کر قسم ولو اگر حلف دروغی کی سزا میں مذہب لعناب موت کرتا چاہتا ہے  
 اور یہ سراسر اس کا دہو کا دم مغالطہ ہے۔ خدا تعالیٰ کے حکم و شریعت میں (جو اسلام میں  
 مستدر ہے) جوٹ بولنے اور جوٹی قسم کہانے میں۔ گواہ اور مدعی علیہ بلکہ مدعی سب  
 برابر ہیں۔ بناء علیہ۔ عبداللہ آتم اگر مدعا علیہ ہونی کی حیثیت سے جوٹ بولے یا اسپر قسم  
 کہائے تو عیسائی لائق سزا ہوگا۔ جیسا کہ ایک گواہ کی حیثیت سے جوٹ بولے یا اسپر قسم  
 کہائے۔ قسم گواہ کی حیثیت سے ہی نہیں کہائیگا۔ جیسا کہ مدعا علیہ بکر نہیں کہتا۔ اور  
 مدعا علیہ ہونے کی حیثیت سے تو وہ بقول کادیانی جوٹ بول ہی رہتا ہے۔ پس اگر وہ واقع میں  
 جوٹ ہے۔ اور خدا تعالیٰ بقول کادیانی اس کو سزا موت دینا چاہتا ہے تو پورا زمین کیوں آوقف  
 کر رہا ہے۔ اور کیوں اس امر کا منتظر ہے کہ وہ بطور گواہ جوٹ بولے۔ اور جوٹی قسم کہائے  
 اور اسپر حلف دروغی کی دفعہ قائم ہوئے۔ تب اس کو سزا موت دے سکیا وہ اپنے اس حکم  
 و شریعت کو جو اسلام میں مقرر کر چکا ہے منسوخ کرنا چاہتا ہے۔ اور اب وہ آئین قانون گورنمنٹ  
 کا تابع ہو گیا ہے۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں

کادیانی اس امر کو تسلیم کرے تو اس کو سزا سبک کہ عبداللہ آتم کے مدعا علیہ ہو کہ جوٹ بولنے  
 پر ہی اس کو جوٹ کی سزا موت دلوادے۔ مگر اس سزا کی سیاد ایک سال مقرر نہ کر اوسے بلکہ گھنٹوں  
 یا اس سے بڑھ کر دنوں یا زیادہ سے زیادہ ایک مہینے کی مغتوں کی سیاد مقرر کر اوسے کادیانی  
 نے عیسائی کیا۔ اور ہمارے اس جواب کو سنکر ہی قانون انگیزی کی دفعہ قائم ہونی کا منتظر رہا۔ تو

اسکی دام افتادہ جماعت کو اگر وہ کچھ عقل رکھتے ہیں یہ سمجھنا چاہیے کہ کادیانی اس بات بنانے میں کہ خدا تعالیٰ اس عذاب پہنچنے میں قانون انگریزی کی دفعہ کے قائم ہونے کی انتظار میں حق خدا تعالیٰ پر انفر کرتا ہے۔ اور واقعہ میں حکم خدا تعالیٰ کا نہیں ہے۔ اور وہ عیسائی گورنمنٹ کو قانون کا پابن نہیں بلکہ وہ خود حکم الحاکمین ہے اور جو قانون اسے اسلام اور قرآن میں مقرر کیا ہے اسکا خلاف وہ ہرگز نہیں کرنا چاہتا اور اگر کادیانی کو سوائے ایک ہینے کے ہفتوں سے زیادہ مقرر کی تو پھر وہ اپنی اعتراضات کی تختہ مشق ہوگی جو پہلی مدت میں عبد اللہ آتم پر کی گئی تھی۔ اور ان اعتراضات کی نظر سے کادیانی نے ہم (مسلم الملکوت) کو نہ موت منسوخ کرنی پڑی تھی۔

اس بیان پر برطان سے ناظرین کو بخوبی روشن ثابت ہوگا کہ کادیانی جو قول سوم میں کہا ہے اس سے **اولاً** یہ ثابت نہیں ہوتا ہے۔ کہ عبد اللہ آتم اسکی پیشگوئی سے ڈر گیا۔ اور اگر ڈر جانا تسلیم ہی کیا جائے۔ تو اس سے اس عذاب موعود میں کالیجانا جائز نہیں ہو سکتا۔ اور ڈر جانی سے انکار کرنے پر عبد اللہ آتم کا تم کہا نا کوئی وجہ اور ضرورت نہیں رکھتا۔ اس بیان میں عبد اللہ آتم کو چھٹا فرض کرنے اور اسکے خوف بلکہ غرضی ایمان کو مان لینے پر ہی کادیانی جو پانچواں تا ہفتوا ہے۔ کیونکہ اس صورتہ کذب عبد اللہ آتم میں اس پیشگوئی کا پورا ہونا اور عبد اللہ آتم کا مارا جانا ضروری تھا۔ اور اگر وہ میں کادیانی کے فرضی علم (مسلم الملکوت) یا جعلی خدا (عبد اللہ کی حالت ما بعد سو واقف برہیلیم) سے خلطی ہوئی ہے۔ تو وہ اب عبد اللہ کو گنہگار یا دون یا چند ہفتوں میں مار دے اور اسکی تم کا منتظر نہ رہے۔ ورنہ اسکے علم قدرت کو تہہ کا لگایا اور اسپر سوری قانون عیسائی گورنمنٹ کا الزام عاید ہوگا۔ جس خداوند عالم قادر و عالم الغیب پاک و شہر ہے۔

عذر سوم کی تائید میں جو **دو** دیا گیا کادیانی نے کہا ہے کہ خدا تعالیٰ نے جب دیکھا کہ موت کا پہلو بوجہ تختہ مشق اعتراضات ہو گیا ہے تب اسے اسکو بدل دید ہے۔ اس سے ثابت و قیقن تھا کہ کادیانی دہرہ یہ ہے۔ وہ اس خدا تعالیٰ کو نہیں مانتا جبکہ اسلام اور جلد خدا سب سے ہی عالم الغیب قادر و من تسلیم کیا ہو ہے بلکہ کسی ایسی ذات بے سیرکات عجز سنات کو خدا جانتا ہے جو نہ علم

و دام افتادہ اگر  
کدام قول میں  
بند پڑا یا ہے  
مترجمین دیکھ  
رنا چاہتا ہے  
از جو اسلام میں  
برہی سب  
لے یا اسپر  
یہ یا اسپر  
ان کہا تا۔ اور  
اگر وہ واقع میں  
ایمان کو تھا  
تم کہا ہے۔  
یہ اس حکم  
نون گورنمنٹ  
پر شہر ہونے  
سے بلکہ گنہگار  
کے کادیانی  
سٹریٹ۔ تو

رکن است۔ نہ قدرت اور عقل نہ فہم جس سے وہ نفع و نقصان کا موازنہ کیسے جو حقیقی خدا کو نہ ماننے اور دوسرے ہوجانے کے مساوی ہے۔ پس اگر واقعی کاربانی کا یہی اعتقاد ہے تو اسے اس قول سے مفہوم ہوتا ہے تو پہلے اس سے کسی مسئلہ شرعی میں مساوات کو بحث کرنا مناسب نہیں۔ وہ سبائل کو چھوڑ کر پہلے اس مسئلہ میں بحث کرے کہ خدا تعالیٰ کو کون عبادت سے ماننا چاہیے۔ اور اگر اسکا ولی اعتقاد یہ نہیں جو اس قول سے مفہوم ہوتا ہے۔ اور وہ خدا تعالیٰ کا روح عالم الغیب کو ماننا ہے تو اسکو چاہیے کہ اس قول کو واپس لے اور یہ خیال کرے کہ خدا تعالیٰ کی شان اس بے ضابطی سے اعلیٰ الرفع ہے کہ وہ ایک واقعہ (موت بعد الہائیم) کی نسبت اپنے نظیرہ القدر میں اور قدر تقضا و قدرین ایک تجویز مقرر کرے ایک وقت اور تاریخ معین پر اس کے وقوع کی خبر دیدی۔ پہر جیسا واقعہ کے وقوع کی نسبت لوگوں کے اعتراضات بھی اس واقعہ کے وقوع کو عمدہ مشق اعتراضات ہوں۔ دیکھ لے۔ تب اس واقعہ کے وقوع کی خبر کو منسوخ کر دے۔ مگر اس نسخہ کو اپنے خطرہ الغیب میں چھپائے رکھے۔ یا کا دیانی کے دو مانع ہیں اسکو چھپائے۔ اور اس واقعہ کی مدت وقوع مکت اسکو اور کوئی بشر نہ سنے۔ اور جب وہ واقعہ وقوع میں آوے اور اس کی تاریخ وقوع گذر جائے تب اس نسخہ کا اظہار کرے یا اظہار کا حکم دے پہر جیسا نسخہ پر اعتراض کا اندیشہ پیدا ہو کہ یہ محض جلیبنا یا لید ہے۔ تو اس کے جواب میں اور اپنی اعتبار کے لئے پہلے ہی واقعہ کے وقوع کی خبر کو دلیل ٹیڑھ کر پیش کرے۔ اور یہ کہو کہ اگر تم نہیں مانتے اور ہمارا اس نسخہ پر اعتراض کرتے ہو تو پہلے ہم وہ واقعہ وقوع میں لائیں گے اور اس شخص (عبدالعدائم) کو اتنی مدت ایک سال میں مار دیں گے۔ اور یہ نہ سوچی کہ اس خبر کے وقوع پر وہی اعتراضات ہوں گے جو ہمارے ہاگ کر رہنے اس خبر کو منسوخ کیا تھا۔ اور ہم اس مثل کو مصداق نبیائین گے فومن المطور وقام ہم المیزاب اپنے منہ سے کہا گا۔ اور پتلا کے نیچے اکبر ابوا اور اس غلطی اور ناہنجی سے ہی اس شان اجل و ارفع ہے کہ وہ اس واقعہ کے وقوع کے نفع و نقصان کا موازنہ نہ کر سکے۔ اور اتنا نہ سمجھ سکے کہ اس کے وقوع سے اس تعداد کے لوگوں کا تابع ہو جائے۔ اور خبر واقعہ کی صداقت کو مان لینا ہوگا کہ وہ صورت عدم وقوع اعتراض کرنا لوگوں کی تعداد اس کے عشر عشر کو ہی نہ پہنچے

یعنی خدا کو نہ ماننے  
اس قول سے  
مسائل کو چھوڑ  
اس کا کوئی اعتقاد  
تو اسکو چاہیے کہ  
علی سے اعلیٰ لڑنے  
اور میں ایک تجویز  
موضوع کی نسبت  
بے تباس اور  
یا کاذبانی کے  
اور جب وہ  
الطہار کا حکم دیا  
ین اور اپنی اعتراض  
مانتے اور سزا  
مدعا آتم کو اتنی  
ت ہوں گے  
الطہر وقام  
یعنی سبھی اس  
پر آئنا نہ سمجھتے  
تو ان میں سے

ان باتوں کو مسوچ کر کاذبانی نے اس قول اور الہام کے دعویٰ کو دو ڈرائنگ سے روایں  
نے ہے کہ یقین ہو گا کہ وہ دہر ہے۔ خدا تعالیٰ کو صفات کمال سے نہیں مانتا۔ اور اللہ تعالیٰ  
کو بے مضبوطی، بے عقلی، کم فہمی و غلطی کے نقائص سے پاک نہیں سمجھتا۔ خود تو وہ علوم اسلامی سے جاہل ہی  
خدا تعالیٰ کے سبب اس سلسلے سے ناواقف سمجھتا ہے جو اسلام میں مقرر ہے کہ نسخ صرف احکام میں ہوتا ہے  
انبار میں اس کا وقوع ہرگز نہیں ہوتا کیونکہ اس سے مخیر صافق کا کذب لازم آتا ہے۔ لہذا مخیر صافق اپنی  
کسی خبر کے وقوع کو کہی نہیں بدلتا۔ اور جس امر کے وقوع کی وہ خبر دیکھا ہو اسکو اعتراضات کے خوف  
سے خواہ کتنے ہیوں وہ ملتوی نہیں کرتا۔

کاذبانی اگر اپنے فرضی خدا کو ایسا ہی سمجھتا ہے اور ان نقائص سے اسکو پاک نہیں سمجھتا۔ تو  
کم سے کم اسکو عقلا اور اہل غماہ بنام جہان کے عام خیال کا پاس و محافظ تو ضروری تھا۔ اگر یہ دیکھو سلسلہ بنا کر  
اسکو خدا کے ذمہ لگانا ہی تھا تو وہ پاس و محافظ اس عام خیال کے آشنا تو ضرور کرتا کہ اسکو ہم ستمبر ۱۸۹۲ء  
(جو آخری تاریخ میعاد وفات عبد اللہ آتم تھی۔ نہ ۱۰ ستمبر ۱۸۹۲ء) جو جسکو کاذبانی نے اپنی حماقت سے آخری  
تاریخ بنایا ہوا تھا۔ سے پیشتر مشہور کر دیتا۔

اس صورت میں ہی گو ہمارے اعتراضات مذکورہ (کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کو منسوخ نہیں  
کرتا۔ اور نسخ اجبار میں جاری نہیں ہوتا۔ اور پہلے ایسا وعدہ ہی کیوں کیا تھا۔ جو مورد اعتراض  
ہوتا تھا۔ کیا اسکو ان اعتراضات کا علم پہلے سے نہ ہوا تھا۔ پھر دوبارہ اسی امر محل اعتراضات وفات عبد اللہ  
کو کیوں اس پیش کیا۔ تو واقع ہوتے۔ مگر لوگ یہ اعتراض تو نہ کرتے۔ جواب کر رہے ہیں کہ یہاں تک  
گذر گئی۔ اور عبد اللہ آتم کو موت نہ آئی۔ تب یہ بات بنائی گئی ہے۔ یہ بات اگر خدا کی طرف سے تھی۔

اسکی وجہ ظاہر ہے۔ جس تاریخ سے کوئی مینا شمار کیا جاتا ہے۔ اس تاریخ سے ایک دن پہلے  
اس مینے کا اختتام ہوتا ہے۔ اور جس مینے سے کوئی سال شروع ہوتا ہے اس مینے سے ایک مینا پہلے اس  
سال کا اختتام ہوتا ہے۔ ہذا علیہ علیہ آتم کی پاد وفات ہندو کی ۱۸۹۲ء سے پہلے پورا ان الہام  
اختتام کاذبانی کا تھا۔ شروع ہوئی تھی۔ چنانچہ اسکا اختتام ۱۸۹۲ء میں ہو گیا تھا۔ اور یہ مینہ نہ آتم کو کسی

حواشی کا نشان نظر نہیں آ رہا۔

لو انقصا ربنا ما کے پہلے کیوں شہر نہ کی گئی۔  
 یہ اعتراض ایک طرف سے نہیں بلکہ جمہور ضالان کی طرف حسین سلمان ہندوستانی  
 سب داخل ہیں۔ ہور ہے۔ اور یہ امر کا دیانی کو معلوم ہے چنانچہ اسے اشتہار تین ہزار کے ساتھ لکھنؤ  
 لکھنؤ میں اسکا نقل کیا۔ اور کہا ہے۔ بعض نادان کہتے ہیں کہ یہ الہام ہندو ہینے کے اندر کیوں شائع  
 نہ کیا۔ مگر فرط دلیری یا لہجہ کہہ کر حیالی سے اسکا جواب کوئی نہیں دیا۔ صرف اسقدر کہہ دیا ہے سو  
 واضح ہو کہ پندرہ ہینے کے اندر ہی یہ الہام ہو چکا تھا۔ پھر جبکہ الہام نے اپنی صداقت کا پورا ثبوت دیا  
 تو ثابت شدہ امر کا انکار کرنا بے ایمانی ہے۔ جبکہ ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ اس میں اس سوال کا جواب کوئی  
 نہیں دیا۔ اور عدم شاعت الہام قبل از انقصا مدت کے وجہ کوئی بیان نہیں۔ صرف اسکا ثبوت کا  
 دعویٰ بلا دلیل کرویا۔ اور نہ ماننے والوں کو بے ایمان کہ دیا ہے۔

ہم اس مقام میں اس اعتراض کو چند اشخاص مختلف مذاہب سے نقل کر کے کا دیانی کو شرمندہ کرتے  
 اور یہ بتاتے ہیں کہ یہ اعتراض بعض کی طرف سے نہیں جیسا کہ کا دیانی نے کہا ہے۔ بلکہ یا جمہور کی جانب  
 سے ہے۔ اور کا دیانی سے پوچھتے ہیں کہ اپنے اسکا جواب کیا دیا اور کہاں دیا۔ اور کس تاریخ آپ کو یہ  
 الہام ہوا تھا۔ اور کس شخص کو اپنے سنایا تھا۔

اسلامی اخبار نور علی نور کے پرچہ ۶ اربع الاول میں اسکا سننی سلمان اوٹیر لکھتا ہے  
 جبکہ آپ کے چچے جواری دوسرا اوٹیر نے اپنے سکوت کے ساتھ تسلیم کیا ہے۔ ۵ ستمبر ۱۸۹۹ء تک تو یہ دعویٰ  
 کہ جب تک عمید الدین آتم نہ سے سوچ غور نہ ہو گا جب عبدالقادر آتم ۵ ستمبر تک نہرا اور سارے جہان نے  
 ہتھیار لعنت اور طاعت کی تو یہ الہام ہوا کہ عبدالقادر آتم نے اپنے دل میں کی قدرتی کی طرف رجوع کیا۔ اگر  
 ۵ ستمبر سے پہلے شہر کر دیتے کہ وہ دل میں سلمان ہو گیا اب نہ مر گیا۔ تو ایک بات ہی تھی آخر میں حال  
 موجود ہے کہ طور پر موت کے پہلو بولنے کا فخر ایسا ہے کہ بس آپکی خدا کی خدائی ظاہر ہو گئی۔ جب آپ کے  
 خدا نے دیکھا کہ موت کا پہلو تختہ مشق اعتراضات ہو گیا۔ تو ناچار دوسرا پہلو اختیار کیا۔ مگر تمہارا خدا  
 کو اتنی عقل ہی نہ تھی کہ موت کے پہلو میں تو صرف بعض مخالفوں کے اعتراض ہوتے اور نہ ہزار ہا مانا

مخالف ایکے مطیع اور تابعدار ہو جاتے اور مردِ علم یقین سے عین یقین کے درجہ کو پہنچے۔ مرزا صاحب  
دوسرے پہلو کے جو ہمتار سے خدا نے اختیار کیا مگر سارا جہان موافق اور مخالف سب لعنت اور ملامت  
کرتا ہے۔ مینہ سو بہاگ کر پڑنا کہے شیچے پناہ لینا تمہارے فرضی خدا کا کام ہے۔ نہ علام فیضی کا۔  
ایک اور اسلامی اخبار (پیداخبار) لکھتا ہے۔ پچھلے ہفتہ میں مرزا صاحب  
قادیانی کی پیشگوئی کے غلط نکلنے کی خبر چھاپ چکے ہیں۔ اگر اتفاقاً مرزا صاحب کی پیشگوئی صحیح  
ہی ہو جاتی تو بہت سے خوش عقائدوں اور عام لوگوں کے بچنے کا اندیشہ تھا۔ مرزا صاحب سچا  
اسکے کہ پیشگوئی کے غلط نکلنے پر اقرار نہ است کرتے کہ یہ کام خدا ہی کے سپرد ہے۔ انہوں نے  
ایک اشتہار چھاپ کر دعویٰ کیا ہے کہ حقیقت میں انہیں ہی فتح ہوئی ہے۔ وہ ظاہر کرنا چاہتے  
ہیں کہ عبدالعزیم صاحب کسی وقت دلیں اسلام کی صداقت تسلیم کی ہوگی۔ اسلئے ان کے  
الہام کی شرط کے مطابق خدا نے انہیں مارا کیونکہ مرزا صاحب کا خدا اتنا ہی عالم الغیب  
ہتا۔ کہ وہ انہیں پہلے ہی نتیجے سے مطلع کر دیتا۔ اس کے علاوہ دوسرا الہام مرزا صاحب کو ایسے  
آخری وقت میں ہوا جبکہ ساری دنیا پران کی قلعی کھل گئی۔ اگر وہ ستمبر سے دس روز پہلے ہی  
وہ ایسا شہتر کر دیتے تو ایک بات ہی عذر گناہ بدتر از گناہ کے شمال مرزا صاحب کے آخری اشتہار  
بہتر کہیں نہیں ملی اور ہمیں سخت افسوس ہے کہ ایسے لائق آدمی ایسی بے ہودہ دلیلوں کی آڑ میں  
پناہ لیں۔

عیسائی اخبار نور افشان پرچہ ۸ ستمبر ۱۹۰۹ء میں پادری جبریل ہٹا کر اس سے  
نقل کیا ہے۔ کترین نے نور افشان مطبوعہ ۱۹۰۹ء میں ضمنی الہام آہی اور الہام  
ارواحی کے آخروں میں اپنی دورانہی سے یہ لکھا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو۔ جو ایسی پیشگوئی کی تاریخ بڑھ  
جائے۔ اور اگر ایسا ہو کرے تو مرزا صاحب کی جاکو چاہیں تا بیخون ہی سے مار سکتے ہیں۔ اب مرزا  
قادیانی نے اپنے اس اشتہار کے رو سے جسکی کیفیت شمار ہوں سکتی ہیں کی دورانہی کی  
کھل کر دی ہے۔ اور ایک سال کی زیادہ تاریخ بڑھانے کے لئے مرزا صاحب سے دعویٰ

عیسائی  
اکونٹ  
شائع  
ہے سو  
ہوت دیا  
پاکوئی  
شہوت کا  
کہہ کرتے  
در کی بنا  
چراغ کو  
تھا ہے  
اپنے دعویٰ  
ان نے  
ایسا کر  
قریبی  
آج کے  
اور  
ارٹھ

کی ہے۔ اگر مرزا صاحب کو سچ مچ الہام ہوا ہوتا تو اس الہام کی خدا کو زیادہ حکم ہونی چاہئے ہوتی اور لازم ہوتا کہ جب ہم نے اندیشہ از دنیا داری کا طالع کھینچا تو مرزا صاحب بھی ترمیم الہام ہوتے پہلے شہر کر دیتے لیکن اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ بہتر ہے کہ مرزا صاحب اب الہام کی عادت چھوڑ دیں اور سچے دل سے توبہ کریں۔ خداوند الہیوں کو قبول کرنا اور وعدہ فرمانا ہے۔ اور ان کے مریدوں کو بتانا کہ مرزا صاحب کی اس نئی ترمیم الہام کی کچھ پروا نہ کریں۔ اور اب مرزا صاحب کا بچہ چھوڑیں۔ جو کچھ ہو چکا سو کافی ہے۔

ایک ہندو اخبار کوہ نور کہتا ہے جیسا کہ ہم گذشتہ ہفتہ کے اخبار میں لکھ چکے ہیں۔ حسین پوری ایتنی تہی کہ مرزا صاحب اس پیشگوئی کے غلط ثابت ہونے پر ضرور کوئی نہ کوئی تاویل فرمائیں گے۔ ہمارا یہ خیال صحیح نکلا۔ جتنا مرزا صاحب نے فتح اسلام کے نام سے ایک اشتہار شہر کیا ہے۔ حسین وہ ایک تازہ الہام کے بموجب یوں تاویل فرماتے ہیں۔ اب مرزا صاحب نے اپنے خاص الہام سے بتلایا کہ آہم صاحب غلط، اسلام کا خوف اور ہم اور اپنے ولیوں ڈالکر یہ قدر حق کی طرف رجوع کیا۔ جس سے وعدہ موت میں تاخیر ہوئی۔ یہ ایک بیہودہ اور لچر تاویل ہے۔ اگر مرزا صاحب الہام صادق ہو تو ان کو میا دند کو رکے اندر ہی یعنی ۵۔ ستمبر ۱۸۵۷ء سے پہلے ظاہر کر دینا چاہیے تھا۔ کہ عید الہدایہم نہیں ہو گیا۔ اب کہ پیشگوئی غلط ثابت ہو چکی۔ اور چاروں طرف سے لعن طعن کی بوجھاڑ ہوئی تو پھر ان کو یہ الہام ہوا۔ مشتے بعد از جنگ کے مصداق ہے۔ اس کی قدر کے لفظ نے اور یہی جان ڈال دی ہے۔ ایسا ہی بہت سی اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ اپنی اعتراف میں کے سلسلہ میں مسلمان ہونے والے نے جنہیں ایک جو انور منشی دہلوی۔ سعد اللہ رحمدی ہی شامل ہیں کا دیانی یہ شہتار ۱۷ ستمبر کے میں یہ اعتراف کیا کہ نے مسیحیوں اور اہل کفر سے۔ خدا نے تو مسیح کو آہم کے رجوع حق کی اطلاع دیدی۔ اور وہ علانیہ سے اور آکر اور شلیٹ برائے حال اور حال سے کا دیانی کی تکذیب کر رہا ہے۔ اور کا دیانی کہتا ہے کہ نہیں یہ دل میں راجح ہے۔



عیسائی کا دیانی کو خاص اسی بات پر کاذب مغتری کہہ رہے ہیں اور آتم اس کی تائید کرتا ہے بلکہ اسی بنا پر اسلام کو عیب لگا رہے ہیں یقین جانو کہ یہ اطلاع خدا نے ہرگز نہیں دی کا دیانی کے مرشد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سبق پڑایا ہے۔ کہ چل بچا اب یہ پہاڑ پلٹ جا جہاں میں احمق بہت ہیں پھر بھی تیرا جال خالی نہ رہے گا اور پھر کا دیانی کے اس قول کہ اگر آتم مر جاتا تو لوگ کہتے مرزا چادو کرنا بھی جانتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے آتم کا دل حق کی طرف پھیر کر موت سے بچا لیا، نقل کر کے اس کے جواب میں کہا ہے چور کی داہی میں تنکا معلوم ہوتا ہے کہ ان پندرہ مہینوں میں ایسی ہی کارروائیاں کی ہیں جب کوئی عمل نہ چلا تو جو حق بطور خفیہ کا ہو سکتا بنایا۔ تو اس جواب کو دیکھ کر کا دیانی نے اشتہار میں ہزار میں تہذیب و شرافت بلکہ انسانیت کے جا سے باہر ہو کر بازاری شہدوں اور چوہڑوں بلکہ بائٹم اور وحشیوں کی سیرت اختیار کر کے اس جو انہر د کے جواب میں ان شریفانہ و مہذبانہ الفاظ سے خطاب کیا۔ مان اسے ہندو زادہ اب ثابت ہو گیا۔ کہ ضرور تو حلال زادہ ہماری اس شہادت پر کوئی آتم کو قسم دینے سے پہلے تکذیب نہ کرے خوب ہی تونے عمل کیا۔ آفرین آفرین! سچ کہہ یہ ڈکوسلہ اب بنایا۔ یا الہام میں پہلے ہی سے شرط تھی۔

اسکے جواب میں اگر وہ جو انہر وہ کہے کہ آؤ ملا کو خان اور چنگیز خان کا فرزند کون کے جھنے تیرے اس جواب سے معلوم ہو گیا کہ تو بیشک حلال زادہ ہے اور وہو کہ دینا اور روز روشن اپنے اتباع کی آنکھوں میں خاک ڈال کر دن کو رات بتانا تجھ پر ہی ختم ہے۔ بیشک یہ شرط تو تونے پہلے ہی سے الہام لیا احتلام میں رکھ لی تھیں تاکہ عبد اللہ آتم کے فوت ہونے پر تو خواہ مخواہ اس شرط کو مستحق بنا کر اپنی درد غلو کی گوسپی کرے۔ مگر اگر تو حلال زادہ ہو تو یہ بتا اور سچ کہہ کہ اس شرط کا تحقق میسر آگزر جائے سے پہلے ہوا ہوتا ہے۔ اگر پہلے ہوا ہوتا تو تونے اس کا اظہار پہلے کیوں نہ کیا ہوتا اور یہ تاریخ ستمبر سے پہلے کسی ایک آدمی کو کیوں نہ کہہ دیتا کہ یہ شرط عدم وفات و تو عمین آگئی ہے

✓

✓

✓

✓

✓

۶۰ یہ الفاظ کا دیانی کے حق میں منشی ہرودی سدا لہر صاحب پورسایان تحریراتہ السلام کا دیانی اور حلاسانی

دفعہ میں کہہ چکے ہیں ہم انکو تعلیم نہیں کرتے مگر دیانی صاحب پورسایان نے ہرگز نہیں ہم انکو نا صم ہرگز نہ ملان۔

سنی چاہئے اور پھر  
 ہم الہام سے تمہیں  
 اللہ چوڑ دین  
 ہم ہر دین کو جانتا  
 چھا چوڑین  
 یا میں کہہ چکے  
 زور کوئی نہ کوئی  
 نام سے ایک  
 میں سب سے  
 بت اور تم اور  
 یہ ایک  
 کے اندر ہی  
 بکیش گولی  
 یہ الہام ہوا  
 ہی ہے  
 سلسلہ میں  
 سائل میں  
 خدا نے تو  
 ہے حال تو  
 راجہ جی

اس لئے اب موت عبداللہ اہتم ہی وقوع میں نہ آئیگی۔ بلکہ برخلاف اسکے پانچ تا پانچ تمبر کی شام تک تو موت کا منتظر رہا۔ اور تو اور تمام تمبر پیر و حاضرین قادیان اس امر کے منتظر رہے کہ اب موت کی خبر آتی ہے۔ اور آج آفتاب غروب نہ ہوگا جب تک عبداللہ اہتم مر نہ جائے گا۔ اور دوسرے دن عید ہوگی اور لاہور تک کے مرزا کی نہی پوشاک میں ساتھ لیکر آئے تھے۔ کہ عبداللہ اہتم کی آج مرگی کی خبر آئیگی تو دوسرے دن عید ہوگی اور اسمیں وہ پوشاک میں ہنسی جاوے گی۔ اور نئے بہت ہو لوگ اور دوسری سبب قادیان میں جمع کر رکھے تھے۔ اور ان کے لئے آٹے کے چکڑے اور بکرے جمع اور تیار کئے مگر شام کے قریب اس مضمون کا تا پہنچایا کہ عبداللہ اہتم زندہ ہے تو اس عید کا محرم نہ گیا۔ اور اس وقت نئے میڈیکل سکول کو لگا کر کونسا یا جبکہ تو اپنے بیت العکری (بیت الخلد) میں بیٹھ کر بنا لایا تھا۔ اب اگر حلال زیادہ ہے تو کچھ شرم کر کے کہہ کہ ڈھکوسلہ اب بنا لیا ہے۔ یا پہلے سے الہام میں درج تھا۔ اور اس حق الہام میں صرف شرط درج تھی۔ نہ اسکا وقوع اور یہ ڈھکوسلہ عدم وقوع شرط موت القضا و مدت موت کے بعد بنا لیا گیا تھا۔ نہ قبل اذان۔ تو معلوم نہیں قادیانی صاحب اسکا کیا جواب دیگی۔ اس جواب کا طالب و منتظر وہی صاحب سعدی لودھانوی نہیں ہیں۔ بلکہ سب لوگ مسلمان ہندو عیسائی وغیرہ ہیں۔ چونکہ قادیان کے اس عذر کو بعد از وقت سمجھتے ہیں۔ اور اسکو ڈھکوسلہ قرار دیکھتے ہیں۔ مگر یہ ہے آپ ان کے جواب میں یہی کہہیں گے کہ تم سب حرامزادے ہو۔ چنانچہ آپ اپنے متعدد اشتہارات میں کہہ چکے ہیں۔ مگر از روی انصاف یہ اس سوال کا جواب نہیں ہے۔ گالیان آپ ایک نہیں ہزاروں سے لیں مگر اس کے ساتھ اس سوال کا جواب ضرور دین کہ اگر آپ کو یہ الہام میا و گذرنے سے پہلے پہنچا کہ عبداللہ اہتم دل سے مسلمان ہو گیا تھا۔ اسلئے نہیں مرے گا۔ تو اپنے اسکو میا و گذرنے سے پہلے کہہ کر شایع نہ کیا۔ اسکا عام شیعہ نہ ہو سکا تھا۔ نہ سہی۔ اپنے خاص لوگوں کو جو تاریخ اخیر کے شریب آپ سے ملے اور قادیان میں حاضر تھے اور وہ آپ سے مستفسر ہوئے تھے۔ کہ عبداللہ اہتم کی موت ہوگی۔ یا اسمیں کوئی تاویل ہوگی کہا ہوتا کہ وہ دل سے مسلمان ہو گیا ہے لہذا آپ اسکی موت کا وقوع نہ ہوگا۔ قادیانی کے اپنے جملہ مخالفین عیسائیوں ہندوؤں مسلمانوں و از بخمکہ خاصہ شہر سعدی لودھانوی

کونسا یا جبکہ تو اپنے بیت العکری (بیت الخلد) میں بیٹھ کر بنا لایا تھا۔ اب اگر حلال زیادہ ہے تو کچھ شرم کر کے کہہ کہ ڈھکوسلہ اب بنا لیا ہے۔ یا پہلے سے الہام میں درج تھا۔ اور اس حق الہام میں صرف شرط درج تھی۔ نہ اسکا وقوع اور یہ ڈھکوسلہ عدم وقوع شرط موت القضا و مدت موت کے بعد بنا لیا گیا تھا۔ نہ قبل اذان۔ تو معلوم نہیں قادیانی صاحب اسکا کیا جواب دیگی۔ اس جواب کا طالب و منتظر وہی صاحب سعدی لودھانوی نہیں ہیں۔ بلکہ سب لوگ مسلمان ہندو عیسائی وغیرہ ہیں۔ چونکہ قادیان کے اس عذر کو بعد از وقت سمجھتے ہیں۔ اور اسکو ڈھکوسلہ قرار دیکھتے ہیں۔ مگر یہ ہے آپ ان کے جواب میں یہی کہہیں گے کہ تم سب حرامزادے ہو۔ چنانچہ آپ اپنے متعدد اشتہارات میں کہہ چکے ہیں۔ مگر از روی انصاف یہ اس سوال کا جواب نہیں ہے۔ گالیان آپ ایک نہیں ہزاروں سے لیں مگر اس کے ساتھ اس سوال کا جواب ضرور دین کہ اگر آپ کو یہ الہام میا و گذرنے سے پہلے پہنچا کہ عبداللہ اہتم دل سے مسلمان ہو گیا تھا۔ اسلئے نہیں مرے گا۔ تو اپنے اسکو میا و گذرنے سے پہلے کہہ کر شایع نہ کیا۔ اسکا عام شیعہ نہ ہو سکا تھا۔ نہ سہی۔ اپنے خاص لوگوں کو جو تاریخ اخیر کے شریب آپ سے ملے اور قادیان میں حاضر تھے اور وہ آپ سے مستفسر ہوئے تھے۔ کہ عبداللہ اہتم کی موت ہوگی۔ یا اسمیں کوئی تاویل ہوگی کہا ہوتا کہ وہ دل سے مسلمان ہو گیا ہے لہذا آپ اسکی موت کا وقوع نہ ہوگا۔ قادیانی کے اپنے جملہ مخالفین عیسائیوں ہندوؤں مسلمانوں و از بخمکہ خاصہ شہر سعدی لودھانوی

✓  
✓  
✓

کو حال زیادہ (جس سے مراد ناظرین سمجھ سکتے ہیں) کہنے پر ہم کا دیانی کو کوئی الزام نہیں دیکتے۔ کیونکہ یہ بد زبانی و دشنام وہی اسکی طینت کا ایک جزو ہے۔ براہین احمدیہ میں اس نے اس طینت کا اظہار کیا تو ہنسے ریوڑیو براہین احمدیہ میں اسکو اس بدگوئی سے روکا۔ مگر چونکہ اپنی طینت کو کوئی شخص بدل نہیں سکتا۔ لہذا اس روکنے کا اثر برعکس ہو گا اگر رسالہ شحہ مخفی کے ص ۱۹ میں اسے اپنے مخالف کو ایسی گالیوں کا بیان دین۔ جیسے بازاری لوگ آپس میں دیا کرتے ہیں۔ اور جب آپ مسیح موعود بنے ہیں۔ تب تو آپ کا بچر کھل گیا ہے۔ حرامی حرام زادہ بے ایمان۔ تو آپ کا لیکہ کلام ہو گیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ مسیح ہو سکتی علامت ہی حرام زادہ و بے ایمان کا لفظ ہے ایسے ہی آپ کے وہ جان نثار پیرو (جو اپنے مال و جان و دین ایمان کو آپ کے ملک کر چکے ہیں۔ اگر آپ دن کو رات کہتے ہیں تو وہ ستارے و کمانیکو تیار ہو جاتے ہیں۔ اس الزام کا محل نہیں ہو سکتے۔ لہذا ان گالیوں کے بارہ میں کا دیانی کے ان پیروان یا حامیوں کو جو دھوکہ میں آکر اسکے اتباع یا حمایت میں پیش قدمی کرتے ہیں۔ اور ہنوز اپنے فہم و ایمان سے ہی کچھ تعلق رکھتے ہیں (جیسے خانصاحب محمد علی خان صاحب خلف نواب غلام محمد خانصاحب میس مایہ کوئلہ اور حافظ محمد یوسف صاحب سردار بہتر اور منشی عبدالحق صاحب ایکوٹنٹ پشاور لاہور۔ اور منشی الہی بخش صاحب ایکوٹنٹ لاہور اور سید فتح علی شاہ صاحب ڈیٹی نہرو وغیرہ) سے کمال اخلاص و محبت سے سوال کرتے ہیں۔ کہ وہ لوگ کا دیانی کو گالیوں سے کیوں نہیں روکتے۔ اور اس میں وہ کونسا فائدہ سمجھتے ہیں جسکی نظر سے وہ ایسی گالیاں کلام کا دیانی میں دیکھ سکتے کہ کا دیانی کا ساتھ نہیں چھوڑتے۔

بہنے ایک خاص اذھیاب بارگاہ کا دیانی سے مشتاق ہے کہ وہ اپنے اتباع کو ان گالیوں کا بہ فائدہ شاعر ہلے کہ یہ داروئے تلخ یا ایک مسہل کا نسخہ ہے۔ جس سے ان لوگوں کے دل کے خار باہر نکل آتے ہیں۔ چنگو گالیاں دیجاتی ہیں اگر صاحبان مذکورین کو ہی کا دیانی کو ہی فائدہ نہ سنا کر ان گالیوں کے سنے پر خوش اور اپنا تابع یا حامی کر رہا ہے تو وہ صاحب اپنے خدا داد فہم اور ایمان سے کام لیکر یہ خیال فرمادیں کہ اس نسخہ کو کا دیانی نے نہ رچھڑی تو نہیں کرایا

نمبر ۵ ج  
 شحہ مخفی کی شام  
 ہے کہ اب ہر  
 یگا۔ اور دوسرے  
 ہاں ہم کی آن  
 بہت سو لوگ  
 جمع اور تیار  
 یا۔ اور اس قدر  
 تھا۔ اب اگر  
 فرج تھا۔ اور  
 ضار دت ہو  
 اور اس جواب  
 سالی وغیرہ  
 ہے آپ ان  
 میں کہہ  
 اور وہ لیں  
 پہلے سوچا  
 سے پہلے  
 حریب آپ  
 لی۔ یا اس میں  
 اور گاہ  
 خداوند

ہوا کہ اور کوئی اسکو استعمال میں نہ لاسکے بلکہ یہ تو ایسا عام نسخہ ہے کہ ہر کوئی اسکو استعمال میں لے سکتا ہے۔  
 دور نہ جائیے۔ اپنے مخاطب خاص شیخ سعد اللہ صاحب ہی کو دیکھ بیٹھے۔ کادیانی نے اسکا  
 حق میں یہ نسخہ استعمال کیا۔ اور ان کو ان الفاظ سے یاد کیا تو انہوں نے اپنی نظم مضمون مضمون حملہ آرا  
 دربارہ شکست کادیانی میں جو مایہ کوٹلہ کے مسلمانوں کی طرف سے شائع ہوا ہے اسکو ہی حلال زاد  
 بنایا ہے۔ اور ایک تاریخی ثبوت اس امر کا دیدیا ہے۔ اب فرمائیے کہ اس نسخہ کا فائدہ کادیانی تک کہا  
 محدود و مخصوص رہا۔ اب لوگ یہ بات کادیانی کو کہیں۔ اور اگر آپ لوگوں کی اس نصیحت پر یہی کادیانی  
 اس گالی گلوج سے باز نہ آوے تو آپ لوگ اس سے اپنا تعلق قطع کریں۔

اس باب میں ہم نے ایک مستقل مضمون متعلق حرافزادہ بھی تحریر کیا ہے جو مضمون ہذا کے  
 شائع ہوگا۔ وہ ہی توجہ اور احباب کے لائق ہے۔

شیخ سعد اللہ صاحب کو جو اندری کے ساتھ مشرف باسلام ہونے اور اپنے ہندو  
 راجپوت ماہاپ زوجہ وغیرہ اقربا کو چھوڑ کر مسلمان کی جماعت میں داخل ہونے پر کادیانی کا  
 ہندو زراہہ کہنا بھی ان اصحاب اور دیگر اہل انصاف کے نوٹس لینے کے لائق ہے۔  
 یہ امر موجب عار و جالب دست و جیب طعن و طنز ہے۔ تو کیا کادیانی کے نزدیک آنحضرت کو  
 کہا جئے والد مسلم نہ تھے بلکہ خود حضرت رسالت جئے والد بحسب قرار داد اہل سنت (حلالانہ)  
 لاشیتہ (غیر مسلم تھے۔ اس خطاب کے لائق ہیں۔ ۹۔ کادیانی کا ایسا خیال ہے تو پھر اس کے نزدیک  
 اسلام و مسلمانی کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اس صورت میں یہی اسے کادیانی کے وہ ہے کہ  
 اگر تابع عمومی بن جائیں تو انہیں فہم و ایمان و انصاف باقی ہے۔ کادیانی کی ان باتوں کو انصاف و  
 کئی نگاہوں سے آپ دیکھیں اور ایسے بدگو طاعن کے اتباع سے دست بردار ہو جائیں۔ روزگار  
 یہی ویسی ہی ہے جہاں گئے۔ اور آپ لوگوں سے یہی مسلمانوں کی طرف سے وہی معاملات ہوں  
 جو کادیانی سے ہو رہے ہیں۔

تایید عذر سوم میں جو **خامسا** کادیانی نے کہا ہے کہ اگر عبداللہ آہتم مر جاتا تو

۵ جلد ۱۶  
 استعمال میں لائے  
 یانی نے ان کے  
 یہ مضمون حلال  
 بی حلال زاد  
 دیانی تک کہا  
 مت پر ہی کا  
 ہون ہذا کے  
 اور اپنے ہند  
 پر کا دیانی کا  
 لائق ہے  
 حضرت کی  
 نیت (صلوات  
 اس کے نزدیک  
 کے وہی ہے  
 نصاب و  
 ایسے۔ روز  
 معاملات  
 ہم مرتا

نشان کو دیکھ کر ہمارے پاک اور شریفوں کی جماعت میں ناپاک اور کینہ لوگ داخل ہو جاتے  
 یہ عجیب مگر چال اور فریب کا چال ہے جس سے کا دیانی کے وصال ہونیکا پورا ثبوت ملتا  
 ہے۔ جس پر دوروش ڈیلمین ہیں:-

اول یہ کہ جو مذہب خدا کی طرف ہو پورہ دریا کے مثل ہونا چاہیے کہ سین ہونہا ز ناپاک  
 داخل ہو کر پاک ہو جائیں۔ اور جو مذہب ناپاک کے چوٹے سے ناپاک ہو جاوے وہ خدا کی طرف سے  
 نہیں ہوتا۔ کا دیانی کا مذہب اور جماعت اگر ایسی ہے کہ ناپاکوں کے ملنے سے ناپاک ہو جاتی ہے  
 تو وہ کا دیانی کے اپنے اقبال سے خدا کی طرف سے نہیں ہے۔ پھر کا دیانی کا ایسے مذہب کو خدا  
 کی طرف سے بھڑانا اور لوگوں کو اس کی طرف بلانا وجالت نہیں تو پھر وجالت کس کا نام ہے۔

دوسری دلیل یہ کہ اگر شرافت اور کینگی سے آپکی مراد دنیاوی اصطلاح کی  
 شرافت و کینگی ہے جس میں بعض قوموں اور بعض پیشوں کی نظر سے لوگوں کو شریف یا کینہ  
 جاتا ہے تو کا دیانی کا اپنی جماعت کو شریف کہنا وجالی کذب و ہوکا و منالط ہے۔ آپ اپنی گریبان

میں ہونہ ڈالکر اور کچھ شرم و حیا سے کام لیکر فرمادیں کہ کیا آگے ایسی جماعت میں ایسی اقوام  
 اور پیشوں کے لوگ داخل ہلاک کے اکثر ممبر نہیں۔ جنکو دنیا کے لوگ کینہ سمجھتے ہیں۔ یعنی نامی۔

باقندہ۔ راول (جوگی) پھینور (خاکوش) سوچی۔ چینی (چینی) ڈوم وغیرہ وغیرہ لوگوں کو  
 حکیم ہرزا وغیرہ بنے ہوئے ہیں۔ آپ اس سے انکار کریں گے۔ تو ہم بشرط اجازت درخواست

آپ کے ان لوگوں کی فہرست شایع کریں گے۔ جو ان اقوام اور پیشوں کے لوگ ایسی جماعت  
 کے رکن رکین اور آپ کے دستور یا زمین ہیں۔ اور اگر شرافت سے خدا اور رسول و دین و

اسلام کی اصطلاح میں شرافت و کینگی مراد ہے جسے رو سے حکم نص ان کو مگر عند اللہ  
 القصد شریف وہ ہے جو تقویٰ و پرہیزگار ہے۔ اور کینہ وہ جو بدکار ہے تو یہی ایک اپنی جماعت

کو شریف کہنا صحیح جو بڑ بولنا۔ اور اپنی وجالت ظاہر کرنا ہے۔ آپ اپنے گھر کی خبر لیکر  
 اور آپ اپنی جماعت کے حالات لٹو کر بھیہ بنا دین کہ کیا آپکی جماعت کے اکثر لوگ قطع نظر ان

عقاید باطلہ کفریہ کے جو آپ نے ان کو سکھائے ہیں۔ عام اصول اخلاق کی نظر سے بد معاش و بد کردار نہیں ہیں۔ کیا ان میں سے ایک بعض خواص جھوٹا نہیں بولتے۔ بعض زنا۔ شراب و مال مزدم خوری۔ دغا بازی سے متہم نہیں ہیں۔ آپ اس سے انکار کریں گے۔ تو ہم بشرط درخواست و اجازت ایسے لوگوں کی فہرست شائع کریں گے۔ جن کے سفید جھوٹ بولنے پھرنے پر شہادتیں موجود ہیں۔ اور تو برکنار ہے۔ خود بدولت پر رسیدنٹ جماعت جھوٹ بولنے میں ایسے یکتا ہیں۔ کہ دنیا میں اپنی نظیر نہیں رکھتے و علیٰ ہذا القیاس آپ کے خلیفہ ارشد اول (پہروی) دوم (امروہی) سوم و چہارم و پنجم (سیالکوٹی) اس جھوٹ بولنے میں آپ کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ بعض لوگ ہیکانے کی عورتوں کے اغوا کے جرم میں متہم ہو کر عدالت میں جلیجے ہیں۔ جن کا ذکر ہم اشاعت نمبر ۱۶۹ء جلد ۱۱ میں کر چکے ہیں بعض لوگ اسلامی انجمنوں کے وکیل بن کر وصولی چندہ کے لئے باہر جاتے ہیں تو اس مال کو زمانہ میں خرچ کرتے اور اس سے شرابین پیتے ہیں۔

ایک آپ کے بڑے خلیفہ جو آپ کی بقایا ہر وقت بخل میں رکھتے ہیں جو ان عورتوں کو پڑھاتے پڑھاتے ان سے مبتلا و متہم ہو گئے۔ انکی بہا و جہ نئے دیکھ کر انکو منگوا لیا۔ تو اسکو ایسا ضرب شدید سے مارا کہ وہ قریب بہلاکت پہنچ گئی۔ جب اسکے شوہر سے خوف نالاش ہوا۔ تو اسے دیکر راضی کیا۔ وہ بیچارہ اپنی غریبی کے سبب اس سے راضی ہو گیا۔ اس قسم کی کارروایاں اس پاک جماعت کی اور بہت ہیں جنکی تفصیل آپ کی درخواست پر ہوگی۔ اس بیان سے ہمارا مقصد کسی پر ذاتی حملہ نہیں ہے۔ اور نہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم کو کسی کا نام نہیں لیا۔ بلکہ اس سے مقصود عام لوگوں کی اصلاح ہے اور اس امر کا اظہار ہے اور ہوگا۔ کہ یہ جماعت بلحاظ اخلاق اکثر ممبران دارکان ایسی ناپاک جماعت ہے کہ اس سے ہر ایک مسلمان کو بچنا اور اس سے الگ رہنا ضروریات ایمان و اسلام سے ہے۔ مسلمان اس ناپاک جماعت کو اپنے آپ کو بجا دین ان لائن سے ثابت ہوگا چاہے دعویٰ کہ عبد اللہ متہم

اسلئے نہیں مرا کہ اسکو دیکھ کر عام لوگ آپکی شریف جماعت میں داخل نہوں۔ ایک مکر چال۔ اور فریبگ چال ہے۔ اور وہ کسی شخص سے صحیح نہیں ہو سکتا۔ دنیاوی شرافت کا ادعا ہے تو وہ اکثر حصہ جماعت سے مفقود ہے۔ اور اگر اختلافی شرافت کا دعویٰ ہے تو وہ ہی اکثر سے مفقود ہے۔

عذر سوم کی تائید میں جو سادہ سنا اپنے کہا کہ معجزات انبیاء ہی ایسے ہی ہوتے ہیں۔ کہ وہ عام فہم نہیں اور ان کو دیکھ کر عام لوگ جن میں وضع دیکھنے لوگ ہی شامل ہوتے ہیں داخل اتباع انبیاء نہیں۔ اس میں اپنے محضی کفر کا اظہار کیا۔ اور یہ ثابت کر دیا کہ آپ کسی عام فہم معجزہ آنحضرت کے شق القہر حضرت موسیٰ کے سن بساوی۔ فلق الحجر۔ یربضیا۔ عصا کے سانپ پھانکا اور حضرت صالح علیہ السلام کی ناقہ۔ اور حضرت ابراہیم پر آگ سرد ہو جانے۔ وائصال ذلک کے دل سے قائل نہیں۔ کیونکہ یہ معجزات ایسے عام فہم ہیں کہ انکو عام سمجھ سکتے ہیں۔ اور سمجھ گئے۔ اور صد عام ان معجزات کو دیکھ کر تابع انبیاء علیہ السلام ہو گئے۔ جنکو آپ جیسو متکبرین کہیں بچتے رہے۔ اور ان کی نظر

وما نرناک ابتغاک الا الذبھم لئلا نلنا بادی الراءے۔

پیر وہی لوگ ہیں جو ہمارے بادی الراءے ہیں۔ کہیں ہیں۔ اور انبیاء جو اب میں یہ کہتے ہیں کہ ہم ان لوگوں کے حق میں جنکو تم حقیر جانتے ہیں نہیں۔ **خیرا** ولا اقول للذین توذروا عینکم لئلا یوتھم اللہ کہتے کہ خدا انکو نیکی دے ایمان و ثواب (نہیگا۔ اور خدا صحیح بخاری میں اسکی نسبت ایک جلیل الشان

صحیح ابن عباس کی تقریر سے ثابت ہو کہ انبیاء کے پیرو (ابتدایین) وہی لوگ ہوتے ہیں جنکو لوگ سالتک اشرف الناس اتبعوہ ام ضعفاہم فنذرت ان ضعفاہم اتبعوہ وکن ذلک اتباع الواصل (صحیح بخاری)

کہیں بچتے تھے۔ مگر آپ اس قول سے صاف ثابت ہے کہ آپ نزدیک یہ معجزات عام فہم اپنے ظاہری معنی سے دو تو عین نہیں آئے۔

ان کے ہی آپ نزدیک کوئی تاویلی و تخریفی معنی میں جیسا کہ معجزات حضرت سیدنا ابراہیمؑ کی تالیف

اش و  
ما شراب  
م بخرط  
سے پھر  
شالنے  
رث  
میں اب  
میں مہم  
یعض  
ہاں کو  
نون کو  
یاسا  
تو ہے  
کی  
کی  
کی  
کی

ابرار ابرص واکہ کے تخمینی منہ اپنے بیان کے ہیں۔ اور اس قول سے اپنے ثابت کر دیا ہے  
 کو شق القبر کے ثبوت میں جو اپنے سر پر چشم آریہ میں دلائل کہتے ہیں۔ ان پر آپ کا ولی یقین دیا گیا نہیں  
 ہے۔ وہ تقریریں و دلیلین اپنے منافقانہ طور پر اپنے دلی اعتقاد کے برخلاف صرف میدان مناظرہ  
 جیتنے کو بیان کئے ہیں۔ (دل سے آپ معجزہ شق القبر کو (جس کو عام لوگ بجزلی سمجھ سکتے ہیں) نہیں مانتے  
 اور جو عام لوگ ایسے ظاہر معجزات کو دیکھ کر مسلمان ہو گئے تھے انکو آپ مسلمانوں میں داخل نہیں کیے لایق  
 نہیں سمجھتے۔ آپ کے نزدیک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے غلطی کی۔ (معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد) کہ ایسے  
 عام لوگوں (بلاال عمار و صہیب وغیرہ) کو مسلمانوں میں شمار کر لیا۔ بلکہ آپ کے نزدیک خود خدا نقل کرنے  
 غلطی کی۔ (تعالی عما یقول الظالمون) کہ عام فہم معجزات انبیاء کے ہاتھ ظاہر کئے۔ جنکو دیکھ کر عام لوگ  
 داخل اسلام ہو گئے۔

اسے مسلمانان کا دیانی کے دام افتادگان! اس ازکار معجزات پر ہی کا دیانی کو تسلیم  
 کہو گے۔ اور اب بھی اسکے پیرو کہلاؤ گے۔ سوچو اور سمجھو۔ اور اپنے آپ کو اس تنگی سے بچاؤ۔

کا دیانی نے نے معجزہ کے عام فہم نہ ہونے کی ضرورت پر ایک دلیل قرار دیا کہ جو صحیحان اور ان کا ہونا  
 دہو کا دیا ہے ہم اس دلیل کا جواب دیکر اس دہو کا کو اتنا مانا اور ان مسلمانوں کا اس کے دام سے نکالنا  
 چاہتے ہیں وہاں التوفیق اسکی وہ دلیلیں یہ ہے کہ معجزہ ایسا عام فہم ہو تو پر ایمان بالغیب نہیں  
 رہتا۔ ایسا بدیہی امر مشاہدہ میں آگیا تو ایمان بالغیب کہاں رہا۔

اسکا جواب یہ ہے کہ ایک معجزہ کے سمجھ میں آجانے اور بدیہی ہونے سے اور اس کا مشاہدہ  
 ہو جانے سے وہ تمام امور غیبیہ جن پر ایمان بالغیب مطلوب ہوتا ہے۔ جیسے خدا کی ذات و صفات  
 و دروزخ و بہشت اور نیک احوال و اہوال اور حساب و کتاب کے سب ظاہر بیان نہیں ہو سکتے  
 اور مشاہدہ میں نہیں آجاتے۔ ایمان کو جو بالغیب کہا گیا ہے تو انہی امور کی نسبت کہا گیا ہے۔  
 جو معجزہ دیکھنے کے بعد بدیہی غیب ہی رہتے ہیں۔ معجزہ میں جو امر مشاہدہ کر لیا جاتا ہے۔ وہ ایک ایسا  
 امر ہے جو ان امور غیبیہ سے جدا کا نہ ہوتا ہے۔ اور اسکو انہی امور غیبیہ پر ایمان لانے اور یقین لانے



کے لئے مشاہدہ کرایا جاتا ہے۔ اسکا مشاہدہ ہونے سے وہ سب اور عینہ مشاہدہ میں نہیں آجاتے۔  
 اب دیکھو کادیان نے تمکو کیا دہرکا دیا تھا۔ مشاہدہ میں کون امر آتا ہے۔ اور اس کے لئے کن اور  
 کی نسبت ایمان بالغیب کو نسیا ہے۔ اب یہی آپ لوگ اسکو دجال نہ کہیں گے؟ اور اس کے اتنا  
 سے دست بردار ہونگے؟

ناید عذر رسوم میں جو سابعاً کادیان ان مسلمان کو جو ہرکو شکست یافتہ کہہ چکے ہیں  
 نیم عیسائی کہہ کر انپر لے دی کی ہے۔ اسکا جواب تو اسکے قول شتم کے جواب کے ضمن میں ایک نقل  
 مشہور خزاندہ میں دیا جائیگا۔ اس مقام میں اسکی دلیل کا مفاد ظاہر کیا جاتا ہے جو اس قول  
 مقم میں اسنے بیان کی ہے۔ وہ دلیل یہ ہے کہ اگرچہ میں تمہارے نزدیک کافر مہر تھا۔ مگر  
 عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی صداقت کا مدعی بنا ہوتا۔ اور اسی اسلام کی تصدیق و تائید میں  
 وہ پیشگوئی پیش کی تھی اس میں مجھے تنہا ہونا کہا۔ لوگو یا اسلام کو ہر ٹاکیا۔ پھر اسکی تمثیل  
 میں یہ مثال بیان کی کہ اگرچہ پڑا پا چاہا یا اسلام کی حمایت میں عیسائیوں کے مقابلہ کٹر ہو جائے  
 تو خدا اسکے چوہرے میں نیکو نہ دیکھے گا بلکہ اسکی جہانیا سلامی کا لحاظ کر کے عیسائیوں کے مقابلہ میں  
 اسکو فتح دیکھا۔ اسکے چوہرے میں نیکے لحاظ سے عیسائیوں کو فتح دیکھا۔

اس دلیل کا جواب یہ ہے کہ بیشک تیرا دعویٰ اظہار حمایت اسلام کا تھا اور یہ پیشگوئی  
 یہی اظہار اسلام کی تائید کے لئے تو نے پیش کی ہے۔ مگر درحقیقت نہ تیرا دعویٰ حمایت  
 اسلام تھا اور مطابق واقع تھا۔ اور نہ اس پیشگوئی سے اس اسلام کی تائید تجھے مد نظر تھی۔ جو محمد  
 رسول اللہ لائے ہیں۔ اور مسلمان اسکو اسلام سمجھتے ہیں بلکہ جس اسلام کا تو مدعی ہے وہ اسلام  
 کفر کے برابر ہے جس میں خدا کی صفات سے انکار رسول پر نزول ملا۔ مگر وحی سے انکار و حرات انبیاء  
 سے انکار اعتقادات اسلامی سے انکار یہی وہی کفریات تیرے مخالف اسلام میں اور میں جن کی  
 تفصیل اس رسالہ میں ہو چکی ہے۔ اسی مخالف اسلام کی تائید اور تصدیق کے لئے تو نے  
 پیشگوئی کی تھی۔ لہذا اس میں تجھے جو ٹاکیا اسلام کو ہر ٹاکیا نہ دیکھا اس کفر کو ہر ٹاکیا نہ دیکھا۔

تکرار یہاں  
 ایمان نہیں  
 منظر  
 نہیں ہوتا  
 ہر ایک اپنی  
 شدہ کہ ہے  
 تقاضا ہے  
 ہر عام لوگ  
 کادیان کو  
 ان لوگوں  
 سے کانا  
 غیب نہیں  
 سکا  
 رفات  
 ہر جہاں  
 ایک ہے  
 وہ ایک  
 میں

تو اسلام کے نام سے دنیا میں پہلانا اور شی کی آڑ میں شکار کھیلنا چاہتا ہے۔ اس سے تیری تشیل کا جواب ادا ہوا۔

اب فرید تشیح کے لئے اس کا جواب تم کی بیکر کی دیا جاتا ہے کہ اگر چہ پڑا یا ہمارا بلبل اسلام کا نام لیکر عیسائیوں کا یا اور کسی کے مقابلہ کرے۔ اور وہ حقیقت وہ اس فریب سے اپنے دین لان لگے کو بد فریبنا چاہتا ہے۔ اور اس کا مقصد وہ یہ ہو گا اسلام کا نام نکر لوگ میرے دام میں آجائیں گے تو میں نکال لیگی بتاؤ گا۔ تو خدا تعالیٰ کے جود کے پھیر جاتا ہے اور وہ الفاظ اور ظاہری بیان پر کسی کا دھوکا نہیں کہتا۔ اس کو اس مقابلہ میں گو عیسائیوں یا اور مخالفین اسلام سے ہو ذلیل کر لیا۔ برگز برگز قریب نکر لیا۔ اور ساتھ ہی اسکے اسکے مقابلین مخالفین اسلام کو ہی ذلیل کرے گا جیسا کہ دیا جانی کے مباحثہ میں ہوا۔ کا دیا جانی کو ہی خدا نے ذلیل کیا۔ اور عیسائیوں کو ہی جن سے اس مباحثہ میں کچھ بڑا۔ (ہمارا ریلو مباحثہ دیکھو اور فریقین کی ذلت کا معائنہ مشاہدہ کرو۔)

تو ایسے عذر سووم میں جو قائلین اپنے دام سے نکلنے والوں کو دہکی دی ہے۔ وہ فضول یا تحصیل حاصل ہے جو لوگ اس کے دام میں ایسے پھنس چکے ہیں کہ اگر کا دیا جانی دن کو رات کے اورد لوگ ستارے دکھانیکو طیار ہو جاتے ہیں۔ (جب کہ موجب سبب انکی خود غرض ہے۔ اور گوشت پلاؤ خودی یا البتہ مد سبب لانا ہی پونچریت کی اشاعت) وہ تو اسکے دام سے نکلنے کے نہیں جب تک کاس کی پوزی کسا دبا زاری نہیں ہوگی۔ اور جو لوگ دہنو کے میں اگر اس کے دام میں پھنس گئے تھے۔ ان میں سے بدت نکالے۔ جواب اس کو چھوٹا اور جھپٹا کہتے ہیں۔ اور ریسے ہے آئندہ وقت آوننا نکلے جاویں گے۔ جن جن اسکی دھوکہ باز یا ان حیلہ ساز یا ان دیکھیں گے۔ لہذا اس کی یہ دہکی اس فریق کے عقین فضول اور لاجل ہے اور پہلے فریق کے عقین تحصیل حاصل۔ اب تا کا دیا جانی کے قول مشتم کا جواب ہمیں اس لئے اپنے متضرین و مخالفین کو حرا مزادہ وغیرہ الفاظ سے یاد دہانا ہے سو ایک متقل مضنون حرا مزادہ میں ادا ہونا چاہئے۔ جو بعد اقسام تکہ مضنون ہونا شروع ہوا۔

ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

جلد ۱۶  
 سہ تیری  
 جلاسہ سلا  
 ن نان کی  
 میں گے  
 بیان پر  
 لکری جا  
 کا جیسا  
 سنا  
 ہفتوں  
 آدھ  
 سنت  
 ایک  
 آدھ  
 آدھ  
 آدھ

# مکملہ مضمون لغت

۱۔ آج کل ایک ہزار سو نوے تیس (۱۹۹۳) اور سال بے انوار ام صغی کے بعد کاویانی نے تین  
 اشتہار ایک دو ہزار کا ایک تین ہزار کا ایک چار ہزار کا۔ اور شائع کئے ہیں۔ اور رسالہ  
 بے انوار ام صغی کو بڑھا کر ۵۲ صفحہ میں دوبارہ شائع کیا۔ ان سب اشتہارات در سال گذرہ میں جو  
 نئی باتیں اصل مناصدا اشتہار ایک ہزار در سال اول کے متعلق کاویانی نے کہی ہیں۔ ان کے جواباً  
 ہم نے اس مضمون میں ادا کر دیئے ہیں۔ اس مکملہ میں بعض زاید باتوں کا جواب دیا جاتا ہے۔ اور  
 بعض باتوں کو صرف ناظرین کی توجہ وانصاف کے لئے ذکر کیا جاتا ہے۔ وہ باتیں محتاج مستطاعت  
 جواب نہیں۔ صرف ناظرین کی توجہ چاہتے ہیں۔

۲۔ اگر آج کل نمبر اولیٰ یہ ہے جو کمال توجہ ناظرین کے لئے ہے کہ کاویانی نے اشتہار  
 ہزار کے صلہ سلازمین اور نیز رسالہ بے انوار گذرہ کے مسئلہ ۳۳۰ میں اپنی نظر شاہد میں کے  
 قریب بیان کی ہے۔ اس سے کاویانی کے اس دعویٰ کا کذب وافتراء ثابت ہوتا ہے۔ جو اس نے  
 رسالہ نشان آسمانی کے مسئلہ میں کیا اور کہا کہ یہ عاجز (کاویانی) اپنی عمر کے چالیسویں  
 برس میں دعوت حق کے لئے باہام حاصر ہوا گیا۔ اور شہادت دی گئی کہ انٹی برس تک  
 یا اس کے قریب تیری عمر ہے۔ سو اس الہام سے چالیس برس تک دعوت ثابت ہوتی ہے جنہیں  
 سے دس برس کامل گذریں گئے۔ دیکھو براہین احمدیہ ص ۲۳۸

۳۔ یہ دعویٰ کاویانی نے اپنے ہمہدی ہمنسہ کے لئے کیا تھا۔ ایک شخص لغت اللہ  
 مشہور ولی مالتوی نے موجود ہندی کی بابت ایک قضیہ میں پیشگوئی کی تھی۔ اس میں ہمہدی

کی علامت یہ بھی لکھی تھی جو اس کے تحت ذیل میں بیان ہوئی ہے۔

پہلے سال بے انوار میں دوران شہسوار می نیم

کا دیانی نہ اس عقیدہ کو کھینچ جان کر اپنے اوپر جمایا تو اس بیت کی شرح میں وہ عرض ہے کیا حیرت  
 آتا ہے یہ ہے کہ پانچ سو سال عمر میں بیٹے الہام و امامت کا دعویٰ کیا ہے اور چالیس سال  
 اس دعویٰ سے میری زندگی اور ہوگی۔ لہذا ہمدی موعود اور اس شعر کا مصداق میں چھیڑا  
 یہ دعویٰ کا دیانی سننے پر ۱۸۸۴ء میں کیا ہوتا چنانچہ پانچ ماہ بعد اس کے وقت ۱۸۸۴ء  
 میں خود اس نے یہ سن کر سال بنا یا ہے۔ اور اسی سال میں یہ حضرت ابوعبیدہ کا طبع ہو گیا۔  
 اس وقت ۱۸۸۴ء کا دیانی کی عمر چھ سال تھی۔ ۱۸۸۴ء تک بارہ یا تیرہ سال بھانسنے سے ۱۸۸۴ء  
 کو اس کی عمر بارہ یا تیرہ برس کی بنتی ہے۔ اور اس امر کو کا دیانی کا یہ اقرار و انہماک ہستہ  
 چار ہزار برس کے انوار ہا ہا ہا ہا ہے اور یہ یقین دلاتا ہے کہ جو کا دیانی نے دعویٰ  
 مند و چار سالہ نشان آسمانی میں ۱۸۸۴ء کو اپنی عمر گشائی اور چالیس برس کی بتائی تھی  
 اس میں دروغ بیانی اور بے ایمانی کی اس اظہار و اقرار کے روسے اس وقت اسکی عمر ساٹھ برس  
 کے نزدیک ہوگی۔ ۱۸۸۴ء میں دعویٰ الہام و امامت کے وقت اسکی عمر اسیالیس برس کے قریب تھی  
 چالیس برس سے یا تو اس کے دعویٰ ہمدی ہونے اور اس بیت ماسویٰ کا مصداق ہونیکا چھوٹا ہوتا  
 ہے یا اسکا وہ الہام چھوٹا پتیرا ہے کہ وہ اسی برس کی عمر تک زندہ رہیگا۔ اس دعویٰ مند و  
 نشان آسمانی کے وقت اسکو یہ الہام ہوا۔ اور اسکی ملامت کو ہی (جو یقیناً معلوم اللکرت ہے) یہ علم نہ  
 ہتا۔ اور اس وجہ سے وہ اسکو یہ الہام نہ کر سکا۔ کہ آپ کے قلم سے اشارت الگ ہے اور میں ساٹھ برس  
 کی عمر کا اقرار نکال کر شایع ہو جائیگا۔ اور اس وقت جبکہ اس نے اپنے اشارت میں اس اقرار کو شایع  
 کیا اسکو اور اس کے قلم کو وہ دعویٰ نشان آسمانی یا درہاس موقع پر اپنے اہل کلمہ نے مثل  
 شہرہ رور و غور و احتیاطاً ثابت کیا کہ خوب سچا کر دکھایا۔ اور قرآن مجید کی اس آیت کو لوگان  
 من عند غیر اللہ لوجہ اینه اختلاف اکثر اور اس مقولہ صادقہ کو بھل قضا علی نفسہ اچھی طرح تصدیق  
 کیا جب کا دیانی کا سال نشان آسمانی شایع ہوا۔ اور اس میں اسکا دعویٰ میری نظر سے گزر رہا تھا  
 متوجہ ہوا۔ اور میں نے لوگوں سے کہا کہ کا دیانی مجھ سے بڑی عمر کا ہے جب میں کا دیانی کے ساتھ

سراوی گل حدیث شاہ سالوی سے شرح طحاوی وغیرہ پڑھتا تھا۔ تو اس وقت میری ڈاٹریجی سوچنے کا نام نشان  
 نہ تھا۔ اور کاویانی کی ڈاٹریجی اس وقت اتنی لمبی تھی کہ ہاتھ میں پکڑی جا سکتی تھی۔ اور وہ اس وقت  
 طب کی کتاب شرح اسباب پڑھتا تھا۔ اور جب میری عمر اس وقت سال اشاعت رسالہ نشان آسانی  
 کاویانی میں پچاس سے تجاوز ہے تو کاویانی کی عمر ضرور ساٹھ سے تجاوز ہوگی۔ اور میں اس فکر میں  
 تھا کہ اسکی جدید پیش کے واقفین سے شہادتیں پھر چیک کر اس دعوے میں اسکا جھوٹ ثابت کر دینا۔  
 خدا تعالیٰ نے کمال احسان کیا کہ اس نے اسی کے مہندہ سے اسکا چوبیسواں ثابت کر دیا۔ اور اس  
 قلم سے اسکا یہ اعتراف ان شہادتیں میں شایع کر دیا کہ میں "ساٹھ پانچا ہوں"۔ فالحمد للہ  
 علی ذلک حملہ آئیڈیا کاویانی کے ایسے سفید چوڑے ظاہر ہونے پر پھر اسکی دام افادہ اس کے دام سے بچ گیا  
 تو پھر انکی رہائی کی کوئی امید نہیں۔ ومن کان فہذہ واعی فہذہ الاخری اعمی واضل سیدنا ۵

وزلہ يجعل اللہ نورا قال من نوحی ۵  
 وازرا بظہر تمیر کہ وہ بھی کمال توجہ ناظرین کے لائق ہے یہ ہے کہ اس شہادت کے ساتھ  
 میں اپنے مشر عبد اللہ اہم کے اس خط اور بعد کہ جو کاویانی کے رسالہ حجۃ اور دو سے اشاعت کنندہ نمبر ۱  
 جلد ۱۵ میں بصرفہمہ منتقل ہے ذکر کر کے اس سے ایک عمدہ نتیجہ نکالا ہے اور یہ کہہا ہے کہ اس خط  
 اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ وہ اس مشر عبد اللہ اہم (پھر گزشتہ اشاعت کے خون اور کفارہ پر مطلق  
 نہیں کیونکہ ایسا شخص چلنے سے عقیاید پر دل سے مطمئن ہووے ہرگز یہ بات زبان پر نہیں لاسکتا۔  
 کہ بعض نشانوں کے دیکھنے سے ان عقیاید کو ترک کر دیا۔  
 کاویانی کے اس نتیجے سے دو نتیجے ایسے نکلتے ہیں جن سے کاویانی کے اسلام اور الہام  
 کی کیفیت اچھی طرح واضح ہوتی ہے۔ بشرطیکہ غور و توجہ سے ان کو دیکھا جاوے۔  
 اول نتیجہ یہ کہ کاویانی کو عقیاید اسلامی پر اطمینان نہیں دلنا اور وہ درحقیقت مسلمان نہیں

اسلام اور عقیاید اسلامی پر اطمینان نہیں دلنا اور وہ درحقیقت مسلمان نہیں  
 جہانگاہ دیکھو اپنی مطلق کی اصلاح کروں گا۔ اور مسلمان ہو جاؤں گا (دیکھو وہ ۲۰۰۰ جلد ۱۵ صفحہ ۱۰۰)

جزء ۱۶ جلد ۱۶  
 کیا جیسا  
 بیس سال  
 عین ہی  
 سے اسکا  
 پھر ہوا تھا۔  
 سے ۱۵  
 ہاں شہادت  
 کے دعوے  
 ہتائی تھی  
 سیاہ بڑے  
 نے قرین  
 چھوٹا ہوتا  
 اس سدرجہ  
 سے یہ علم نہ  
 ساٹھ برس  
 اور کو شایع  
 نے مثل  
 وکان  
 روح تقویٰ  
 اسکا

کیونکہ یہی بات جس سے کادیانی نے عبد اللہ اہتم کا عقاید مذہب عیسائی پر بے الطینان ہونا نکالا  
 کادیانی خود اپنے مہندسہ کہہ چکا ہے کہ اگر عیسائی اسکو بالثقاب نشان آسمانی کہہ کر گئے تو وہ نہ  
 اسلام کو ترک کہے عیسائی ہو جائیگا اسکا یہ اقرار اسی برسات حجت سے اسی نمبر و جلد ۱۲۲  
 کے صفحہ ۲۲ میں منقول ہے۔ لہذا از روئے الضاف کادیانی کے اس اقرار سے یہی نتیجہ نکالنا  
 لازم ہے۔ جو اس نے عبد اللہ کے عہد و اقرار سے نکالنے کا کہتا ہے کہ کادیانی اسلامی عقاید پر طعن نہیں  
 ہے۔ کیونکہ جو شخص اپنے سچے عقاید پر دل سے مطمئن ہوتا ہے۔ وہ ہرگز کسی اور  
 زبان پر نہیں لاسکتا۔ کہ میں بعض نشانوں کے دیکھنے سے اپنے ان عقاید  
 کو ترک کر دوں گا۔ حضرات ناظرین اگر نتیجہ لازمی ہے (اور آپ ضرور مانتے) تو اس سے  
 وہ ہمارا دعویٰ جسکو ہم بار بار ملاحظہ کر چکے ہیں۔ کہ کادیانی رذیق و ہر ہے۔ وہ درحقیقت اسلام کی  
 اور مذہب آسمانی کا قائل و پابند و معتقد نہیں ہے۔ اور وہ اسلام کے دعویٰ اور اسکی زبان و  
 سے صرف مسلمانوں کو دام میں لانا۔ اور انکا مال لوٹ لو کر کھانا چاہتا ہے۔ ثابت و مدلل و مبرہن  
 ہوا اب الغاف آپ لوگوں پر ہے۔

دوسرے نتیجہ اسکے نتیجہ سے یہ نکلتا ہے کہ کادیانی کی پیشگوئی موت عبد اللہ اہتم نے عبد اللہ  
 اہتم پر کوئی اثر نہیں کیا۔ اور وہ عقاید مذہب عیسائی میں اسکی پیشگوئی سے ڈر کر مذہب اہتم پر  
 نہیں ہوا بلکہ وہ پہلے ہی سے ان عقاید میں متزلزل تھا چنانچہ کادیانی نے اس نتیجہ بیان میں تسلیم  
 کیا ہے اور اسکے سیاہی کو طحار لہن نے ہی اس شہماڑ طبرہ پنجاب پر دیں۔ یا کوٹ میں جو تازہ نشان  
 ۱۰ ستمبر ۱۹۹۲ء کے مندرجہ نوش عیسائیوں کے جواب میں انہوں نے شایع کیا ہے۔ اسکو تسلیم کیا  
 ہے۔ اس نتیجہ لازم سے تیسرا نتیجہ نکلتا ہے کہ کادیانی ان اشتہارات میں یہ کہہ رہا ہے کہ عبد اللہ  
 اہتم میری پیشگوئی سے ڈر کر عیسائی عقاید میں متزلزل ہو گیا ہے۔ اور اگر وہ نہیں ڈرا تو وہ ہتم کہہ  
 کہے کہ میں درحقیقت مسیح کی اہمیت اور الوہیت اور کفارہ پر یقین کامل کے ساتھ اعتقاد رکھتا ہوں  
 اور اس میں کبھی ایک ذرہ متزلزل نہیں ہوں۔ اور اگر میں اس بیان میں چوٹا ہوں تو مجھے ذلت

کے  
 کو  
 کی  
 لازم  
 ہے۔  
 کیونکہ  
 جو شخص  
 اپنے سچے  
 عقاید پر  
 دل سے  
 مطمئن  
 ہوتا ہے۔  
 وہ ہرگز  
 کسی اور  
 زبان پر  
 نہیں  
 لاسکتا۔  
 کہ میں  
 بعض  
 نشانوں  
 کے دیکھنے  
 سے اپنے  
 ان عقاید  
 کو ترک  
 کر دوں  
 گا۔  
 حضرات  
 ناظرین  
 اگر نتیجہ  
 لازمی  
 ہے (اور  
 آپ  
 ضرور  
 مانتے)  
 تو اس  
 سے  
 وہ  
 ہمارا  
 دعویٰ  
 جسکو  
 ہم  
 بار  
 بار  
 ملاحظہ  
 کر  
 چکے  
 ہیں۔  
 کہ  
 کادیانی  
 رذیق  
 و  
 ہر  
 ہے۔  
 وہ  
 درحقیقت  
 اسلام  
 کی  
 اور  
 مذہب  
 آسمانی  
 کا  
 قائل  
 و  
 پابند  
 و  
 معتقد  
 نہیں  
 ہے۔  
 اور  
 وہ  
 اسلام  
 کے  
 دعویٰ  
 اور  
 اسکی  
 زبان  
 و  
 سے  
 صرف  
 مسلمانوں  
 کو  
 دام  
 میں  
 لانا۔  
 اور  
 انکا  
 مال  
 لوٹ  
 لو  
 کر  
 کھانا  
 چاہتا  
 ہے۔  
 ثابت  
 و  
 مدلل  
 و  
 مبرہن  
 ہوا  
 اب  
 الغاف  
 آپ  
 لوگوں  
 پر  
 ہے۔

کے ساتھ ایک سال کے اندر موت آوے۔ یہ شخص کا دیا کی آبلہ فریبی اور وہ ہونے لگی ہے۔ مرد کا دیوانی  
 کو شہادت اس نتیجہ کی جو اس نے بعد اللہ اہم کے خط اور عہد سے نکالا ہے خوب یقین ہے کہ عبداللہ اہم سے  
 ہی سے ان عقائد میں متزلزل ہے۔ اور اسپر میری پیشگوئی کا کوئی اثر نہیں پڑا۔ اور عبداللہ اہم کا قسم  
 پرستندہ جو ابھی اسپر سے ہے کہ پہلے ہی سے متزلزل ہے۔ اور اس متزلزل کہ جس سے وہ کہی  
 قسم نہ کہا گیا۔ خواہ کتنے ہزار کا اشتہار کیا دیا جائے۔ مگر یہ اس امتیاز اسبات کو نہیں سمجھے۔ اور  
 زبہدین گے۔ چلو! انکو اسی دام میں لاؤ۔ کہ وہ پیشگوئی کے اثر سے عقائد عیسائی میں متزلزل  
 ہے۔ اسی وجہ سے قسم نہیں کہانا۔ اور اسپر ہزاروں کے اشتہار جاری کرتے جاؤ۔ دینی آکوٹوری  
 ہی نہیں دینی پڑھی۔ اور مکتب میں بیرون آویں۔ ہر گے۔ افسوس افسوس افسوس!!  
 ہزار افسوس!! لا لکھ افسوس!! اگیاں کے دام اتنا دانتی ایسی عقل کے آدمی میں کہ  
 وہ کا دیوانی کے اس فریب کو نہیں سمجھتے باوجود کہ اسکی تحریرات اشتہارات میں اسکا اعتراف پڑ چلے  
 ہیں کہ وہ پہلے ہی عقائد عیسائی مذہب میں متزلزل تھا۔ پھر اتنا نہیں سوچتے کہ ہزاروں پیشگوئی کا  
 ہزاروں کیا نہیں ہوا تو یہ کہ ہزاروں کے اشتہار دیکر اسپر زور دیا جاتا ہے کہ تم قسم کہاؤ۔ کہین  
 کہی تھکت الوہیت و اہنیت کے عقائد میں ایک ذرہ متزلزل نہیں پڑا۔

الحق کا دیوانی کی نسبت نے انکی انجمن کو اندھا کر دیا ہے۔ کانون کو ہر روز با نون کو گوٹھا  
 دل کو مردہ۔ نہ وہ خود دل سے سمجھتے ہیں۔ نہ انہم کو سمجھانے والوں کا کلام پڑھتے ہیں۔ اور نہ کان  
 شنائے والوں کی بات سننے میں۔ اور نہ زبان سے کسی اور سے براہ ہدایت پڑھتے ہیں۔ شاہ ایستہ  
 جیسا ہادی حیرت البیان قوی البیران تقارہ کی چوٹ سے کا دیوانی کے فریب ظاہر کر رہے ہیں۔ وہ  
 طرف توجہ ہی نہیں کرتے۔ انکو کا دیوانی نے یہ کہہ رکھا ہے کہ خبردار! اس رسالہ کو نہ دیکھنا۔ انا  
 لله وانا الیک مرجعون

وزیر اہم نمبر ۳ ہے کہ جو اس شہادت میں ہزار کے صف میں بجا اب اس مضمون کے اگر  
 صاحب کے جانے سے ڈاکٹر کلارک صاحب وین پڑ گیا ہے آپ کو کیا آپ کو کسی مردوں کے عیسائی

بہرے سلسلہ  
 اطمینان ہونا چاہیے  
 اور ہر ایک کے لئے  
 و تبصرہ جلد ۱۴  
 یہی وہی ہے  
 عقائد میں  
 ۹۰  
 ہے ان عقائد  
 (یہ) تو اس سے  
 وقت اسلام کی  
 اور اسکی زبانی  
 دلیل و بہترین  
 ہم نے عبداللہ  
 مذہب متزلزل  
 رو بیان میں  
 میں جو توجہ  
 اسکو سمجھنا  
 ہے کہ  
 اور قسم کہا  
 تقاریر ہوں  
 کے ذمے

ہو جانے سے آپ کا دیرینہ نہ پڑے۔ کا دیانی نے کہا ہے کہ وہ لوگ منہ نقانہ طور پر سلسلہ بیعت میں داخل ہو گئے تھے۔ ان لوگوں کا بد چلن ہونا معلوم کر کے میں نے انکو اپنے مکان سے نکال دیا اور بیعت کے سلسلہ سے خارج کر دیا تھا۔ پھر کہا کہ قادیان میں آؤ۔ اور اس کا ثبوت لویچکھ بات پہی لہجہ ناظرین کے لائق ہے۔ آپ نے کیا آسان طریق ثبوت کا بتایا ہے۔ معترض دہلی میں رہتا ہے۔ تو وہ ثبوت لینے قادیان میں آوے۔ پھر آپ اسکے سامنے اپنے مریدوں اور خادموں کھلو اور دیکھ کہ ان واقعی اس کو مکان سے نکال گیا تھا۔

اسے صاحب اپنے اس ثبوت کی جگہ بذریعہ ہشتہار جواب کلمات دن کا شمار اور ہر وقت کا ہتھیار ہے کیوں نہ خیال نہ کر دیا کہ فلان فلان بد چلن میں۔ منہ نقانہ طور پر بیعت میں داخل ہو گئے تھے۔ اب ہم نے ان کا بد چلن ہونا معلوم کر کے سلسلہ بیعت سے خارج کر دیا ہے جیسا کہ آپ نے اپنے لاکھ بیٹے کو عاق کرنا اور عابد اور عمر رسیدہ بیوی کو طلاق دینا صرف استدرگناہ کے بدلے کہ وہ آپ خیالی زوجہ دختر احمد نیک کا دوستی سے نکاح ہو جائے پھر ارضی یا سماجی ہے بذریعہ ہشتہار ہتھیار کر دیا تھا۔ اور کئی بار اپنی زوجہ کا عامل ہونا شہر کر دیا جو برخلاف عام رسم شرافت ہی وازرا بچلہ نمبر ہم یہ ہو کہ کا دیانی نے اسی ہشتہار کے حدیث میں کبھی کا یہ اعتراض کر آئندہ تم کہا جائے پھر تم کی موت کے لئے ایک سال کی میا د کیا ضرورت تھی نقل کیے اس کے جواب میں ایک بات یہ کہی ہے کہ پرمیاد الہام سے مقرر ہو چکی ہے۔ اس میں چون دچرا کرنا نہایت ہیجا وگستاخی ہے۔ پھر صفحہ ۱۰ میں دوسری بات یہ کہی ہے کہ اگر عبد اللہ اتہم یا قرار کر لیں کہ مسیح ابن اللہ ان کو ایک سال تک نہیں بچا سکتا تو ہم اس اقرار کے بعد تین ہی دن منظور کر دیں گے۔ یہ دوسری بات اپنے ہشتہار دوسرا میں بھی لکھی ہے۔

اسے حضرت ناظرین ان باتوں کو آپ توجہ سے ملاحظہ فرمائیے تو ایک کو دوسرے کے گواہی پائیں گے۔ پہلی بات میں صاف تصریح ہے کہ یہ تحدید و تعیین الہامی ہے۔ اس میں تبدیلی ممکن نہیں

۱۵ وہ ہشتہار جو حکومتی لکھنا کہ کا دیانی نے سخانی میں لکھا ہے وہ نہیں چھوڑا کہ ہشتہار کیا



بلکہ تبدیلی کی درخواست کرنا گستاخی ہے۔ لہذا وہ دوسری بات کی مذمت ہے۔ اور صاف بتاتی ہے  
 کہ ایک سال کی جگہ تین دن مقرر کرنا ممکن نہیں ہے۔ اور دوسری بات میں کا دیانی نے جو امر میں تبدیلی کا  
 وعدہ کیا ہے تو اس میں ہوش لولا اور دہوکا دیا ہے۔ دوسری بات میں صاف کہا گیا ہے کہ عید الاضحیٰ  
 کو اگر بزرگوار پر اس مہیاد ایک سال کا تین دن سے بدل جانا ممکن ہے۔ اور اس تبدیلی کے لئے کا دیانی کو  
 اختیار حاصل ہے۔ لہذا وہ پہلی بات کی مذمت ہے۔ اور صاف بتاتی ہے کہ وہ تکدید تیسرے ہمام نہیں  
 ہے۔ الہامی ہوتی تو اس میں تبدیلی ممکن ہوتی۔ اور یہ تدارض و مخالف دونوں باتوں کا نسبت  
 پر دلیل ہے۔ کہ ان میں الہام کا دخل نہیں جو ہے سوشیٹالی احتلام ہے۔ اور کا دیانی کا ڈکویٹ  
 کا دیانی کے دام میں عقل کے اندھے۔ گناہ کے پورے پھینے ہوئے ہیں۔ وہ انکو بوجھ کہتا ہے۔  
 وہ اسکو بے سرو پے مان لیتے ہیں۔

پہلی بات کے جواب میں یہ بھی کہا جا سکتا کہ یہ بات ایسی وہ شخص مان لینگا جو آپ کو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَنُصَلِّیْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ بِالْحَمْدِ وَالْمَوْلَا لَمْ یُظَلَمْ وَکَانَ اللّٰهُ سَمِیْعًا عَلِیْمًا

اے تبار قدرت دین و قطع تعلق از آقا رب مخالفین میں عرض علیہ السلام پر ہم حنیفاً

چون برندان تو کرے او فتاد + آئن نہ دندلے مکن اسے او ستاد

ناظرین کو یاد ہوگا کہ اس غلطی کے لئے ایک ذی شعور نے پیش کیا ہے جو ایک نشان کے مطابق وقت ایسی ایک تیری مرزا اور  
 ولد مرزا کا مان بگ ہو گیا اور پوری کی دختر کلان کی نسبت حکم الہام آتی ہے ہندو دیوتا ہندو مت کی طرف  
 سے ہی مفاد و فراز یافتہ ہے کہ وہ لڑکی اس طرف کے کا چین لنگی خول پہنے ہی باکرہ سونگی جانتی ہیں آج کل  
 اور یا خدا تعالیٰ پر وہ کر کے اسکو تیر طرف لے آئے چنانچہ بعض مسلمانوں کو مرزا کو وہ بالائی مان ہندو مت  
 میں ہے۔ اب باعث تحریر شدہ ہمارے ہاں یہ ہو کر میرا شیشا سلطان احمد نام جو نائب تحصیلدار لاہور میں ہے اور  
 اسکی مالی صاحبہ جو ہنٹا اسکو پیشا بنا یا مول ہے وہی اس مخالفت پر آمادہ ہو گئی ہیں۔ اور یہ سارا کام  
 ہاتھ میں لیکر اس تجویز میں ہیں کہ عید کے دن یا اس کے بعد اس لڑکی کا کسی سے نکاح کیا جاوے اگر سزا  
 کی طرف سے مخالفانہ کارروائی ہوتی تو ہمیں درمیان میں دل دیکھ کر کیا ضرورت اور کیا ضرورت ہے۔

برہنہ حیلہ  
 سلبیت  
 سے نکال دیا  
 ہوت لو بچہ  
 شہر میں پہلی  
 مردوں اور  
 کا شمار اور  
 طور پر سبیت  
 سے خارج  
 دینا صرف  
 رضی یا سنی  
 ہم شرافت ہو  
 لڑکے آئینہ تہ  
 جواب میں  
 ہاں ہاں یہ سب  
 جو میں اللہ  
 دوسری بات  
 اس کے لئے  
 پہلی میں

تفصلاً حاصل ہو گا

اور آپ کی اس تحدید میعاد کو الہامی مان چکا ہے۔ ایسا شخص آپ پر اعتراض ہی کیوں کر سے گا۔ اور جو مسترض ہو وہ تو آپ کو علم اور آپ کی حکام کو الہام نہیں مانتا۔ بلکہ آجکو وصال کذاب اور آپ کے الہام کو احتلام شیطانی جانکر یہ اعتراض کرتا ہے۔ پھر کیا اس کے جواب میں آپ کا اس بات کو پیش کرنا صحیح ہے۔ پھر نہیں آپ میں کچھ بھی شرم ہوتی تو اس کے جواب میں آپ کی طرف سے یہ بات پیش نہ کی جاتی۔ دوسری بات سے نتیجہ نکل سکتا ہے کہ تم کہاں نوازا کی تحدید میعاد ایک سال کی جتنی نہیں ہے۔ اسکا بدل دینا آپ کے اختیار میں ہے۔ اس سے ٹھیکو خن پیدا ہو گیا ہے کہ جو قسم ہم آپ کی درخواست پر کہا نا چاہتے ہیں اگر یہ میعاد نہ ابھرتا مارتی تین دن ہی مقرر کر دین۔ اس بات کو آپ اور جملہ ناظرین یا درکھین۔ یہہ

نوٹس لینے (یا دیکھنے) کے لائق ہے۔

واگرچہ نمبر ۵ یہی کہ اسی اشتہ تا تین ہزار کے صلہ آپ نے دعویٰ کو خوف اور ایمان لانے کے وقت کا فرق سے ڈینیوی عذاب ٹھجایا کرتا ہے۔ پیش کر کے اسکی تمثیل و تائید میں قریب الفرق

امریلی تھا۔ اور ہی اسکو اپنے فضل کریم سے ظہور میں لانا مگر کام کے مدار الہام وہ لوگ ہو گئے جن پر اس عاجز کی اطاعت فرض تھی۔ اور ہر خبر سلطان احمد کو سمجھایا اور بہت تاکید کی خط لکھے کہ تو اور تیری والدہ اس کام سے الگ ہو جائیں ورنہ میں تم سے جدا ہو جاؤں گا۔ اور تمہارا کوئی حق نہیں رہے گا۔ مگر انہوں نے میرے خط کا جواب تک نہ دیا۔ اور کجی چٹھے سے نیرانی ظاہر کی اگر انکی طرف سے ایک تیز تلوار کا ہونے کے زخم پہنچتا تو خدا میں اسے صبر کرتا۔ لیکن انہوں نے دینی مخالفت کر کے اور دینی مقابلے سے آزاد کر کے بہت ستایا۔ اور اس حد تک میرے دل کو توڑ دیا کہ میں بیان نہیں کر سکتا اور خدا کا کہ میں سخت و سبیل کیا جاؤ سلطان احمد ان دو برسے گناہوں کا ترک ہو گیا۔ اول یہ کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی مخالفت کرنی چاہی۔ اور یہ چاہا کہ دین اسلام پر تمام مخالفتوں کا حملہ ہو۔ اور یہ اپنی طرف سے اس ایک بنیاد کی تھی اس امید پر کہ پھر چڑھے ہو جائینگے۔ اور دین کی تباہی ہوگی۔ اور تمام مخالفتوں کی قسم اس اپنی طرف سے مخالفت تلوار چلانے میں کچھ فرق نہیں کیا۔ اور اس نادان نے یہ نہ سمجھا کہ خداوند قادر و مہیرا اس کی سی ہی ہے رہا ہی بندے کو کبھی نہیں گھبرا سکا۔ اور اسکا جہاں بچے برباد کرنا چاہے تو وہ اپنی رحمت و ارحم

۱۴۵

کشتیوں کے رعاو عا جہزی سے پھر جانے اور کیت کے کا فون سے عذاب چوڑی وعدہ ایمان پر خطا طبعی نیکو ذکر کے  
 اس پر سے حلفی شہادت کی درخواست کی ہے۔ اس کے جواب میں ہم کا دیانی کر کہتے ہیں اور اپنے ناظر  
 کو اطلاع دیتے ہیں کہ قریب العرق کشتی والے کا فون سے فرق ہو گیا عذاب اور کڈ والے کا فون سے فرق  
 عذاب بیشک تفریح و وعدہ ایمان سے مل گیا گیا۔ مگر یہ عذاب قطعی ہو عود نہ تھا۔ لہذا ایسے لفظ نیکو کا دیانی  
 پیش کرتا مسلمانوں کو دہو کا دینا ہے۔ اور اس سے اپنا وقال ہونا ظاہر کرنا ہے۔ اور جو عذاب خدا کی طرف  
 سے قطعی ہو عود ہوا ہے۔ اور اس میں ہلاکت کا وعدہ دیا گیا ہے وہ کہی نہیں ملتا۔ اس پر ہم قسم کہہ سکتے  
 حاضر و مستعد ہیں مگر پہلے کا دیانی وعدہ کرے کہ در صورت ہماری قسم کے ناراست ہونے جو اثر اس کا  
 پیسہ بڑھکا وہ تین ہی دن میں ظاہر ہو گا جیسا کہ کا دیانی نے عبد اللہ اہم سے ہی وہ وعدہ کیا ہے اور  
 اسکا ذکر ابھی قوی نمبر چارم میں ہو چکا ہے۔ اور یہ بھی بتا دے کہ وہ اثر کیا ہو گا۔ اور وعدہ کرے کہ  
 در صورت ظاہر نہ ہونے اس اثر کے کا دیانی اس سزا کو جو ہم تجویز کریں گے منظور کرے گا اس منظوری کے بعد  
 ہم اس کے لئے سزا مناسب تجویز کریں گے جس سے روز کو جگر طرح اسلامی دنیا کو اس حاصل ہو گا ماشا اللہ

سے بچے تمام دیکھا۔ کیونکہ میں اسکا سون اور میرا دم سلطان احمد نے بچے جو میں اسکا باب ہوں سخت  
 ناچیز قرار دیا اور میری مخالفت پر کراہی ہوئی اور قوی اور فعلی طور پر اس مخالفت کو کمال تک پہنچایا۔ اور  
 میرے دینی مخالفوں کو مدد دی اور اسلام کی تہک بدل رہا جو منظور رہی ہو چونکہ اس شخص نے فون لہر کرنا  
 کو اپنے اندر حج کیا اپنے خدا کا تعلق ہی چھوڑ دیا اور اپنے باپ کا بھی اور ایسا ہی اس کی دونوں والدہ  
 کیا۔ سو چونکہ انہوں کو کوئی تعلق مجھ سے باقی نہ رہا اس لئے میں نہیں چاہتا کہ اب انکا کسی قسم کا تعلق مجھ  
 باقی ہے اور دشمن ہوں کی ایسے دینی دشمنوں سے پروردگار نے میں مصیبت ہونے لہذا میں آجکی تاریخ سے  
 کہ در سری ۱۹۱۰ء ہے عوام اور خاص پر بندہ یہ کہتا ہوں کہ تا چوں کہ اگر یہ لوگ اس ارادہ سے  
 باز نہ آئے اور وہ تجویز جو اس لڑکی کے اظہار نکاح کر کے لے لئے تھے یہ لوگ کر رہے ہیں اس کو وہ تو  
 نہ کر دیا اور جس شخص کو انہوں نے نکاح کے لئے تجویز کیا ہے اسکو روز کیا بلکہ اس شخص کے ساتھ نکاح  
 ہو گیا تو اسی نکاح کے ملک مسلمان اور حرم الارث ہو گا اور اسی ۱۹۱۰ء سے اسکی والدہ

۱۴۷

بے گناہ اور  
 تمام کو اختلاف  
 یہ ہے۔ مگر  
 دوسری کیا  
 قابل دینا ہے  
 بتے ہیں اسکی  
 در کین۔ یہ  
 اور ایمان لانے  
 قریب العرق  
 جن پر جس  
 ری والدہ  
 نہیں نے  
 کا بھی ہے  
 کو کر کے  
 دلیل کیا ہے  
 دین کی مخالفت  
 ایک نیا لڑکی  
 اپنی طرف  
 تیرا اسکی  
 بہت لڑا تو

و از انجمله نمبر ۱۲ جو پوری اوجہ ناظرین کے ذہن سے یہ ہے کہ اسی ہفتہ ہمارے ہزاروں  
 ۵۵ امین اور نیر استہار چار ہزار کے ساتھ ۲۲ امین کا دیانی سے اپنے مخلص ہر فرد کے اس سوال کو  
 اعضاء تم کہنا بعد اللہ اتم پر واجب نہیں گا کہ جو اب امین کہنا ہے کہ ایام پیشگوئی میں ڈر جائے  
 اتم نے اردو کے افراد کی ہے۔ امین اسکو عذر ہے تو صرف یہ ہو کہ وہ ڈر جانا پیشگوئی کے اثر سے  
 ناگھنار سے فرستادہ تاملوں سے جنہوں نے کسی دنو چہر چل گیا۔ لہذا اسکا بار ثبوت بعد اللہ  
 ہے کہ وہ پیشگوئی سے نہیں ڈرا۔ بلکہ تاملوں سے ڈرا ہے جیسے اگر کوئی کسی کے گہر میں داخل  
 کرتا ہوا پکڑا جاوے۔ اور وہ اس امر کا اثر ہی ہو جاوے کہ میں اس گہر میں بلا اجازت داخل ہوا۔ گول  
 ساتھ یہ عذر کرے کہ میں صرف حقہ پینے کے لئے آگ لینے گیا تھا تو وہ صرف اتنی بات کہہ دینے سے  
 مداخلت سے بری نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس بات کا بار ثبوت ہو کہ وہ جو رہنبر بد چلن نہیں۔ م  
 آگ لینے گیا تھا۔ نہ کسی اور بد نیت سے اس بات کو کسی ہیر شریا میں جمع سے پوچھو گے تو یہی جواب  
 قانونی پاؤ گے۔

**حضرات ناظرین! امین کا دیانی نے یہ دھوکا دیا ہے کہ مسلمان پر مہدی موعود**

میر لطیف سے طلاق ہے۔ اور اگر اسکا سہالی فضل احمد ہے کہ گہر میں ہزارا میر گ و اللہ لڑکی کی پہنچی ہے ابھی اس  
 بیوی کو سیک جو اسکو نکاح کی خبر ہو طلاق نہ دینے تو پھر وہ ہی طلاق اور محرم الارث ہو گا۔ اور ایسا نہ ان  
 سکا کوئی حق ہو ہے پر نہیں رہیگا۔ اور اس نکاح کے بعد تمام تعلقات خویشی اور تربت اور ہمدردی دور ہو جا  
 اور کسی نیکی بڑی رنج و رحت نشادی اور نام میں ان سے شرکت نہیں رہیگی کیونکہ انہوں نے آپ تحقیق توڑ دی ہے  
 اور بڑے بر راضی ہو گئے۔ سو اب انکو کچھ تعلق رکھنا قطعاً حرام اور ایمانی عقیدوں کے برخلاف اور ایک اولی کا کام ہے  
 مومن دین نہیں ہوتا۔ یہ جان بود خویشی اور یانت و تقویٰ + قطع رحم بہ از مودت قریبے +  
 وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا نَبِيُّكَ الْهٰدِي + المشرق + مزار اعلام احمد لودھانہ نمبر ۱۹۹ + حقانی بریس لودھانہ +  
 اس ہفتہ کا دیانی کو جسے گیسٹ ۱۹۹ میں دوبارہ پوچھا کہ شہر کیا۔ تو کا دیانی نے  
 اپنے انزال کے صفحہ ۸۷۲ میں اسکو تصدیق دے دیا۔

۱۲۸

۱۲۸

مسجد و مسجد۔ محبت۔ وغیرہ کہلا کر اپنے دعوے کے ثبوت کیلئے صرف قانون شہادت کو پیش کیا۔ اور حج و عمرہ کا حوالہ دیا کسی آیت قرآن یا حدیث یا قول نبویؐ کو پیش نہ کیا جس سے اس کا دعوے ثابت ہوتا۔ کہ عبداللہ اہم اسکی پیشگیوںی سے ڈر گیا تھا۔ اسلام میں تو بار بار ثبوت مدعی پر ہوتا ہے۔ نہ دعا علیہ پر۔ جو لوگ اسکو مسلمان اور حج مہدی سمجھے ہیں ان پر افسوس ہے کہ وہ اسکی ایسی ہی باتوں پر ہی اسکو شرمندہ بنینگی تو اور اسکو فریبی جانگا اس سے دست بردار نہیں ہوتے۔ اور یہ نہیں سمجھتے کہ یہ مہدی حج ہو کر بجائے آیت وحدیث انگریزی قانون پیش کرتا ہے۔ پھر یہ کیونکر مہدی حج ہو سکتا ہے۔

**دوسرا یہ دھوکا کہ نیرہ نظیر ہی اسکے دعوے کے مطابق نہیں ہے کیونکہ عبداللہ اہم کا یہ اقرار و اظہار کہ میں کا دیانی کے قائلوں سے ڈر گیا تھا۔ اس شخص کے اقرار کی مانند وہ نظیر نہیں ہے جس کی کسی کے گہر میں بلا اجازت آپس جائزہ کا اقرار کیا۔ اور یہ غلط کیا ہو۔ کہ میں نے اپنے گناہوں پر توبہ کی ہے۔ اس جرم استغاثہ لینے بلا اجازت دوسرے گہر میں آپس جائزہ کا اقرار ہی ہو کر اس جرم کو ایک نسل جائزہ بنا تا ہے۔ اور نیت جائزہ سے اسکو جرم کی حد سے خارج کر تا ہے۔ ایسے اسپر اس نسل کے جائزہ اور نیک نیت کا ثبوت دینا کار نامہ زوری ہے۔ بخلاف عبداللہ اہم کہ وہ اپنے نسل ڈرنے کے اقرار میں کا دیانی کے دعوے خوف کا مستحق نہیں ہوا۔ یعنی ایسے نیک اقراری نہیں ہوا جسکو الہام یا پیشگیوںی سے تعلق ہو۔ بلکہ وہ اس سے بجا اثر بلکہ تباہ کن خوف لینے کا دیانی کے فرستادہ قائلوں سے ڈرنا اقراری ہو سکتا ہے۔ لہذا اس خوف کے اقرار میں کا دیانی کے دعوے خوف کا اقرار یا نہیں جاتا۔ اور نہ اس دعوے کے خلاف کا ثبوت قانوناً عبداللہ اہم پر ہے۔ ہاں اگر کا دیانی عبداللہ اہم پر زبرد نہ ہو۔ وہ تعزیرات ہند سے تعلق نہ رکھے اور یہ کہ اس نے مجھے ناحق قاتل اور خونین بنایا ہے تو اسوقت بار ثبوت اس امر کا کہ جو لوگ عبداللہ اہم کو مارنے کے لئے گئی وہ حملہ آور ہوئے تھے۔ وہ کا دیانی کے فرستادہ تھے عبداللہ اہم پر ہو گا۔ کا دیانی کے اس نعرے کا ثبوت کہ عبداللہ میری پیشگیوںی کے غیبی اثر سے ڈرا۔ تو کا دیانی پر ہے۔ عبداللہ اہم**

پہلے ہزار کو لکھ  
حال کہ اتر  
درجہ شاکہ عبداللہ  
کے اثر سے نہ تھا  
ت عبداللہ اہم  
میں مداحیت کا  
مل ہو کر ایک  
دینے سے جرم  
ن نہیں صرف  
ہ تجربی جواب  
حق ہو عدو حج  
پہ ایسی اس  
ماہیہ ان  
ن دور ہوا  
حق تو رہے  
آئی کا کام  
ن کو مانہ  
و کا دیانی

پر جس کو کاویانی کے دعوائے کے برخلاف اور تم کے ڈر کا اعتراف کیا ہے نہ عین اس خوف کا جس کا کاویانی کو دعوے ہے یا اسکی خبر یا اسکے ماتحت شاخ کا۔

حضرات ناظرین! آپ جس حج یا بیڑے پر وہیں گئے یہی تازنی جواب پائیں گے۔

اور اس بات پر ایمان لائیں گے کہ اس نظیر کو پیش کر نہیں کاویانی نے دہو کا دیا ہے۔ اور یہ شخص بڑا ہی دہوکا باز حیلہ ساز ہے۔ دہو کا باہری حیلہ سازی کے سوا اس میں کوئی کراست یا ایانت نہیں ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی مان لیں گے کہ اسکی دہو کا باہریوں کو کہنے اور ظاہر کرنے والا ہی اس وقت نشاندہ شدہ ہے۔ جو اسکی باتوں کے ترکہ بچتا ہے۔ اس میں ہر کے کے بعد اشتہار چار ہزار میں کاویانی نے قسم کے متعلق عیسائیت پر بھی بحث کی ہے اسکے متعلق جو مناسب تھا تم مکمل سے پہلے اصل مضمون میں صفحہ ۱۲ وغیرہ دیکھیں۔

و از آنجا کہ چرچہ جو گورنٹ کے (جسکے ماتھے میں کاویانی کے مجرم تحریف مجرمانہ کی نشانی ہے) اور جملہ ناظرین کی (جسکے اختیار میں کاویانی کے ماتھے میں جو نیکانہ فیصلہ ہے) توجہ کے لائق ہے۔ یہ دہو کا اشتہار چار ہزار کے نمٹ کے عائد دوم کے اخیر سطر میں لکھا ہے کہ ان کے (یعنی عبداللہ اہم کے) حقیق موت کی پیشگوئی انکی درخواست کی تھی نہ خود بخود کیونکہ انہوں نے الہامی نشان مانگا تھا۔

حضرات ناظرین! اس قول سے کاویانی نے ہمارے اس بیان کی تصدیق کی جو دہو کا جلد کے ۱۲۳ میں جو چکی ہے کہ یہ پیشگوئی کاویانی ایک طالب نشان (عبداللہ اہم) کو نشان دکھانے کے لیے کی ہے جو درحقیقت اس کے لئے نشان نہیں ہو سکتی۔ جسکی تفصیل در بیان بعض نذو کو میں بخوبی بد چکی ہے و ہندنا اس قول میں یہ کاویانی سخت دہوکا باز ہے جو کمال توجہ گورنٹ کے لائق ہے بیشک عبداللہ اہم نے کاویانی سے آسمانی نشان اور حیرت طلب کیا تھا اور اسکے دیکھنے کے بعد ایمان لانے اور مسلمان ہونے کا وعدہ بھی کر لیا تھا مگر یہ سوال نہ کیا تھا کہ تباؤ میری موت کب ہوگی بلکہ اسکے برخلاف ایسے نشان سوال کیا تھا جسکو وہ زندہ رہے دیکھ سکے۔ اور اسکو دیکھ کر ایمان ملائے ایسے شخص کو ایسے سوال کے جواب میں یہ کہنا کہ تو ایمان لے آئے ورنہ تو مارا جائیگا۔ تحریف مجرمانہ ہے۔ اور ایک حرا نر ادگی کی بہری ہوئی

نمبر ۱۶ جلد ۱۶  
دیکھیں  
توجہ کے لائق ہے  
بد چکی ہے  
نشان  
موت کی  
پیشگوئی  
تھا  
سوال  
پوچھا  
پھر دہو

دیکھا ہے۔ نہ نشان آسمانی طالب نشان کے لئے اسی کی موت نشان ہو تو وہ اسکو کیونکر دیکھ سکتا ہے اور اس کے لئے وہ نشان کیونکر ہو سکتا ہے۔ کیا مرثیہ بعد وہ اسکو دیکھ سکتا ہے اور اسپر بیان لا سکتا ہے رسالہ انوار ص ۲۵۵ مخفی میں تو کا دیاتی نے بہت سو عجیب گل کہلائے میں سگر ہم اس تکلمہ میں ایک ہفت چند ثانیہ میں پیش کرتے ہیں سبانی کو نظر انداز کرتے ہیں۔

اڑا اچھا ایک یہ نمبر ہے۔ جو اس کے لئے صاحب نے جو اب اس سوال پر شیخ سعدی مدوہ ثانی کے کہ اگر اس صاحب نے موت کے سبب اکثر کار کا کرنا دیرین پشیمین تو حکیم لونا دین کے ایک ہی لڑکے کے فوت ہو جانے کے سبب تم اور تمہارے جاری لوزدین دیرین نہ ترے۔؟ کہا ہے کہ مولوی لوزدین کا بچہ نادان شیر خوار تھا سو وہ فریق کے لفظ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اسکے بعد حاشیہ در حاشیہ میں کہا ہے کہ اس بچہ کے بعد چھپنے لہنے غلبہ کیا اور میں سو گیا۔ تو خواب میں دیکھا کہ مولوی لوزدین کی گود میں ایک بچہ کھیلتا ہے جو انہیں کتاب سے سینے حکیم صاحب کو کہا کہ بچہ بیوقوف تھا احمد ایسے متوفی لڑکے کے آپکو یاد رکھا دیا ہے۔ پھر یہ کہ دیرین آیت گزری مآئینہ موت ائینہ اولیٰ و نسلہا تان بخیر منها او مثلہا اور میں جانتا ہوں کہ یہ خدا کی طرف سے اسکا (سعدی کا) جواب ہے

**ناظرین! ان دنوں جب آپکو یہ الہام ہوا ہے حکیم صاحب کی گہروالی عالمہ تھی ساس جلی کی امید پر آپنے یہ الہام گہر لیا تھا اور یہ سوچا کہ وہ کاہر تو میرا الہام سچا ہو گا نہ کہہ اور کہہ دیا جاوے گا چنانچہ اپنے گہروالی کے درتین جملوں کی نسبت کہا گیا ہے۔**

حضرت ناظرین! سعدی صاحب کے اس سوال کے جواب میں جو کچھ کا دیاتی نے کہا ہے وہ محض مخالفت ہے۔ سعدی صاحب نے نہ کہا تھا کہ بچہ ہی فریق میں داخل ہے اور اسکا مر جانا اسکے لئے گوارا ہو گیا ہے۔ نہ کہ اس نے تو یہ اعتراض کیا تھا کہ جیسے ریاض کے مر جانا ڈاکٹر کارک کے لئے غم و الم کے سبب گوارا دیا گیا ہے۔ یہاں بچہ شیر خوار کا مر جانا حکیم لوزدین کے غم و الم کا باعث ہوا۔ اور ان کے ذریعہ سے آپ کے غم و الم کا باعث ہوا۔ اور اس سے آپ کو اور یاضیب پر اسباب بناؤ اس لئے اس کے جواب میں کا دیاتی کا یہ کہنا کہ بچہ داخل فریق نہ تھا ہو گا اور مخالفت نہیں تو اور کیا ہے۔

جس کا  
نہ  
بڑا ہی  
اور  
شہ  
کہ متعلق  
۱۲  
اور شیرو  
اے ہے  
وہ انتہا  
نہ ہوتی  
کے  
اے جو  
نہ وہ تھا  
اللہ آتے  
سلطان  
نشان  
سوال  
ساری ہوا

اس جواب کے بعد جو آپ متوفی ارٹیکل کے بعد لے دو سزا کا پیدایا ہونے کا الہام سے شردہ زیا  
تہا وہ دکھوسلہ نکلا۔ پتھر سے دن ہوئے ہیں کہ حکیم صاحب کے شکوے منجلی میں دفتر پیدایا ہوا ہے  
پس یہ وار تو خالی گیا آئندہ دیدہ باید کہ شتر بکدام پہلو نشیند۔

از انجملہ نمبر ۹ ہے جو اس رسالہ کے ۲۷۳ کے حاشیہ میں سعدی صاحب کے اس اعتراض  
کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ اگر بیمار ہو گئے ہیں۔ تو تم ہی تو اکثر بیمار رہتے ہو۔ کہا جا  
کہ اگر اس عرصہ میں میں بیمار ہوں تو تمام عربی کتابیں کس لے لکھی ہیں؟

ناظرین! کیا یہ جواب مغالطہ نہیں ہے؟ اسے حضرات منصفین کیا یہ امر ممکن بلکہ واقف  
نہیں ہوا کہ کتاب کوئی ہلکے اور نام کسی کا ہو جن لوگوں کو آپ (اسے کا دیالی صاحب!) صدر ریہ  
نوٹ کے دیکھے ہیں۔ وہ آپ کو عربی عبارت کی کتابیں۔ (جو اقربین از روی اور کجا لوگوں کے پتھر  
تے ہوئے ہیں عربی خالص کی ایک کتاب ہی انہیں نہیں ہے) بنا کر نہیں دیتے۔ تو وہ یہ  
کس بات کا پاتے ہیں۔ کیا وہ آپ کو مالش کرتے رہتے ہیں۔ ہم تو تمہاری رکبتے مگر از لوگ اس کو کہتی  
چکے ہیں۔ اور صاف بول چکے ہیں۔ کہ آپ کی عربی کتابیں ایک شخص شامی (محمد سید زامی) طالب  
العلم مدرسہ سہارنپور کی تالیف ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کتابوں کی عربی عرب کی عربی نہیں۔ بلکہ  
سہارنپوری اور ہندی عربی ہے۔ جیسا کہ شامی صاحب کا وہ خط جو اس وقت لکھا گیا ہے۔ نمبر جلد امین  
منقول ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب شامی صاحب وطن کو چلے گئے تھے تب ان کا عربی کا تالیف تنگ  
اور نا طاقہ بند ہو گیا ہے۔

شامی کے علاوہ بہت سے عرصہ شامی فاضل آپ کے ماتحت ہیں یہ آپ کو عربی کو  
میں ضرور دود دیتے ہوں گے۔ آپ کی عربی لیسٹیٹ لائق تسلیم ہے جبکہ آپ کسی مجلس میں مجاہدین کے  
سلسلے میں شکر عربی کہیں۔ اس بات کی طرف آپ کو بلایا گیا۔ تب ہی آپ نے جو سزا دیا یا۔ اس سے بھی  
عام یقین ہو گیا ہے کہ وہ عربی آپ کی نہیں پرالی ہے۔ ہمارے دوست رضا لاہوری صاحب  
ورقہ الاسلام کے نمبر ۲ جلد اول میں یون رقمطراز ہیں۔



# مرزا غلام احمد کا وہابی اور اس کے الہام شیطانی

پہلے ہم مرزا صاحب کی پیشگوئی (اس رسالہ کے حصہ میں متعلق رہے) اور ان کے کچھ لکھے ہوئے  
کچھ حصے میں وہ کتاب ثابت ہو چکا ہے۔ چونکہ ہم پہلے کو، قریب تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ اس واسطے اب  
ہم اس کے رسالہ عربی کے متعلق بھی کچھ لکھتے ہیں۔ تاکہ خود مرزا صاحب اور ان کے پیروں کا جو دعویٰ  
ہے کہ یہ کتاب ایک معجزہ اور انہما ہی ہے۔ اس سے بازا نہیں۔ اس پر بھی مرزا صاحب اور ان کے پیرو  
اگر ایسے خرافات سے بازا نہیں اور انہیں دعا سے لائینے پر قائم رہنا چاہیں تو پھر مرد میدان بن کر آئیں  
اور ہمارے حکم کی تعمیل کر کے ہماری اس تحریر کو غلط ثابت کر دکھائیں۔ نہیں تو ہم کیا بھگن دنیا یہ سجھ گئی  
کہ مرزا صاحب ہمارے راست گو ہونے پر ہم پر عہد کر دی اور ہماری کل تحریر کو مان لیا۔ اور اپنے معجزہ کو ہم  
کے مقصد سے لے کر یہ لکھنا بھی شاید چاہتا ہو گا۔ کہ اگر مرزا صاحب ہماری تیرے کے موافق اور آئے تو اس کے  
کل اخراجات سفر معہ اس کے دو چار حواریوں کے خرچ کے ہم کفیل ہونگے۔ اور مکان وغیرہ کی اور ہر  
طرح کی مرزا صاحب اور ان کے ہمراہیوں کو آسائش دین گے۔ اب ہم رسالہ عربی کے متعلق کچھ لکھتے  
ہیں جو رسائل عربی کہ مرزا صاحب کے نام سے مشہور کئے جاتے ہیں۔ وہ دراصل مرزا صاحب کے لکھے  
ہوئے نہیں۔ بلکہ مولوی محمد سعید صاحب طرابلسی (حکیم نوری صاحب پیر پوری پیر ہی اکثر ان کا خیال  
ہے۔ کہ یہ رسالہ انکی جو ذہن طبع کا نمونہ ہے۔ مگر ہم بوثوق کہتے ہیں کہ حکیم صاحب کا لکھا ہوا نہیں۔  
بلکہ محمد سعید صاحب طرابلسی کا لکھا ہوا ہے۔ اور جو مرزا صاحب بڑے عزت سے اتر رہے ہیں۔ اور طرفہ  
یہ کہ اب گفت و احوال باور کرو۔ اس کے حواری اسباب کو مانتے ہیں کہ یہ مرزا کی تحریر ہے۔ اس غیر  
کی تحریر یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اس کے مقابل میں کوئی کسی باشندہ اسی طرز کی عربی عبارت میں کسی  
مذہبوں پر کوئی رسالہ لکھے۔ تو اسکو اس قدر انعام دیا جائیگا اس سال میں گوئی سرسری نظر سے کوئی تم

۴۔ اس فقرہ و نشانکی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ سرسری نظر سے لفظ غلام احمد ہر جگہ ہے۔

مذہبوں کا مطالعہ

مذہبوں کا مطالعہ

مذہبوں کا مطالعہ

مذہبوں کا مطالعہ

مذہبوں کا مطالعہ

مذہبوں کا مطالعہ

مذہبوں کا مطالعہ

مذہبوں کا مطالعہ

(عبارت عربی میں نہ کہ نفس مضامین رسالہ میں) معلوم نہیں ہوتا۔ مگر غالباً یہ نظر تہمتی خوض کر کے  
 سے اکثر اغلاط صرف رنج کے انشا اللہ تعالیٰ عنقریب ہوں گی اسکا بخوض و تہمت مطالعہ کر کے اس کے  
 اغلاط ظاہر کئے جائیں گے۔) ظاہر ہو جائیں گے۔ ہمیں اس امر سے کوئی بحث نہیں کہ یہ رسالہ محمد  
 صاحب طرابلسی یا مولوی حکیم نور دین صاحب لکھا ہوا ہے۔ یا مرزا صاحب کا چونکہ ہمیں عرصہ سے  
 مرزا صاحب کا منبع عام عربی ایشیا کا علم لدنی مرزا صاحب کو حاصل ہوا ہو۔ تو وہ علیحدہ بات ہے  
 اگر فی الواقعہ مرزا صاحب کو اب علم لدنی حاصل ہو گیا ہے تو مرزا صاحب پر واجب ہے کہ بہت جلد اس  
 بدظنی کو جو عام لوگوں کو مرزا صاحب پر ہے دور کریں۔ اور ہماری خواہش کے مطابق کار بند ہوں  
 اور لاہور اگر مجمع عام میں ایک دورہ عربی عبارت کا لکھ دین (معلوم ہے اس واسطے ہم بڑے  
 دعوے سے یہ پیش کرتے ہیں کہ مرزا صاحب عام مجمع میں جسکا انتظام مرزا صاحب اور ان کے  
 پیروں کے اجراجات و آسائش و حفظ ادب وغیرہ) کام بخوبی کیا جائیگا۔ صرف دورہ معمولی  
 تقطیع ہے۔ ۲۶۔ کی عبارت عربی (جسکا اردو مضمون اسی وقت مرزا صاحب کے پیش کیا جائیگا۔  
 اپنی خاص دستخطی تحریر فرماویں۔ پھر اس دورہ کو علمائے ذیل خریدت میں پیش کر کے اسے  
 طلب کیجاویگی۔ کہ آیا مرزا صاحب نے یہ عبارت درست تحریر فرمائی ہے یا غلط۔) اسکے بعد مرزا  
 صاحب نے علمائے نام درج اخبار کئے ہیں۔ اس کے بعد کہا ہے (ہمیں امید تھی ہے کہ مرزا صاحب  
 اور ان کے حواریوں کو یہی ایسے فضلاء کے منصف مقرر کرنے میں انکار نہ ہوگا ہمارے خیال (بلکہ  
 کل اور ان اشخاص کے خیال میں جنکا یہ دعوے ہے کہ یہ رسالہ مرزا صاحب کا لکھا ہوا نہیں۔  
 بلکہ محمد سید صاحب طرابلسی یا مولوی حکیم نور دین صاحب بہیروسی کا لکھا ہوا ہے۔) مرزا  
 صاحب پر فرض ہے کہ وہ اس بات کو فی الفور منظور کر کے مجمع عام میں صرف دورہ عربی  
 عبارت کا تحریر فرماویں۔ اور اسکا ایک کاپی بدظنی سے ایسے آپ کو بچائیں۔ اور اپنا علم عام  
 اور دیگر علماء میں۔ کوئی نواقح یہ رسالہ تیار ہی لکھا ہوا ہے نہ کسی اور کا۔ ہم یقیناً اسے دعوے  
 سے یہ تحریر کرنے کی جرات کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کبھی یہی مجمع عام میں تشریف نہیں لائیں گے

اور نہ انہیں اس قدر علم عربی میں (بلکہ فارسی زبان میں ہی چنداں لیاقت نہیں رکھتے۔ البتہ اردو تحریر کے نشیہ میں نہ کہ عربی فارسی کے عالم) ملکہ ہی حاصل ہے کہ بلا ہجرت مجمع عام میں آسکیں۔ اور ان خیالات عامہ کا دغیبہ کر سکیں۔ مرزا صاحب کا اگر (گو اس بات کی ہمیں کبھی ہی امید نہیں ہو سکتی کہ مرزا صاحب مجمع عام میں تشریف لائیں گا وعدہ فرمائیں یا تشریف لائیں) کیونکہ ہمیں پہلے کئی دفعہ اس بات کا تجربہ دہلی۔ لودیانہ۔ لاہور۔ سمیالکوٹ وغیرہ کے مباحثہ میں ہو چکا ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب بمقابلہ مولانا محمد و منامولوی ابو محمد حسین صاحب محدث بٹالوی مدظلہ کے مجمع عام میں تشریف لائے میں لیت و لعل کرتے رہے۔ اور کبھی ہی مقابلہ میں نہ آئے۔) مجمع عام پر تشریف لا کر عام کی بدلتی کہنے آپ کو پچانیکا ارادہ تو باین بتہ (ایم۔ اے۔ آر۔ رعنا لاہور معرفت نشیہ فخر الدین پریس لاہور) اطلاع دیں۔ تاکہ تاریخ و مقام مجمع بتراضی طرفین مقرر کر کے اعلان عام جاری کیا جائے۔ اور سپر مرزا صاحب کو اعتماد ہو اس کے پاس مرزا صاحب کے اخراجات کی رقم جمع کرادی جائے۔ تاکہ مرزا صاحب کو اس بات سے اطمینان رہے کہ دین کے ضائع (جو کہ پہلے ہی ضائع ہو چکا ہوا ہے) ہونے کے ساتھ دنیاوی نقصان بھی ان کو نہ ہوگا۔ جبکہ وہ از حد دلدادہ و فریقہ بین۔ والسلام علی من تبع النہدی۔

ایم۔ اے۔ آر۔ رعنا لاہور۔

اس تحریر کو جوان رعنا کا کا دیانی نے (جہاں تک بہکو معلوم ہے) اب تک کوئی جواب نہیں دیا۔ اور اس چیلنج (طلب مقابلہ) پر مقابلہ کرنا نہیں چاہا۔ جس سے گویا تسلیم کر لیا کہ واقعی وہ تحریر آغریہ غیر کی ہیں۔ یا بعد وغیر لکھی گئی ہیں۔

وازا سچا کہ یہ نمبر ۱ ہے جو اس رسالہ کے ۲۹ و ۳۰ و ۳۱ صفحہ میں خاندان صوفیہ و سادات سے (مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی اور مولیٰ عبدالحق صاحب غزنوی) کو مخاطب کر کے ان شہتہ و شائستہ و شریفانہ و پاکیزہ الفاظ سے کا دیانی صاحب نے مخاطب فرمایا ہے۔ کہ اگر وہ عبدالہدایت کو قسم دینے کے بغیر کا دیانی کو شکست یا تہمت کہیں تو وہ حلال زادہ و نیک ذات

۱۶ جلد ۵  
دفعہ کر  
رکے اسکے  
ساتھ محمد سعید  
عرصہ سے  
بات سے  
جلد اس  
بند ہوں  
مہربان  
اور انکے  
مجموعی  
یگانہ۔  
را  
صدر رعنا  
اصحاب  
بلکہ  
ین  
زنا  
عربی  
علم  
عزیز  
ننگ

نہیں۔ حرام زادہ کی یہی نشانی ہے کہ وہ اس راہ کو اختیار نہ کرے۔ اگر وہ ولدا الحرام نہیں ہیں اور حلال زادہ ہیں تو اس مضمون کو پڑھتے ہی اس فیصلہ کے لئے کھڑے ہوں۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ کون اس فیصلہ کے لئے بلا توفیق سعی کرتا ہے۔ اور کون ولدا الحرام بننے پر راضی ہے؟

**حضرات ناظرین!** ان الفاظ طیبہ کی نسبت جو کچھ ہم کہنا چاہتے ہیں وہ ہم مستقل مضمون حرام زادہ کے متعلق سوال و جواب میں کہیں گے۔ اس مقام میں ہم ایک عموماً اس حال کی توجہ دلاتے ہیں کہ کیا آپ لوگوں کے نزدیک ان الفاظ کے ساتھ کا دیانی لایکا ونے درجہ کا مہذب یا مسلمان یا انسان کے کہنا مستحق ہو سکتا ہو۔ اور کبھی کسی شریف مہذب یا مسلمان یا انسان اپنی تجویز یا فیصلہ کی نسبت یہ دعویٰ کیا ہو کہ جو شخص اسکو نہادۃً ولداً الحرام یا حرام زادہ ہے۔ اس سوال کا جواب اگر آپ بشت اثبات دین تو ہم کو کم سے کم کیا شخص کی نشاندہی کریں۔ اور اگر جواب بشت نفی دین تو پھر بتاویں کہ ان الفاظ کے ساتھ آپ لوگوں کا کا دیانی کو ہم ولی فریج مہدی ہاں لینا کب زیادہ ہے۔ ہمارے اس سوال کے منی طلب حضرت بصیرت کے ساتھ وہ حضرات اربعہ میں جسکے نام نامی ہیں ذکر ہر جیکے میں

از انجملہ یہ نمبر اس ہے جو حصہ ۳ و حصہ ۳ رسالہ مذکور میں صوفی عبدالحق غزنوی کو منی طلب کر کے اپنے فرمایا ہے کہ تم اپنے نکاح کو انجام آہی کیوں سمجھتے ہو۔ تمہارا بہانی فوت ہو گیا اور اسکی فرسودہ رائد تمہارے نکاح میں آئی۔ تمام عمر باکرہ نصیب نہ ہوئی۔ یہ کیا نعمت ہوئی جس میں یہ تعریف و اشارہ ہی ہے۔ کہ ہمارے پاس نوجوان باکرہ ہے۔ اور فرمایا ہے کہ اولاد کے لئے ذرا بہت کرتے رہو کوئی مرد لڑکی ہی پیدا ہوئی تو کہنا۔ اور فرمایا کہ مجھکو یہ بشارت ملی ہے انا بشارت بفرلاہ یعنی ہم تجھے ایک لڑکر کی خوشخبری دیتے ہیں جسو اپنے جتا یا ہے کہ ہماری فریاد کی ہمت بارور ہوگی۔

حضرات ناظرین! (مضمون اربعہ مذکور میں حصہ اور انکے علاوہ میزنا ص۔ نواب جسکی دسترنیک اختر کا دیانی کی گہروالی ہے) یہ الفاظ ہی آپ لوگوں کے توجہ کے لائق ہیں۔ کیا اولاد و الہام کی علامت ہی ہے۔ کہ باکرہ عورتوں پر فخر کریں۔ اور پشیل ڈیوٹی کے حالات ذکر کریں

اور اس کی نتائج بتا دیں۔ ولایت الہام کی علامت یہی ہے۔ تو بخش گو اور باش کیوں بدنام  
 ہیں۔ وہ تو پیر اول درجہ کے ولی و مہم ہوتے جاتے جا ہیے۔ یہ الفاظ گورنمنٹ کے نوٹس لینے  
 کے ہی لائق ہیں۔ نیز ناصر نواب صاحب اسکا نوٹس نہ لینا تو کمال شہم و افسوس کی بات ہے  
 یہ امر ہی توجہ ناظرین اور حضرت مذکورین کے لائق ہے کہ اس قول نمبر ۱۱ میں جو گچھ کا دیوانی نہ کہتا  
 اس میں کتب سے ہی کام لیا ہے۔ ضو فی محمد الحق کا بیانی عبدالصمد مرحوم صاحب کا دیوانی سے پہلے نہ  
 ہو چکا تھا۔ اسکا نوٹس ہونا کا دیوانی کے مقابلہ کا اثر نہیں ہے۔ اور ضو فی عبدالصمد کے کتب  
 میں صرف یہی رائے عورت نہیں آئی۔ وہ اس رائے سے پہلے دو بار گورنمنٹ کے نوٹس لیا کرتے تھے  
 ہیں۔ کا دیوانی کو اس خصوصیت کا فخر تھا تو وہ جاتی رہی۔

از انجملہ یہ نمبر ۱۲ ہے جو اس رسالہ کے ۳۱۵ و ۳۱۶ و ۳۱۷ میں اپنے صدوق  
 عبدالصمد غزنوی کو مخاطب کر کے لکھا ہے کہ تم سے جو ہم نے سبیلہ کیا۔ تو اسکے بعد چار یا پانچ  
 ہمارے حق میں ایسی ظاہر ہوئی ہیں۔ جن سے ہماری عزت ثابت ہوتی ہے اور تمہاری  
 ذلت (۱) ہمارے لئے رمضان کے مہینے میں کسوف و خسوف جمع ہوئے۔ (۲) ہمارا لڑکا  
 بیمار تھا وہ چاہو گیا۔ (۳) عبداللہ اہم کے متعلق ہماری پیشگوئی سچی ہوئی۔ (۴) ہماری عربی  
 کتابوں کا جواب کسی نے نہ لکھا۔ اس چوتھی بات پر وہ عیسائیوں کے مقابلہ میں یہ فخر  
 کر چکا ہے اور اس جواب نہ کہنے کو وہ ان کے لئے ناوید تھا۔ پھر کہا کہ اگر ان باتوں کی نصیحت  
 کوئی منصف قسم کہا کہہ دے کہ ان باتوں سے ہماری عزت اور تمہاری ذلت نہیں ہوتی۔  
 تو ہم تم کو پانسو روپیہ انعام دیں گے۔ ہم شیخ محمد حسین صاحب کو منصف کر کے اسکے پاس  
 جمع کرادیتے ہیں۔ اس قسم کہا کہ یہ تحریر کی کہ ان باتوں سے تمکو ذلت نہیں پہنچی۔ اور  
 پھر اس قسم کے بعد ایک سال کے اندر اسے کوئی بلانہ آئی۔ تو پانسو روپیہ تمہارے ملک ہو گیا  
 بشرطیکہ وہ ان باتوں کے ساتھ ان چار باتوں کو بھی ملا لے جو ہمارے ہدی ہوئی تھیں  
 و تو عین آئی ہیں۔ اور وہ رسالہ کے اخیر میں پندرہم نمبر ۱۵ میں درج ہیں۔ (۱) علامت

میں نہیں ہیں  
 ہم دیکھتے ہیں  
 ہے  
 ہم مستقل  
 کی توجہ دلائے  
 یا انسان کہتا  
 کی کیا ہو جو  
 ہم سے کم کیا  
 ساتھ آپ  
 کے مخاطب  
 ہر جگہ ہیں  
 غزنوی کو مخاطب  
 ہو گیا اور اسکی  
 جس میں  
 لئے ذلت  
 ہے انا  
 ہماری ذلت  
 نواب جنگلی  
 کیا دلائے  
 ذکر کریں

دشمن مہدی یہ ہے کہ عام علما اسکو کافر و دجال کہیں گے۔ (۲) اس کے وقت میں  
کشت و خشو ماہ رمضان میں جمع ہونگے۔ (۳) مہدی کا نصاری سے جھگڑا پڑ جائے گا۔  
اس میں شیطان یہ آواز کرے گا کہ نصاری حق پر ہیں۔ مہدی کے لئے آسمان سے آواز آئے گی  
کہ مہدی کے لوگ حق پر ہیں۔ (۴) مہدی کے وقت میں بہت سے مسلمان دجال سے  
مل جائینگے۔ پھر کہا ہے کہ ان باتوں کے علاوہ وہ اس سے بھی انکار کریں۔ کہ مبارک کے بعد ایک  
سال کے اندر بننے والے کتابین تالیف کی ہیں۔ اور ان کتابوں کے چھپنے کے لئے  
ہزار ہا روپیہ آیا۔ اور ہزار ہا لوگ ہماری جماعت میں داخل ہوئے۔ پس لازم ہو گا۔ کہ  
شیخ محمد حسین ابنی شتم کے وقت ان سب باتوں کو جمع کر کے ان سے انکار کریں۔ یہاں  
یہ کہنا کا دیانی صاحب شاید بھول گئے تھے۔ کہ ان باتوں کے ساتھ دیرینہ شیخ محمد حسین کہے  
اور اس پر شتم کہے کہ اس ہر صد سال تک کا دیانی نے کہا نا نہیں کہا یا۔ یا پانچویں نہیں پڑ  
سائن نہیں دیا۔ پیشیل ڈیوٹی سے رہ سیکار رہا۔ تب وہ پانسورویہ انعام ملیگا۔  
حضرت ناظرین! یہ قول کا دیانی آپ کے کمال توجہ کے لائق ہے۔ اس میں کا دیانی  
نے اپنے وہ اختصار (حقاً) کو خوب الو بنایا۔ اور کئی نئے الو سید ہے کرتا جا رہے ہیں  
عبدالرحمن غزنوی کو پانسورویہ انعام کا وعدہ تو دیا۔ مگر اسکو اپنی دانست میں اسی شرط شتم  
خاکسار سے دل بستہ اور مشروط کر دیا۔ چونکہ خیال کا دیانی وقوع میں آوے۔ اور نہ ایک  
پیسہ کا دیانی کی گھر سے نکلے اور صفت میں اسکے الو سید ہے ہو جائیں۔ اس شرط کو اسنے  
اس نے ناقابل وقوع سمجھا کہ اس قسم میں بعض ایسے امور سے انکار کر نیکو شامل و داخل کر دیا۔  
جنہ سے تو یہ خاکسار انکار کر سکے اور نہ اس انکار پر شتم کہا سکے۔ مثلاً کا دیانی کے بیمار  
لڑکے کا شفا یاب ہونا۔ یا اسکا اس سال میں کئی کتابین باعانت غیر تصنیف کرنا۔ اور انکے  
چھپنے کو یا کا دیانی اور ضروریات کے لئے ہزار ہا روپیہ کا اس کے پاس آنا یا علماء و وقت کا اسکو  
کا کفر نہا وغیرہ وغیرہ جس سے یوں ہی انکار نہیں کیا جاسکتا۔ چاہے اس انکار کے ساتھ

نمبر ۵ جلد ۱۶  
 کے وقت میں  
 لڑا پڑ جائے گا۔  
 ان سے آواز  
 ان دجال سے  
 اہل کے بعد ایک  
 پنے کے لئے  
 زم ہو گا۔ کہ  
 لیرین یہاں  
 پھر حسین کہے  
 سجاد نہیں پڑ  
 ملیگا۔  
 اس میں کاربانی  
 چاہا ہے صورت  
 ہی شرط قسم  
 اور نہ ایک  
 شرط کو لئے  
 ال کر دیا۔  
 الی کے بیمار  
 لڑنا اور  
 وقت کا کچھ  
 رکے ساتھ

قسم ہی ہو۔ مگر اسے حضرات یہ عاجز و خاکسار (جو کاربانی کو سیدھا کرنے اور اسکے فریبوں اور  
 مخالفت کہہنے کے لئے خدا کی طرف سے موقر و مودب ہے) اس کے اس کمر و فریب کو بیکار کرنے  
 لئے اس درخواست قسم و منصفی کو قبول کرنے کے لئے حاضر و مستعد ہے اور حق کو کاربانی فریب سے ممتاز  
 کرنے کے لئے کہتا ہے کہ بظاہر ان امور کے خیر آپ میری قسم چاہتے ہیں۔ جو امور و تو عین آپ کے ہیں  
 (جیسے آپ کے بیمار لڑکے کا شفا یاب ہونا یا آپ کے پاس ہزار ہا روپیہ کا آثار علی بن ابراہیم) ان امور سے  
 آپ کے بمقابلہ صوفی عبدالحق غزنوی عزت اور صوفی صاحب کی ذلت ثابت نہیں ہوتی۔ اور جو امور  
 انکی عزت اور انکی دولت کے موجب ہو سکتے ہیں۔ (جیسے آپ کے لئے خیر و فائدہ کسوف کا مصیبت ہونا  
 پیشگوئی واقع ہونا۔ یا عبدالسدا تم کے متعلق آپ کی پیشگوئی کا صادق ہونا و علی بن ابراہیم) ان میں  
 ایک ہی وقع میں نہیں آیا۔ ان دونوں مضمونوں پر خاکسار قسم کہا نیکو حاضر ہے۔ آپ تیلی کا مہر  
 کہوئے۔ اور مہلغات صوفی صاحب کا حق کامیرے پاس امانت رہنے کو اس سال فرمائیے۔ ورنہ  
 عقلمند لوگ جو آپ کے دام میں دبوکا کہا کہ ہمیں گئے ہیں وہ رہے ہیں کھل جائینگے۔ اور یقیناً جان  
 لین گے کہ آپ نے لینا دینا خاک ہی نہیں۔ یہ وعدہ صرف فقرہ بندی اور دبوکا بازی ہے کیونکہ  
 بہانہ تک قسم دینے کا آپ کا حق ہے و ناشک یہ خاکسار قسم کہا نیکو حاضر ہے۔ اور جس امر سے انکار کرنے  
 اور اہل قسم کہانے خاکسار کو انکار ہے وہ واقع اور نفس الامری میں لائق انکار و قسم نہیں ہے۔ آئین  
 آپ کو رشک ہو تو کسی مضاف کی رائے اسکا تعضیف ہو سکتا ہے مگر یہ واضح رہے کہ خاکسار سچ و صحت  
 میں قسم کہا نا شرج بالا منظور کر لیا۔ کہ آپ مجھ پر جو بی قسم کہانے کا اثر تین دن کی مدت میں ظاہر کر لیں  
 ہر دن ان کی میعاد خاکسار کو کسی قسم میں منظور نہیں۔ اور آپ کو یہی اب کمی میعاد میں کوئی غنہ نہیں  
 چنانچہ ذکر قول نمبر سوم میں معروض ہو چکا ہے۔

از انجملہ نمبر ۱۵۹ ہے۔ جو اپنے مہدی ہونیکے علامات چہارگانہ ذکرہ صحت و دماغ رسا  
 ہے انوار بیان کرنے کے پہلے اسے مکفرین علماء سے یہ سوال کیا ہے۔ کہ تیرا اور یہ باتیں پوری ہوں  
 ہیں یا نہیں۔ پھر یہ سوال کیا ہے کہ مجھ سے پہلے جن لوگوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے

ان کے زمانہ میں یہ چاروں بائین بائی گئی ہوں تو اسکی نظیریں پیش کریں اور اسپر ایک نزلہ رو سپر  
 انعام لین۔ مگر اس انعام کے لئے یہ شرط لگا دی ہے کہ مولوی محمد حسن صاحب نے لکھی  
 اس نظیر کی تصدیق کر کے اسپر قسم کہا لین اور دستر جہڑی ہونے قسم کے لئے تہر و عدا کے نزول کا  
 زمانہ کریں۔ پھر کہا ہے کہ اس عذاب کے لئے کوئی میعاد مقرر نہیں ہے مگر ایضا حسب کہ بائین تو اس کے  
 نمرات دیکھیں۔

**حضرات ناظرین!** اس قول میں بھی کاویانی اپنے الوژن کو ویسا ہی دہر کا دیتا ہے جیسا  
 اس سے پہلے قول میں ہزارویہ انعام تو تجویز کیا۔ مگر اسکو ایسی شرط سے مشروط کر دیا۔ کہ وہ کسی  
 میں وقوع میں نہ آئیے۔ اور نہ ایک کوڑی آپکی گروہ سے کہلیگی۔ اذ انجملہ ایک شرط ایسی نظیروں کا  
 پیش کرنا ہے جو نہ کاویانی کے وقت موجود ہوئے ہوں۔ نہ اس سے پیشتر وقوع میں آئے ہوں۔ اور نہ  
 آئندہ ان کے وقوع کا کسی مسلمان کو یقین ہے۔ کاویانی صرف زبردستی دوشینکا دوشلی سے ان کے وقوع  
 کا دعویٰ کر رہے۔

**دوسری شرط** مولوی محمد حسن صاحب لودنانوی کی ایسے غیر واقعہ وغیر متوقع نظائر کے موجود ہونا  
 پر قسم کے عدم وقوع کا بابت کاویانی کو دو وجہ سے یقین ہے۔ اول یہ ایسی نظیر نہ کہیں ہوں  
 ہوئی۔ اور نہ ہوگی۔ بلکہ مولوی محمد حسن صاحب کانکے وقوع کی نسبت قسم کہا ناہی غیر متوقع وقوع سے  
 دوہم یہ کہ اگر کسی میری مانند ایسی بناوٹی نظیریں بنا کر دکھاہی دیں ہیں تو یہی مولوی محمد حسن صاحب  
 اس کی تصدیق پر قسم نہ کہا لین گے۔ کیونکہ اولاً وہ مقلد و سجدار ہیں۔ وہ ایسی بناوٹی نظیریں  
 برقیوں نہ کہیں گے۔ ثانیاً وہ بڑے اہل سرتوت ہیں وہ دو شخصوں کے متقابل میں ایک کی طرف  
 ہو کر دو قسم کو ذیل کرتا ہوں چاہتے۔ ان وجوہات سے کوئی نظیر پیش نہ ہوگی۔ اور نہ ان کی قسم تو  
 میں آئیگی۔ اور نہ بچھے کوڑی دینی آئیگی۔ اور ہر سنگ پٹنگری لگانے کے بغیر میری بابت میر الوژن  
 میں صحیح سمجھی جائیگی۔ کہ میں واقعی میری موجود ہوں جسکے لئے یہ چاروں علامات بلا سمارضہ بائی  
 ملتی ہیں جسکو میں نے موجود واقع بنا کر دکھا یا ہے۔ پھر کاویانی کی رسالت اسکے ان اتباع میں



یہی گئی۔ جو لوگ علوم اسلامی سے جاہل ہیں۔ اور ہندو تصوف کا دم پیرتے ہیں۔ اور اپنے اور اپنے  
 بھنسون کی خواہش اور رکنا شفات پر ایمان دیتے ہیں۔ وہ کاویانی کو ان بناؤں کی علامت  
 سے مہدی مان گئے ہیں۔

ازاںچلہ ایک حافظ صاحب ہیں۔ (خدا انکی دستگیری در پمبری کرے۔ اور کاویانی کے پنجہ  
 سے انکو نجات بخشے۔ جیسا کہ زمانہ ظہور در رغلونی کاویانی متعلق موت عبداللہ اہم سے وہ کہتے  
 نجات حاصل کر چکے ہیں۔ اور اس وجہ سے ہنسی انکا نام ظاہر کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ کیونکہ اب ہکو  
 انکی پوری ہدایت و نجات کی امید ہو گئی ہے۔ انہوں نے ہکو اپنی دنوں جیب خسوف کسوف ہوا  
 ہتا۔ اس مضمون کا خط لکھا ہتا۔ کہ اب تو خدا تعالیٰ کاویانی کی تصدیق کے لئے خسوف کسوف کو  
 جمع کیا ہے۔ اب تو اسکو مہدی موعود مان لو۔ مگر اے حضرات ناظرین یا تکلیف اندازانے نے  
 اس خاکسار کو کفریات کاویانی کی بھینکی اور اس کے معالطات و سکاید کے پردہ دری کے لئے  
 نامور و موثق کیا ہے۔ لہذا یہ عاجز یا وجود عدم تحقق شرط کاویالی اور بل طلب النام الیکہ  
 جو ان شرط کے تحقق پر موقوف ہے اور غیر کے اختیار میں ہے اس کے دعوائے ہند ہوشیکے  
 رد میں اور اسکے سوال کے جواب میں کہتا ہے کہ مہدی کی جو چار علامتیں جس عنوان سے آو  
 جس مضمون کی کاویانی بتائی اور اپنے اوپر لگائی اور جہانی ہیں یہ کسی آیت قرآن یا حدیث  
 صحیح میں مہدی موعود کے لئے وارد نہیں۔ اور جو علامات مہدی موعود کی حدیثوں میں ہیں  
 (خواہ وہ احادیث صحیحہ ہیں یا غیر صحیحہ) منقطع و غیرہ) ہذا اس وجہ کاویانی میں پائی نہیں  
 جاتیں۔ اس پر خاکسار قسم کہتا ہے کہ حاضر ہے مگر اس کی شرط وہی کہ جو اثر راستی مجھ پر ظاہر ہو  
 وہ تین ہی دن میں ہو اور اس اثر کے ظاہر ہونے کے بعد مجھے کاویانی کے جتنوں اس ستر کا اختیار  
 ملے جو میں چاہوں۔

یہ تھیل جواب اسکی درخواست و تم کے لئے کافی روانی ہے اور اگر کوئی ان احادیث متعلق  
 مہدی اور ان علامات کی جو احادیث کی شہادت سے مہدی موعود میں پائی جائیں گی تفصیل

نیز زریں  
 صبح و شام  
 یکے نزل کی  
 نو اس کے  
 کیا ہے جیسا  
 یہ کہ کہہ سکی  
 نظریوں کا  
 میں۔ اور  
 ان کے وقت  
 کے موجود  
 ہر کہیں ہوا  
 وقوع وقوع  
 ہر طرف  
 کی نظیر  
 یہ کی طرف  
 ان کی قسم  
 تیسیر الود  
 اسرار مہدی  
 اسرار مہدی

کا خالیہ و شائق ہوں۔ تو وہ ہمارے ان مضمونوں کا انتظار کرے جو کاویانی کے دعوے پر حضرت کے متعلق شایع ہو گئے۔ اگر ناظرین ان مضمونوں کی اشاعت کے لئے اسے اور دو دین گے۔

از اچھلہ نمبر ۱۸ ہے جو کاویانی سنہ اس رسالہ کے ص ۳۳ میں کہا ہے کہ ہزاروں اشعار نے سیر لطیف رجوع کیا ہے۔ اور لگ بھگ ہزاروں روپیہ سے میری مدد کرتے ہیں۔ اگر پچانو روپیہ کی ضرورت ہو تو بلا توجہ حاضر ہو جائیں۔ یہ قول گوشت کی توجہ کلائس ہے۔ گوشت اس قتل کے ساتھ کاویانی کی پیشگوئی میں ہشت سالہ کو اور اسکے اس اصول صحت کتاب آئینہ کاویانی کو ملتا ہے۔ لہذا سے دیکھے۔ تو گوشت کو کاویانی کی کمال نگرانی کی ضرورت ثابت ہو۔ کاویانی کا یہ دعویٰ کہ مجھے پچاس ہزار کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ لوگ حاضر ہو جاتے ہیں بالکل۔ بالآخر ہی نہیں پیشگوئی کاویانی کے فالوئر (پیروان) میں دو تین شخص ایسے ہیں جو ریاست بھارت میں ایک کوٹلہ جید آباد سے تعلق یا شرکت رکھتے ہیں۔ اور وہ ہزار روپیہ سے کاویانی کی مدد کرتے ہیں۔ اور آئینہ ہی کاویانی جو ان سے مانگے وہ دینے کو حاضر نہیں۔ ہم اسی اور ان کے نام ظاہر کرنا مناسب نہیں سمجھتے۔ کوئی پوچھے گا تو ظاہر کر دیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

از اچھلہ نمبر ۱۵ ہے۔ جو کاویانی نے رسالے انوار کے صفحہ ۴۵ میں اپنی عربی کتاب کے جواب نہ لکھے جانیکو ایک مضمون کی لعنت قرار دیکر کہا ہے کہ درحقیقت یہ لعنت کچھ تہڑی نہیں۔ بلکہ ایک ہزار لعنت ہے کہ اگر زنجیران کی طرح ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ کر ان کی لمبائی و کھلائی جائے تو ایک ہزار بنتا ہے جو تمام مکفرین کے گلے میں ڈالنے کے لئے کافی ہوگا۔ اور اس سے پہلے ص ۱۶۹ و ۱۷۰ میں اس رسالہ کی یہی بات اس نے اپنی بڑے بہائیوں عیسائیوں کو کہی ہے۔ اور ان کی طرف سے رسالے نور کا جواب نہ لکھے جانیکو ہاؤیز و لعنت بنا کر ان کے گلے میں ڈالی ہے۔

مگر اے حضرات ناظرین! آپ لوگ بخوبی جان چکے ہیں کہ اس مضمون کی لعنت کاویانی اور اسکے اتباع کے گلے میں ایسی بڑی ہوئی ہے کہ اس میں آپ اپنی زبان سے تمام جہان کے ملعونوں

سید بیگم کے لیے بوشیر میں ۲۵ جلدوں کا خط ہے۔

اسے حضرت اناظرین اگر کسی کے ہاتھ سے دوسرے پر لے کر لے جاتی ہے تو آپ صاحبان جانتے ہیں اور کاویانی صاحب بھی اس رسالے کے انوار کے صفحہ وغیرہ میں مان چکے ہیں۔ مگر کاویانی پر چارہ نظر سے لے کر کسی کی بارش ہو رہی ہے۔ اور اگر کسی کی بات یا کتاب کا جواب نہ لکھتا لے لے یا تو یہ تو کاویانی صاحب سے آسمین چھو ہو سکے اور چھوڑے ہوئے ہیں۔ انشاء اللہ چار سال سے کاویانی کے رد و جواب میں رسائیل و مضامین شائع کر رہا ہے۔ اور بعض مضامین کے جواب پر وعدہ انعام صدارت پر دیا گیا ہے۔ (دیکھو جلد ۱۷ - انشاء اللہ کا ۵۵ - ۵۶ - ۵۷ - ۵۸ - ۵۹ - ۶۰ - ۶۱ جنہیں چار سو روپیہ انعام کا وعدہ ہے۔ اور جلد ۱۸ کا ۵۵ وغیرہ جنہیں چھ سو روپیہ انعام کا وعدہ ہے) مگر کاویانی نے کسی مضمون کا جواب نہیں دیا۔ اور نہ آئندہ جواب دے لیکتا ہے۔ لہذا وہ پانچویں سے لعنت کا مستحق رہو رہا ہے۔ ان انشاء اللہ کی طرف سے یہ قصور و کسر رہی تھی کہ اس نے جواب نہ دینے پر اپنی طرف سے لعنت کا انعام اسکو نہیں دیا سو اب دیا جاتا۔ اور کہا جاتا ہے کہ اگر کاویانی ان مضمون کا جواب نہ دے تو اسپر اور اس کے ان اتباع پر جو اسکی تمام اس قسم کی باتیں مانتے ہیں اور اسکی تقلید میں آندے ہیں پھر سے پھر سے پھر سے پھر سے لعنت ہے۔ یہ انعام خاکسار کی طرف سے ہے۔ اب اتنی تکلیف کاویانی صاحب خود کر لیں کہ ان دس ہزار لعنتوں پر نمبر خود لکھ لیں۔ پھر ان کو پھر کی طرح جوڑ کر ان کا لہنا رہتا ہے تاکہ اپنے اور اپنے اہل خانہ کو کریں کے زیب گلو فرمائیں یہ صلہ و انعام مضامین سابقہ کے علاوہ اس تازہ مضمون پر یہی ہے جو خدا تعالیٰ کو وعدہ کے نہ ملنے اور حضرت یونس کی قوم کے عذاب کے قلعی ہونے کے متعلق لکھا گیا ہے۔ اور اس مضمون کو کزور و غلط ثابت کرنے پر دو ہزار روپیہ انعام کا وعدہ بھی دیا گیا ہے۔

وازاں جملہ یہ نمبر ۱۶ ہے جو رسالے کے انوار کے آخر میں صفحہ ۵۰ کاویانی کے ہاتھ سے

سوال کیا ہے ہمارا انجام کیا ہوگا۔

پھر اس کے جواب میں صفحہ ۵۰ واہ جو کچھ کہا ہے۔ اس میں اپنے دام افتادہ عمقا کو تسلیم کر

سے مندرجہ  
گئے۔  
دن انعام  
یہ کی حضرت  
کے ساتھ  
و ملکر پورا  
تایہ دعوی  
ہیں پیش  
سید راہبان  
اور انشاء  
سے نہیں  
ن  
میری کتاب  
پھر تھوری  
کر ان کی  
کے کافی  
ہا میں  
و لعنت  
یا یعنی اور  
تعلقوں

دیگر پینسا ناچانا ہے۔ یا یوں سمجھو کہ خود شیخ چلی بنکر دکھایا ہے۔ آپ نے ماتے ہیں جو لوگ  
صافق اور خدا کی طرف سے ہوتے ہیں۔ وہ آزمائشوں سے کچلے جاتے ہیں پیسے جاتے ہیں  
خاک میں ملاکے جاتے ہیں۔ چاروں طرف سے انہیں طعن و لعن کی بارشیں ہوتی ہیں۔ ان کے  
بتاہ کرنے کے لئے سارا زمانہ منصوبہ کرتا ہے۔ تب ہی وہ ہلاک نہیں ہوتے۔ خدا ان کو سنی میں  
پہنک دیتا ہے۔ اور لوگ انہیں چلتے اور پیروں کے پیچھے کھلتے ہیں۔ اور ہر ایک طرح انکی ذلت ظاہر  
ہوتی ہے۔ تب تو ہوشیے دوزخ کے بعد وہ دوازہ سبزہ کی شکل پر ہو کر نکلتے ہیں۔ اور ایک عجیب رنگ  
اور آہ کے ساتھ نمودار ہوتے ہیں۔ ایسی ہی اور لکھنؤ، ترائیاں، یا طفل، سلیمان، یا شیخ چلی کی  
سن سہو تیاں یا تک کہ صفحہ ۵۲ میں آپ فرماتے ہیں۔ ”کہ کشف میں مینے دیکھا کہ ایک  
فرشتہ میرے سامنے آیا۔ اور وہ کہتا ہے لوگ پہنچتے ہیں تب میں اسکو  
خلوت میں لے گیا۔ اور میں نے کہا لوگ پہرے جاتے ہیں۔ مگر کیا تم ہی پہرے  
تو اس نے کہا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔“

حضرات ناظرین! کادیانی کے اس سوال کا جواب صحیح یہی آخری فقرہ ہے۔  
اور کادیانی کے کشفوں والہاموں میں کچھ صحیح ہے تو صرف ایک ہی کشف صحیح اور صحیح معلوم  
ہے۔ مگر چونکہ کادیانی کے نزدیک کشف ہی خواب کی مانند تفسیر کا محتاج ہوتا ہے  
اور تاویل میں رکھتا ہے۔ لہذا اس کے ظاہری معنی جو کادیانی سمجھتا ہے صحیح نہیں ہیں  
بلکہ تاویل صحیح ہیں۔ اور وہ تاویل یہ ہے کہ اس فرشتہ سے جو اس کشف میں کادیانی  
پر ظاہر ہوا۔ حکیم نور دین صاحب جوہنی پیروی نیرا ہیں۔ یہی حکیم صاحب کادیانی  
ازراہ غنیمت اربعی فرماتے ہیں۔ کہ لوگ پہرے جاتے ہیں۔ اور یہی حکیم صاحب کادیانی  
کو جواب اس سوال کادیانی کے کہ لوگ پہرے جاتے ہیں مگر کیا تم ہی پہرے گئے۔ فرماتے  
کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اور ان کو تسلی دیتے ہیں۔ اور یہی اس کشف کی تفسیر ہے کہ  
لوگ جو اس وقت تک کادیالی کے دام میں ہیں۔ رفتہ رفتہ یکے بعد دیگرے آ

پہر جائیں گے۔ اور رہ جائیں گے۔ تو صرف حکیم صاحب رہ جائینگے۔

اسکی ایک وجہ یہ ہے کہ حکیم صاحب درحقیقت کا دیانی کے پیر و نہایت بگڑے پیش رو اور  
مرد ہیں۔ وہی ہیں جو اپنے مذہب پنجریٹ پر کا دیانی کو چلا رہے ہیں۔ اور یہ سمجھ کر کہ کا دیانی  
کو نصوص قرآن و حدیث کی تاویل کرنے اور بات بنانا ایسا ڈھونڈنے کا اسدین وہ اپنی نظیر  
آپ ہی ہے۔ قرآن کے ماننے والوں کو قرآن کے معنی تخریف کر کے بات بتا دیتا ہے۔ حدیث  
کے طالب کو حدیث کے معنی میں تخریف کر کے کچھ کا کچھ بتا دیتا ہے۔ عقلی باتوں اور پنجری  
اصول کے ماننے والوں کو وہی کہہ دیتا ہے۔ آپنے کا دیانی کو بظاہر پر مشد بنا یا ہے۔ اور اپنے آپکے  
انکا مرید پہر جو پنجری مذہب کا مسلمانوں میں پسایا نا چاہتے ہیں۔ اسکا الہام و القا کا دیانی  
کو کر دیتے ہیں۔ وہ جس رنگ و پیرا یہ میں مناسب سمجھتا ہے اسکی اشاعت کرتا ہے۔ لہذا وہ  
کا دیانی سے نہ پرینگے۔ گو سارا زمانہ اس سے پہر جائے۔ وہ اس سے پہر جائیں تو کہہ رہ جائیں۔ ایسا  
مبول و محرف نصوص وہ دنیا میں کہاں پائیں گے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ حکیم صاحب کے پاس ریاست جتوں کی پھیلی کھالی کا روپیہ  
ہوتی ہے۔ اور آئندہ کے لئے ہی بعض روسا اور کان ریاست جو ادا نہیں ہے۔ جس سے وہ اپنا  
اور کا دیانی کا گذارہ بخوبی چلا سکتے ہیں۔ سائیکس سوانسے اکثر لوگ خصوصاً سائیکس گولی جو ادا دیان  
جو پٹری ڈالے پڑے رہتے ہیں۔ اور بعد ان دنوں نہ پڑے پڑے رہتے ہیں۔ وہ ان کے رہتے ہیں  
وہ صرف کہانی کے بار میں۔ اور گوشت و پلاؤس کے عاشق نازدہی لوگ تھیرا و تقریر کا دیانی کی  
تعریفیں کر کے لوگوں کو بیناتے رہتے ہیں۔ پیشگوئی متعلق موت عبد اللہ اہم کے جو ہا  
سے پہلے وہ انکو کچھ کہتے تھے کہ لوگو! بیعت کا وقت تو یہی ہے۔ اور جب پیشگوئی موت عبد اللہ  
ظاہر ہو گئی اور اس پر سچ مکہ کی شمال صادق آئی تو اس وقت بیعت کا وہ اثر نہ رہے گا جو اب ہے  
اور اس پر آیت قرآن پڑھتے تھے۔ لا یستوی منکم من التقی من قبل الفتنہ و قاتل اولئک  
اغظہم درجہ من اللذین الفقوا من بعد و قاتلو ایسے فوج کے سے پیچھے خرچ کر نیرا سے پہر

پہر جو لوگ  
سے جانتے ہیں  
ہیں۔ ان کا  
ن کو شہی میں  
انکی ذلت کا  
ب عجیب رنگ  
یا شیخ علی  
دیکھا کہ ایک  
ہیں اسکو  
پہر ہی پر  
عزہ ہے  
اور صحیح معلوم  
سچ ہوتا ہے  
جہ نہیں ہیں  
آف میں کا  
احب کا دیانی  
پہر صاحب کا  
نے فرماتے  
پہر ہے  
جہ دیکھتے

کرنے والے کے برابر نہیں ہیں۔ پھر جس کے لوگوں کی آمد و رفت نہ ہوگی اور وہ اپنے دام سے بچنے کے  
 اور نلو اور آسے بند ہوئے۔ تو ایسے لوگ کا نور اور روش پھر جو جہانوں کے۔ اور کاروباری اور علمبر صاحب  
 اکیلے ہی پائین گئے۔ اور حکیم صاحب کے اور پر وہ دنوں اوقات بسر کریں گے۔

کادویانی کے پاس جو زمین ہے جس پر وہ اپنے نخلانوں سے انعام کی شہرت میں لگایا کرتا تھا  
 وہ اس لائق نہیں ہے کہ اس سے لنگر چلے۔ پڑوسی حلقہ کے ساہوکار کیا گیا ہے۔ کہ اس  
 زمین کی سہولت آمدنی دو سو روپیہ زیادہ نہیں۔ دوسرے زیادہ زمین کادویانی کے ہاتھ سے نکل جانیوالی  
 ہے۔ کادویانی کی محبوبہ بیوی اسکول اپنے بلیڈن کے نام منتقل کرانا چاہتی ہے۔

رہے بائیر کوٹکہ اور حیدرآباد کے جواری سو وہ بھی اس کشف کادویانی کی شہادت سے فرار  
 ہونے والے ہیں۔ پھر گزارہ اوقات کا ذریعہ وہی حکیم صاحب کا ادارہ ہی جائیگا جو تمام گوشت  
 پلاخواران کے لئے کافی کفایتی ہوگا۔ لہذا وہ کشف صادق ضرور صادق آجائے گا۔ کہ ایک آپ ہیں  
 در سے حکیم جی باقی اللہ اللہ خیر ستا۔

حضرت ناظرین! کادویانی کے اس کشف والہام فرشتہ سے ہمارے اس غم سے  
 کی تصدیق ہوتی ہے جو ہم نے <sup>(۱۳۳)</sup> میں کیا تھا۔ اور کادویانی ان لائف زمینوں کی تکذیب ہوتی ہے۔ جو  
 ۱۳۳۱ء رسالہ نور کادویانی سے لے کر ۱۹۲۲ء رسالہ ہذا منقول ہیں۔ مگر اس سے گورنٹ کو فیلڈ کوٹکہ  
 نہ پڑھے اور کادویانی کی نگرانی سے غافل رہے۔ شاید یہی کادویانی و مجال کی ایک چال ہو۔  
 ایک بڑی پرائیویٹیشن کا مقولہ ہے۔ دشمن تو ان جتھیروں پر چارہ ٹھہرو۔

کادویانی جملہ اشتہارات و تحریرات کی نمائندگیوں کا جواب پورا ہوا جس سے تکملہ کمال کو پہنچا۔  
 اب کادویانی کے قول ششم رسالہ نور ص ۲۰ ص ۲۱ کا جواب مستقل مضمون میں دیا جاتا ہے جو ذیل  
 میں عرض ہے۔

شہزادہ